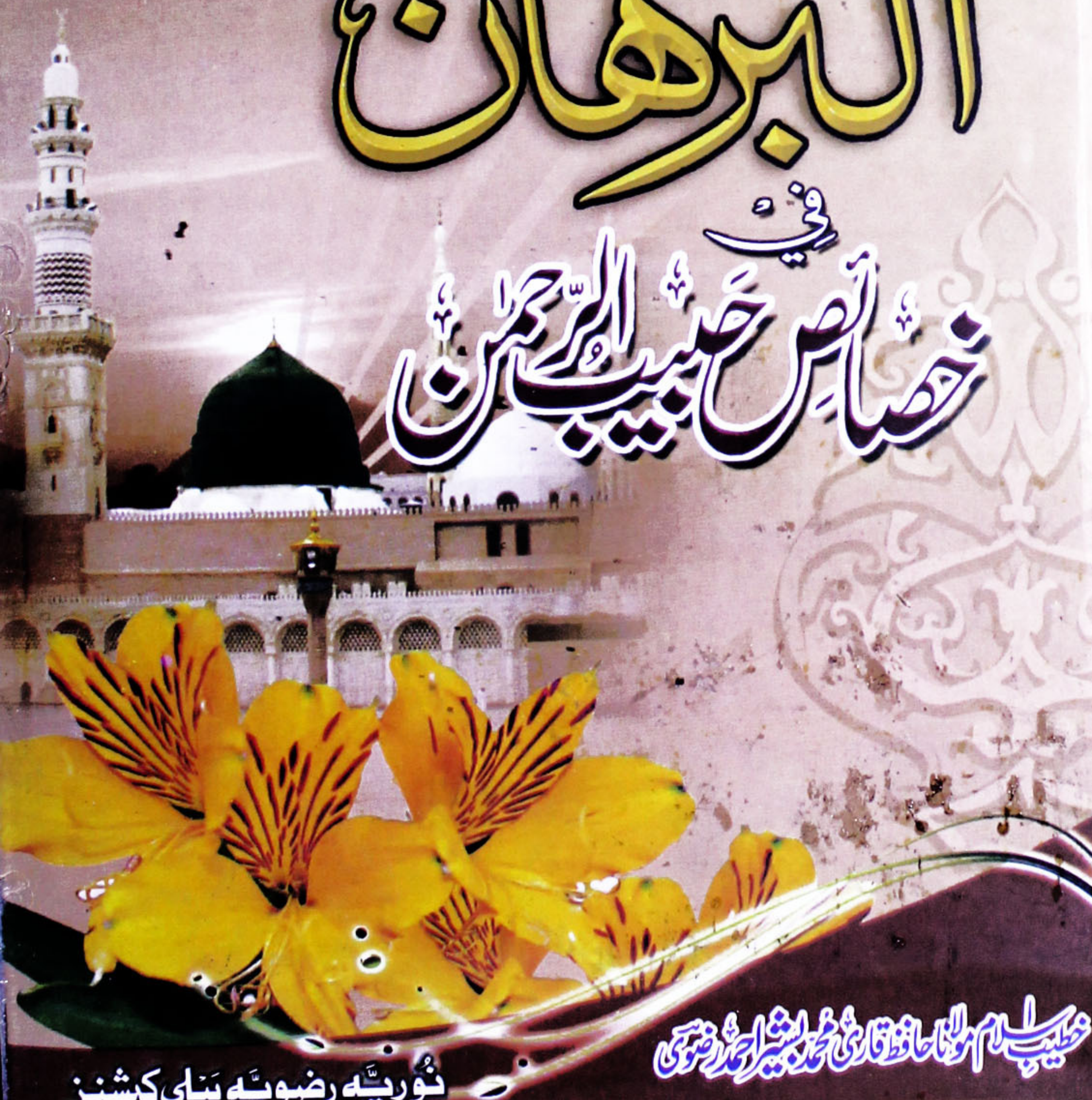


سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے شمال و خصال فضائل و کمالات اور معجزات کا دلکش مجموعہ

# الْبُرْهَانُ

فِي  
خُصَالِ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ

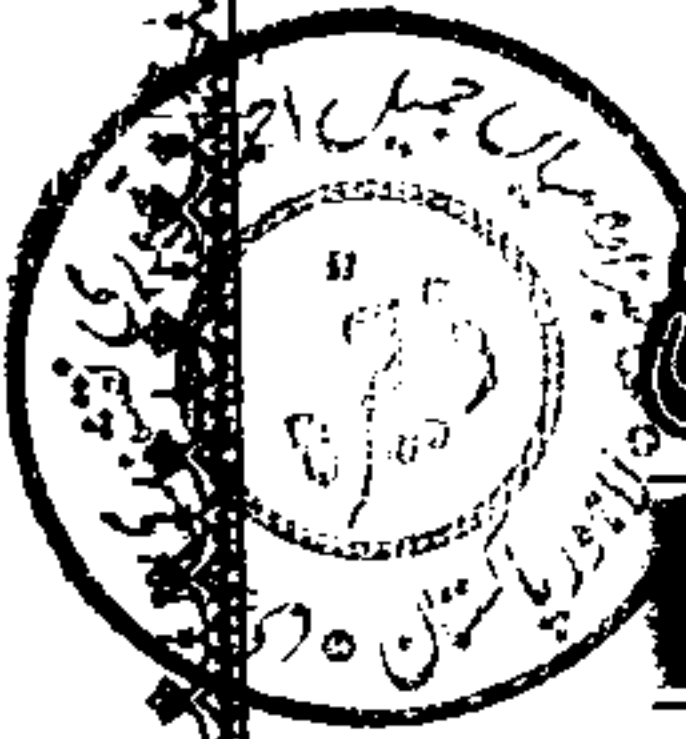


عقیدہ اہل السنۃ و القاری محمد بشیر احمد قرطبی

نُورِیَّہ رضویہ پبلی کیشنز







سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے شان و مقام

فضائل کمالیہ اور معجزات کلامیہ



خطیب اسلام مولانا حافظ قاری محمد بشیر احمد رضوی



نورینہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور ☎ 042-37313885



## جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	البرہان فی خصائص حبیب الرحمن
مؤلف	.....	خطیب اسلام مولانا حافظ قاری محمد شہرا احمد رضوی
نظر ثانی	.....	پروفیسر حافظ عبدالرحمن تارڑ
اشاعت اول	.....	1987ء
اشاعت ششم	.....	اکتوبر 2011ء
طابع	.....	سید محمد شجاعت رسول قادری
ناشر	.....	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	.....	1N0014
ہدیہ	.....	

## ملنے کے پتے:

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 گنج بخش روڈ لاہور

فون نمبرز 042-37313885, 37070663

E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد 041-2626046

صاحبزادہ محمد طاہر مسعود نقشبندی مبارک کالونی کسوی روڈ حافظ آباد

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

صاحبزادہ پیر محمد مظفر قیوم صاحب آستانہ عالیہ بیر بل شریف ضلع سرگودھا

اسلامی کتب خانہ بازار کتب خانہ لاہور



## انتساب

فقیر اس سعی ناتمام کو حضور پر نور، شافع یوم النشور نبی غیب داں، سید مرسلان، وسیلہ  
بکیاں، مالک کون و مکاں، محبوب رب دو جہاں، سیاح لامکاں، مہبط آیات قرآن،  
شہنشاہ ملکوت جاوداں، در یتیم بحر حقیقت عرفاں، سرور کائنات، باعث تخلیق موجودات، منبع  
کمالات، مجسمہ معجزات، مخزن برکات، آئینہ جمال کبریا، مالک ہر دوسرا، شافع روز جزا،  
رازدار رب العلاء، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، فخر  
اولین و آخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کی بارگاہ  
یکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی  
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

طالب شفاعت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم  
ابوطاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ رسول پوری  
مورخہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۶ھ  
مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



# فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳	الانتساب	۱۲	تقاریر
۱۲	تعارف	۱۹	مقدمہ
۲۷	آغاز کتاب	۳۱	باب ۱
۳۱	معجزات و خصائص سر مبارک	۳۷	کمال عقل
۳۷	کمال علم و معارف	۳۸	حضور ﷺ معلم عالم
۳۸	علم آدم کی وسعت	۳۹	تکلفا
۳۹	علم آدم کی وسعت	۴۱	عالم اسماء
۴۱	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۱	حضور ﷺ کی تعلیم
۴۱	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۲	حال و مستقبل کا علم
۴۲	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۳	غیب کی بات
۴۳	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۴	خفیہ خط
۴۴	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۵	خفیہ گفتگو
۴۵	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۶	ابو عیاش کا گھوڑا
۴۶	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۷	کل کی خبر
۴۷	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۸	بادل کا سایہ کرنا
۴۸	حضور ﷺ کی تعلیم	۴۹	
۴۹	حضور ﷺ کی تعلیم	۵۰	
۵۰	حضور ﷺ کی تعلیم		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۶	حوروں کو دیکھا	۷۷	جمال بے مثال
۱۰۷	ستر حوروں سے نکاح	۷۸	حسن حضور ﷺ بہ زبان حلیمہ سعدیہ
۱۰۸	حوض کوثر کو دیکھا	۷۹	حسن کل
۱۰۸	جنتی و دوزخی کی پہچان	۸۲	چاند اور سورج کی تشبیہ
۱۰۸	نفل کے نیزے		باب ۲
۱۰۹	مدینہ سے مکہ دکھا دیا	۸۵	معجزات و خصائص چشمان مبارک
۱۱۰	روایت نور۔ روایت عقاب	۸۶	نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۲	حضور ﷺ کی گواہی	۸۷	حضور ﷺ آگے پیچھے برابر دیکھتے تھے
۱۱۳	لوح محفوظ پر نگاہ اولیاء	۸۸	خشوع کیا چیز ہے؟
	باب ۵	۹۰	روشنی و تاریکی میں بھی برابر دیکھتے تھے
۱۱۹	معجزات و خصائص گوش مبارک		قریب و بعید، روشنی و تاریکی میں آگے
۱۲۰	راجز کی فریادری	۹۰	پیچھے یکساں دیکھتے تھے
۱۲۱	آسمانوں کی چڑچڑاہٹ سنتے	۹۱	آپ پیٹھ کے پیچھے کیسے دیکھتے تھے؟
۱۲۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سفر	۹۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں
	چاند کے سجدہ کرنے اور لوح پر قلم چلنے	۹۲	تجلی
۱۲۳	کی آواز کو سننا	۹۳	حضور ﷺ نے خدا کو دیکھا
۱۲۴	قبر والوں کی آواز سننا	۹۵	ایک شبہ کا ازالہ
۱۲۴	جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی آواز سننا	۹۷	حضور ﷺ کی سرعت نظر
۱۲۵	امام قسطلانی کو شفاء	۹۸	روئے زمین پر حضور ﷺ کی نظر
۱۲۶	جنوں کی آواز سننا	۹۸	زمین سے جنت کو دیکھا
۱۲۶	منافق کی خفیہ بات	۱۰۰	کائنات مثل کف دست
۱۲۷	درود شریف سنتے ہیں	۱۰۰	آسمانوں پر نظر
۱۲۸	صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد ﷺ	۱۰۱	حاضر و ناظر
۱۲۹	مظہر ذات	۱۰۵	جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو جنت میں دیکھا
		۱۰۵	قبر میں دیکھا۔ جان سے بھی قریب



صفحہ	مضمون
۱۳۰	روضہ انور پر ایک فرشتہ روئے زمین کے درو دستا ہے
۱۳۱	غیب کی بات سنی
۱۳۲	حضور ﷺ جنت دکھانے اور جنتوں کی آواز سنوانے پر قادر ہیں
۱۳۵	باب ۶ معجزات و خصائص ناک مبارک
۱۳۹	باب ۷ لب مبارک و دندان مبارک
۱۴۰	دندان مبارک سے نور نکلتا
۱۴۱	آپ کے تبسم سے روشنی
۱۴۲	دیواروں پر نور پڑتا
۱۴۳	مسواک کی اہمیت
۱۴۴	کبھی جما ہی نہیں آئی
۱۴۵	علم و نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴۶	آپ کی خوش طبعی
۱۴۶	آپ کے منہ سے حق نکلتا ہے
۱۴۸	رحمۃ اللعالمین۔ لحد میں یاد امت
۱۴۹	غار میں یاد امت
۱۵۳	باب ۸ معجزات و خصائص دہن و لعاب دہن
۱۵۴	ہر بات حق
۱۵۶	مونہوں سے خوشبو
۱۵۶	خوشبودار کنواں۔ میٹھا کنواں
۱۵۷	لعاب کی برکت سے حیا
۱۵۸	عقبہ کے تبسم سے خوشبو
۱۵۹	عربی سکھلا دی
۱۶۰	سوکھے درخت پھل دے گئے
۱۶۱	جنتی کی خبر
۱۶۱	لکنت ختم
۱۶۱	بہنا کر دیا
۱۶۲	درد شکم سے شفا
۱۶۳	محمد بن حاطب کا ہاتھ
۱۶۴	زخم ٹھیک ہو گئے
۱۶۵	چہرے کا زخم۔ آنکھ کا زخم۔ سید کا زخم
۱۶۵	ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفاء
۱۶۵	چشم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفاء
۱۶۵	علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعاب
۱۶۵	مبارک کے اثرات
۱۶۶	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس
۱۶۶	پھوٹی آنکھ
۱۶۷	بے مثال اعجاز
۱۶۸	کٹا ہوا بازو
۱۶۸	جھلک زخم
۱۶۸	مکدود بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو
۱۶۸	ساق شکستہ
۱۶۸	ایک لڑکے کا ازالہ
۱۶۸	انعام نصاب



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۶	اعانت نو مسلم قبیلہ	۱۷۳	خشک کنویں سے پانی
۱۹۶	دو گرہوں میں صلح		حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
۱۹۷	تقریر کی اثر انگیزی	۱۷۴	ضیافت میں برکت
۱۹۷	منبر پر رقت		باب ۹
۱۹۸	کھجور کا خوشہ۔ اختیار مصطفیٰ ﷺ		معجزات و خصائص آواز مبارک
۱۹۹	گستاخ رسول کو زمین باہر پھینک دیتی	۱۷۷	
۲۰۰	بلا عذر باتیں ہاتھ سے کھانے کا انجام	۱۷۸	ہر جگہ یکساں آواز
۲۰۰	گستاخان رسول کی عقل ماؤف ہو گئی	۱۷۹	گھروں میں آواز پہنچتی تھی
۲۰۰	گستاخ رسول کا انجام۔	۱۷۹	ہر نبی خوش گلو
۲۰۱	کن کی کنجی		باب ۱۰
۲۰۲	زمین پر حکومت، ابو طلحہ عنہ کا گھوڑا		معجزات و خصائص زبان مبارک
۲۰۳	بارش میں کپڑے نہ بھیکے	۱۸۱	
	نوے سال کی عمر میں بھی بال سیاہ	۱۸۲	اصح العرب و انجم
۲۰۳	رہے	۱۸۳	ہر زبان پر عبور
۲۰۴	اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۶	فصاحت و بلاغت
۲۰۴	احیائے اموات	۱۸۷	کمال فصاحت
۲۰۵	لڑکی زندہ ہو گئی	۱۸۸	ہر نبی پر نظر کرم
۲۰۶	جابر کے بیٹے زندہ ہو گئے	۱۸۹	اونٹ کی فریاد
۲۰۷	لڑکی زندہ ہو گئی	۱۹۰	چڑیوں کی فریاد۔ اونٹ پر نظر رحمت
۲۰۷	ہڈیاں زندہ ہو گئیں	۱۹۱	سوسار کی گواہی
۲۰۸	لسان نبوت	۱۹۱	سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۰۹	صحابیہ کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا	۱۹۲	سرکش اونٹ۔ شجر و حجر کا سلام
۲۰۹	غوث اعظم نے مردہ زندہ کر دیا	۱۹۲	استن حنّانہ
۲۱۰	غوث پاک نے مرغی کو زندہ کر دیا	۱۹۳	درخت خدمت اقدس میں
۲۱۰	بڑھیا کا بیڑا	۱۹۵	مختلف زبانیں سکھلا دیں
۲۱۲	کن کب عطا ہوتا ہے	۱۹۵	خطابت نبوی ﷺ کے اثرات



صفحہ	مضمون
	<b>باب ۱۱</b>
۲۱۵	معجزات و خصائص ریش مبارک
۲۱۶	آپ کے سفید بال سیاہ ہو گئے
۲۱۷	موئے ریش مبارک پہ ملائکہ کی تلاوت
۲۱۷	قرآن مجید
۲۱۷	ولی اللہی خاندان میں موئے مبارک
۲۲۰	داڑھی کی اہمیت۔ قرآن پاک کا حکم
۲۲۵	داڑھی کی مقدار
۲۲۶	داڑھی کے فوائد
۲۲۶	داڑھی اور سنگھمی
	<b>باب ۱۲</b>
۲۹۹	گردن کندھے اور پشت مبارک
۲۳۰	کندھے مبارک۔ ابو جہل مرعوب
۲۳۱	باب العلم بردوش مدینۃ العلم
۲۳۳	پشت مبارک
۲۳۳	بارش بوسیلہ پشت مبارک
۲۳۴	پتھر موم ہو گیا
	<b>باب ۱۳</b>
۲۳۵	معجزات و خصائص مہر نبوت
۲۳۶	دوشانوں کے درمیان
۲۳۶	ابھری ہوئی نورانی
۲۳۶	انڈے کی مانند
۲۳۷	مہر میں کلمہ طیبہ
۲۳۸	خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
	<b>باب ۱۴</b>
۲۳۸	معجزات و خصائص دست و بازو مبارک
۲۳۸	خوشبودار ہاتھ
۲۳۹	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
۲۳۹	آپ کا ہاتھ اپنے چہروں پر ملے
۲۴۰	دست مبارک کی برودت
۲۴۱	خزانوں کے مالک
۲۴۱	ہر چیز کی بنیادی گئی
۲۴۱	سرخ و سفید دیئے گئے
۲۴۱	قیامت کی سرداری
۲۴۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا
۲۴۲	ساری دنیا پر قبضہ
۲۴۲	پیدائش جبریل علیہ السلام کا مقصد
۲۴۲	قدحوں کو بوسے
۲۴۲	جبریل علیہ السلام دربار نبوت میں
۲۴۲	آپ کے دربار
۲۴۲	حضرت علی علیہ السلام کی ملاکت میں
۲۴۲	برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
۲۴۲	برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۲	گنجا پن دور ہو گیا	۲۵۵	پھل میں نام
۲۷۲	رسولی ختم۔ اونٹوں کو شفا	۲۵۵	درخت کے وسیلہ سے بارش
۲۷۳	برص سے شفا	۲۵۵	مچھلی پر۔ بکری پر
۲۷۳	ورم کا تھلیل ہونا	۲۵۶	آنکھ کی سفیدی میں۔ بکری کے سر پر
۲۷۴	دست شکستہ۔ مجنون کا اچھا ہونا	۲۵۶	ہرنی کے کانوں پر۔ پتھر پر۔
۲۷۴	کنکریوں کی تسبیح	۲۵۷	حضرت آدم علیہ السلام کے ناخوں پر
۲۷۶	دست شفاء۔ فرشتے کو شفاء	۲۵۸	حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر
۲۷۸	درد شکم دور ہو گئی۔ عمر صد برس ہو گئی	۲۵۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی
۲۷۹	دست مبارک رکھنے کا اثر		تورات میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم
۲۸۰	دھدر ختم	۲۵۸	اور یہودی کی نجات
۲۸۰	بشیر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ		انجیل میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور
	حضرت جابر و جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۲۵۹	اس کی تقبیل
۲۸۱	کا گھوڑے سے نہ گرنا	۲۶۰	عرش پر۔ عرش کا سکون
۲۸۲	چہرہ روشن ہو گیا	۲۶۱	جنت کے دروازے پر
۲۸۲	چہرہ میں اشیاء کا عکس	۲۶۱	جنت کی ہر چیز پر
۲۸۳	حبشی کا چہرہ روشن ہو گیا	۲۶۲	مالک جنت
	میدان کارزار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۳	لفظ سل کی تفسیر۔ منظوم لطیفہ
۲۸۵	سکھوڑا کا دست شفاء	۲۶۴	قام جنت
۲۸۶	کھجور کی شاخ روشن ہو گئی	۲۶۵	مفتاح الدنیا
۲۸۶	صحابہ کی لاشیاں روشن ہو گئیں	۲۶۵	ضعیف گھوڑی میں طاقت و برکت
۲۸۷	پانچوں انگلیوں کو روشن کر دیا	۲۶۶	معذور اونٹ تیز ہو گیا
۲۸۸	کف دست سے روشنی		حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
۲۸۸	چہرہ تروتازہ	۲۶۷	سردی نہ لگی
۲۸۹	دست مبارک کی تاثیر سے بال سیاہ	۲۶۷	قوت حافظہ مل گئی
۲۹۰	سوسال بعد بھی چہرہ تروتازہ اور بال سیاہ	۲۷۰	باب العلم کا انشراح صدر
۲۹۰	پانی دودھ بن گیا۔ لکڑی تلواریں بن گئی	۲۷۱	ساق شکستہ



صفحہ نمبر	مضمون
۲۹۲	نفرت محبت میں بدل دی
۲۹۳	حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز
۲۹۴	گلزار ہو گئی
۲۹۵	رومال نہ جلا
۲۹۶	حضرت ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز
۲۹۷	گلزار ہو گئی
۲۹۸	ناقص زمین میں گندم فی الفور اگی اور پکی
۲۹۹	کفار کی آنکھوں میں ذرات
۳۰۰	بیعت خدا - ہجرت کی رات
۳۰۱	چڑیا بنائی - زانی کا نفسیاتی علاج
۳۰۲	ہبل کی گواہی اور بارہ ہزار مسلمان
۳۰۳	دست نبوت کی عصمت
۳۰۴	بھوک ختم
۳۰۵	پھوری سے دودھ
۳۰۶	ام معبد کی بکری
۳۰۷	خشک درخت سرسبز ہو گئے
۳۰۸	شیر و چربی کی کثرت
۳۰۹	چھوٹی بکری سے دودھ
۳۱۰	جو کی مقدار میں برکت
۳۱۱	تین ہزار آدمی سیر شکم ہوئے
۳۱۲	آدھ سیر جو میں برکت
۳۱۳	چودہ سوا شخص کی سیری
۳۱۴	تھوڑی کھجوروں میں برکت
۳۱۵	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
۳۱۶	سات کھجوریں
۳۱۷	کھانے میں برکت
۳۱۸	حی میں برکت
۳۱۹	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۰	توشہ دان
۳۲۱	بکری کی کھجور - حیرت انگیز واقعہ
۳۲۲	انگشتان مبارک
۳۲۳	شق القمر - مسافروں کی گواہی
۳۲۴	ایک شبہ کا ازالہ
۳۲۵	عظیم معجزہ
۳۲۶	رفعت حبیب - چاند کا دو ٹکڑے ہونا
۳۲۷	علامہ خطابی
۳۲۸	حبیب یمنی
۳۲۹	رہجہ بھوج
۳۳۰	چاند کا اشارہ سے ہلنا اور گفتگو کرنا
۳۳۱	چاند کا کلام کرنا
۳۳۲	پتھر پانی پہ تیرنے لگا
۳۳۳	حجر و پتھر کی فرماں برداری
۳۳۴	ردائشش
۳۳۵	دو مرتبہ ٹھہرا ایک مرتبہ واپس لوٹا
۳۳۶	قافلہ بدھ کو آئے گا
۳۳۷	سورج پھر اٹھے قدم
۳۳۸	تائید محمد شین کرام
۳۳۹	چند تاثرات
۳۴۰	ایک شبہ کا ازالہ
۳۴۱	رکات کی تعداد
۳۴۲	حجۃ الوداع
۳۴۳	ایک شبہ کا ازالہ



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۷	اوّل آخر بتا دیا	۳۴۰	پنجاب رحمت کی ندیاں
۳۶۸	ہر چیز کی خبر دی۔ علم غدوای ارض تموت	۳۴۲	چار انگلیوں سے پانی۔ طیب و طاہر پانی
۳۶۹	علوم خمسہ	۳۴۳	مشکیزہ کا پانی
۳۷۱	غیب پر ایمان لانا ضروری ہے	۳۴۴	غسالہ مبارکہ کی برکت سے پانی
۳۷۱	اعلان عام جو چاہو پوچھو	۳۴۵	لشکر اسلام کی سیرابی
	باب ۱۷	۳۴۷	کونسا پانی افضل ہے؟
۳۷۵	شکم اقدس و فضلات مبارک	۳۴۷	بادل کا اشارہ پہ چلنا
۳۷۶	فقر اختیاری	۳۵۰	ناخن مبارک
۳۷۸	فقر وفاقہ کا عالم		باب ۱۹
۳۷۹	وصلی روزے	۳۵۳	سینہ اقدس و قلب مبارک
۳۸۰	حضور ﷺ بے مثل ہیں	۳۵۴	انشراح صدر
۳۸۲	بول مبارک۔ جہنم سے نجات	۳۵۶	شرح صدر کی احادیث
۳۸۳	بول مبارک پاک ہے۔ خون مبارک	۳۵۷	شق صدر کتنی مرتبہ ہوا
۳۸۴	خون چوسنے سے جنتی	۳۵۸	شق صدر کی حکمتیں
۳۸۴	خون مبارک کا ذائقہ	۳۵۸	سینہ اقدس میں بارہ کمرے
۳۸۶	بیت الخلاء سے خوشبو	۳۶۱	قلب مبارک
۳۸۶	زمین نگل لیتی اور خوشبو آتی	۳۶۲	بحالت نیند قلب بیدار ہوتا
۳۸۷	تمام فضلات سے خوشبو	۳۶۲	نیند سے وضو نہ ٹوٹتا
۳۸۸	غسل کا پانی پینے سے دوزخ حرام	۳۶۳	دل کی آنکھیں اور کان
۳۸۸	تمام فضلات طیب و طاہر	۳۶۳	دائگی اور اک۔ عظمت قلب
۳۹۱	سینہ مبارک	۳۶۴	حضور ﷺ کا علم نسیان سے پاک
۳۹۲	کبھی احتلام نہیں ہوا	۳۶۴	ایک سوال کا جواب
۳۹۳	ختنہ و ناف مبارک	۳۶۵	میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں
	باب ۱۸	۳۶۵	زمین و آسمان کا علم
۳۹۵	زانوے مقدس و پائے مبارک	۳۶۶	ہر چیز کا علم



صفحہ	مضمون
۳۹۶	پنڈ لیاں مبارک۔ قدم مبارک
۳۹۷	رفتار مبارک۔ پتھر پر نشان
۳۹۸	سلف صالحین اور نشان قدم
۳۹۹	ایک شبہ کا ازالہ
۴۰۰	پتھر سے درخت
۴۰۰	پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا
۴۰۱	اُحد پہاڑ کا ہلنا بند
۴۰۲	ہاتھ پاؤں چومنا
۴۰۳	آپ کی سواری کے جانور
۴۰۵	ٹھوکر سے شفاء
۴۰۵	قیام شب
<b>باب ۱۹</b>	
<b>قد مبارک اور جسم بے سایہ</b>	
۴۰۷	میانہ قد
۴۰۸	جسم بے سایہ
۴۰۹	حدیث نور
۴۱۱	ایک شبہ کا ازالہ
۴۱۲	مولوی رشید احمد گنگوہی
۴۱۳	مولوی اشرف علی تھانوی
۴۱۳	مولوی عابد میاں واکا برین دیوبند کی تائید
۴۱۴	عبدالحی لکھنوی
۴۱۵	مفتی دیوبند کا فتویٰ
۴۱۵	لباس کا بھی سایہ نہیں تھا
۴۱۷	نکھی نہ بیٹھتی تھی
۴۱۸	
<b>باب ۲۰</b>	
<b>معجزات و خصائص لباس مبارک</b>	
۴۲۱	تعلین مبارک
۴۲۲	عمامہ شریف
۴۲۳	چادر مبارک
۴۲۴	پیرا بن یوسف علیہ السلام
۴۲۶	شمیخ مبارک کی برکات
۴۲۷	جبہ مبارک کی برکات
۴۲۹	تہبند مبارک
۴۳۰	لحاف مبارک۔ چار پائی مبارک پیرا
۴۳۱	مبارک
۴۳۲	عصا مبارک۔ بے ادبی کی سزا
۴۳۳	کمان مبارک کا ادب
۴۳۴	صحابہ کرام کی عقیدت
۴۳۵	ابو محمد ورہ کے بال
۴۳۶	ابن مکتدر کی عقیدت
۴۳۷	منبر شریف کا ادب
۴۳۸	حضور ﷺ کے نام مبارک کا ادب
۴۳۹	حضور ﷺ کے تبرکات اور عموں مبارک
۴۴۰	حضور علیہ السلام سے منسوب ہر چیز
۴۴۱	قابل تعظیم ہے
۴۴۲	دعا کے اثر
۴۴۳	ماخذ و مراجع



## ۱۔ تقریظ

مفکر اسلام، مفسر قرآن، ضیاء الامت، دانائے طریقت، عارف شریعت حضرت علامہ  
پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری، پرنسپل جامع محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، جسٹس وفاقی شرعی  
عدالت پاکستان، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ مَنْ تَبِعَہٗ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ! محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی جان ہے اور محبت کا  
یہ تقاضا ہے کہ محبت کو محبوب کا ذکر عزیز از جان ہوتا ہے اور ہر وقت اپنے محبوب کو یاد کرنا اور  
اس کے کمالات و فضائل کا بیان کرنا اس کی محبت کی علامت ہے۔

مولانا ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب کی تالیف لطیف ”البرہان فی خصائص حبیب  
الرحمن“ کے چند مقامات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ پڑھ کر دل کو فرحت، آنکھوں کو  
روشنی اور روح کو تازگی نصیب ہوئی۔ جس محبت میں ڈوب کر مولف موصوف نے یہ کتاب  
تالیف فرمائی ہے، یہ ان کے لئے باعث سعادت دارین ہے۔

امید ہے کہ حسن عقیدے سے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو نور  
عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور فرمائے گا۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ مولف علام کی مخلصانہ اور مجاہدانہ کوشش کو قبول فرمائے اور ان کے  
درجات کی بلندی کا باعث فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد کرم شاہ، سجادہ نشین بھیرہ شریف

۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ



## ۲۔ تقریظ

خطیب پاکستان، پیر طریقت، عارف شریعت علامہ پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب قاری روضی  
خطیب اعظم پھالیہ، صدر جماعت اہلسنت پنجاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

اَمَّا بَعْدُ خطیب اہل سنت حضرت مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب  
رسولپوری کی تالیف ”البرہان فی خصائص حبیب الرحمن“ کا بعض مقامات سے حوالہ کیا۔  
مولانا موصوف نے سید الموجدات نور من نور اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و  
جمال، عادات و خصائص اور آپ کے معجزات باکمال کو ایسی خوبصورتی اور بالغ النظری کے  
ساتھ قلمبند فرمایا ہے کہ فقیر کا غنچہ دل شگفتہ ہو گیا۔

اللہ کرے جو قلم اور زیادہ

بعض اختلافی مسائل پر بھی بڑی خوبی کے ساتھ عالمانہ و فاضلانہ بحث کر کے ہر عقیدہ کو  
بڑے پیارے انداز میں حل فرما دیا ہے اور مخالفین کے باطل عقائد اور پرانے اعتراضات  
کے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مدلل و مسکت جوابات دے کر بہت سے مسلمانوں  
کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان مہیا فرما دیا ہے۔

مولانا موصوف کی یہ کتاب مستطاب اہل عرفان و ایمان کے لئے باعث راحت جان  
و تقویت ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل، عمر و صحب میں برکت عطا  
فرمائے اور ان کی تحریر و تقریر سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستطاب ہونے کی توفیق عطا  
فرمائے۔ آمین

محمد یعقوب شاہ

خطیب اعظم پھالیہ، صدر جماعت اہلسنت پنجاب



## ۳۔ تقریظ

زینت المشائخ حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری المعروف جن جی  
سرکار آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط حَامِدًا وَ مَصْلِیًّا وَ مُسْلِمًا

اَمَّا بَعْدُ! فاضل نوجوان مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب رسوپوری کی  
تالیف لطیف ”البرہان فی خصائص حبیب الرحمن“ کو چند مقامات سے دیکھا۔ یوں تو اس  
مبارک موضوع پر کثیر التعداد کتب معرض وجود میں آچکی ہیں لیکن تنقیح مسائل و کثرت  
دلائل نے اسکی قدر و منزلت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جس کی ہر سطر باعث رشد و ہدایت،  
ہر صفحہ موجب سعادت، ہر لفظ حق و صداقت کا آئینہ دار ہے۔ میری نظر میں مؤلف موصوف  
کلینیہ ماہیہ الامتیاز شاہکار سرمایہ یادگار ہے، جس کے مطالعہ سے ایمان والوں کی آنکھوں میں  
نور اور دلوں میں ترقی ایمان کا سرور حاصل ہوگا۔ البتہ جو معاندین حق اور پیروان باطل  
ہیں، وہ بلاشبہ اس سے متوحش ہوں گے۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

مولائے کریم بوسیله جلیلہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مؤلف موصوف کی تبلیغی و  
تالیفی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر علماء و عملاً و شرفاء ترقی سے مالا مال فرمائے اور آپکی  
تقریر و تحریر سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق عطا  
فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی

آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف، ۸۶-۹-۶



## ۴۔ تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالمصور محمد بن محمد صاحب  
مہتمم دارالعلوم چشتیہ نظامیہ منڈی سکسکی،

سرپرست تنظیم العلماء جماعت اہلسنت ضلع حافظ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ  
الْمُصْطَفٰی وَاٰلِهِ الْعِظَمَآ وَاَصْحَابِهِ الْكِرَمَآ۔

اما بعد! فقیر غفرلہ القدیر کو مولانا الحافظ قاری ابولطاہر محمد بشیر احمد رسو پوری طویل عمرہ کی موافقہ  
کتاب ”البرہان فی خصائص حبیب الرحمن“ کے چند مقامات عدیم الفرستی کی بہادر دیکھنے کا  
اتفاق ہوا۔ طرز تحریر انوکھا، انداز بیان ستبر اور اسلوب نگارش اتنا پرکشش کہ پڑھنے والا  
متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کتاب کے مسائل و دلائل کو غور سے دیکھا۔ ماشاء اللہ  
جامع المعجزات، اوصاف و کمالات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا۔ دماغ نے تحقیق اثیق کا  
عطر سونگھا، مشام قلب و جان معطر ہوا شرح صدر کی تمام کیفیات رونما ہوئیں۔ یہ کتاب  
بھولے بھٹکے ہوئے راہی کے لئے مفید ہوگی اور مولانا موصوف کے ترقی درجات کا سامان  
اور لوگوں کے درد عصیاں کے لئے درمان ہوگی۔

تَقَبَّلَهَا اللّٰهُ بِقَبُولِ حَسَنٍ

اللہ تعالیٰ مولانا کی کاوش فکر کو مقبول اور شر حاسدین سے محفوظ و مامون فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر ابوالمصور محمد بن محمد غفرلہ الاحد نقشبندی مجددی قادری

از پٹنہ باورسہ حال خطیب جامع مسجد دار

مہتمم دارالعلوم چشتیہ نظامیہ منڈی سکسکی ضلع حافظ آباد



## ۵۔ تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر فقیہ العصر،

علامہ حافظ احسان الحق صاحب قادری رضوی،

امیر دعوت اسلامی پنجاب، خطیب جامع مسجد جویری جناح کالونی فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں اور  
جملہ کائنات آپ کی فرع ہے۔

تو اصل وجود آدمی از نخت

دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

جس کسی کو جو کچھ ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہی ملا۔ آپ کے وسیلہ جلیلہ

کے بغیر کسی کو نہ کچھ ملا ہے اور نہ ہی ملے گا۔

مِنْ رَحْمَتِهِ تَصْعَدُ أَوْ تَنْزِلُ

نَبِيُّهُ مُخْتَارُهُ الْمُرْسَلُ

يَعْرِفُ هَذَا كُلُّ مَنْ يَعْقِلُ

مَا أَرْسَلَ الرَّحْمَنُ أَوْ يُرْسِلُ

إِلَّا وَطَةَ الْمُصْطَفَى عَبْدُهُ

وَ أَسْطَةَ فِيهَا وَ أَصْلُ لَهَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سب پر لازم ہے اور آپ کی محبت سب پر فرض ہے۔

مغز قرآن، روح ایمان، جان دیں

ہست حب رحمتہ اللعالمین

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص، معجزات و کرامات کے بیان سے

آپ سے عقیدت و محبت مزید بڑھتی ہے، اس لئے علمائے کرام نے ان جلیل القدر

موضوعات پر مختلف زبانوں میں قابل قدر تصانیف قلمبند فرمائیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ

صاحبہا پر احسانات کئے۔ اس نودانی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب ”البرہان فی

خصائص حبیب الرحمن“ بھی ہے۔ جسے فاضل جلیل مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد



صاحب رسو پوری نے تالیف فرما کر اردو خواں حضرات پر احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ حوصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے۔ اور مسلمان بھائیوں کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

نوٹ: تقریظ کے درج بالا الفاظ ساڑھے گیارہ بجے شب (بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ بمطابق ۷ دسمبر ۱۹۸۶ء حوالہ قرطاس ہوئے ہی تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ کان لگائے تو مسرور کن آواز آئی کہ

”میں حافظ عبدالکریم ہوں اور مدینہ منورہ سے بول رہا ہوں۔ استاد جی! السلام علیکم۔ میں اسوقت گنبد خضراء (صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا) کے سامنے حاضر ہوں۔ آپ کا سلام بارگاہ اقدس میں ہر روز پیش کرتا رہتا ہوں۔ آپ کی کتاب ”عمل الیوم واللیل لابی بکر بن السنی“ عنقریب انشاء اللہ پہنچ جائے گی۔ کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیے! حاضر ہوں۔“

مدینہ طیبہ صلی اللہ علی صاحبہا کی چمن ساز مہواؤں کے شہوج سے پیدا ہونے والی اس آواز نے جہاں مجھے حد درجہ کی مسرت بخشی، وہاں بطور نیک فال یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ زیر نظر کتاب ”البرہان فی خصائص حبیب الرحمن“ بھی اور اس پر لکھی ہوئی تقریظ علی بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم میں مقبول ہے۔ جیسی تو عمدہ ناچیز کوئی الفور اتنی بڑی بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ  
بیت اہل بیت



## تعارف

فاضل نوجوان، خطیب نکتہ دان حضرت مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ اہلسنت وجماعت و مہتمم دارالعلوم حامد یہ رضویہ عزیز القرآن رسولپورتا رز تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد۔

### پیدائش

پنڈی بھٹیاں کے نواحی گاؤں موضع حویلی کے جید عالم دین و مستند حکیم حضرت مولانا کامل دین صاحب کے ہاں مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی ممتاز عالم دین اور صاحب حال مرد درویش تھے۔ صاحب نسبت ہونے کی وجہ سے علاقہ بھر میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ارادت مند کافی تعداد میں ملک کے طول و عرض میں مسلک اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ خلق خدا کی علمی و روحانی تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

### تعلیم

فاضل مؤلف کی عمر ابھی چھ ماہ تھی کہ والد گرامی کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کے برادر اکبر مولانا حافظ محمد یار صاحب پر آن پڑی۔ چنانچہ انہوں نے خالص مذہبی خاندانی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بطریق احسن سرانجام دیا۔

### حفظ قرآن پاک

آپ نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ غلام نبی صاحب گجراتی اور فخر الحفاظ محترم حافظ قاری احمد دین صاحب حافظ آبادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔



## آغاز درس نظامی

حفظ قرآن پاک کے بعد آپ نے فخر المدینین حضرت علامہ الحاج مولانا عظیم  
ابوالمنصور محمد نذیر احمد صاحب نقشبندی (خطیب مرکزی جامع مسجد نور، مہتمم دارالعلوم رضویہ  
نظامیہ منڈی سکھسکی، کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ذہین اور مستعد طالب علم تھے۔ شہزاد  
روز مجت، دینی شوق اور قلبی لگن کے ساتھ بہت جلد تعلیمی مراحل کو طے کیا۔ پیر استاد محترم  
نے بھی خصوصی توجہ اور کمال شفقت سے نوازا۔

## دورہ تفسیر قرآن پاک

۱۹۶۳ء میں عارف شریعت، عالم طریقت شیخ القرآن حضرت علامہ ابوالحسن  
محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (بانی و مہتمم جامع غوثیہ نظامیہ وزیر آباد) سے ماہ  
رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن پاک مکمل کیا اور جمعۃ الوداع کے عظیم اجتماع میں  
دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

## تکمیل درس نظامی

۱۹۶۳ء میں مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے صدر المدینین  
حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبداللطیف صاحب اور ۱۹۶۵ء میں فاضل جلیل حضرت مولانا  
انوار الاسلام صاحب اور فخر اہلسنت حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی (مہتمم  
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان) سے درس نظامی کی  
تکمیل کی اور جامعہ نظامیہ کے سالانہ جلسہ میں دیگر علماء کرام و مشائخ عظام کے علاوہ وفائی  
وزیر جناب ملک خدا بخش بچہ و خطیب العصر حضرت علامہ مولانا محمد الی عرقانی خطیب  
بادشاہی مسجد لاہور سے دستار فضیلت کا اعزاز حاصل کیا۔

## دورہ حدیث پاک

۱۹۶۶ء میں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام رضویہ فیضان آباد میں علامہ  
بخاری، جامع معقول و منقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد الی عرقانی خطیب



سے دورہ حدیث پاک مکمل کیا اور جامعہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد کے مبارک موقع پر دستار فضیلت کا اعزاز اور سند فراغت کا شرف حاصل کیا۔

### تجوید و قرأت

۱۹۶۶ء میں ہی استاذ القراء جناب قاری دیدار شاہ صاحب وارثی سے درس تجوید و قرأت کی تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ نیز جامعہ وارثیہ فیصل آباد کے زیر اہتمام سالانہ مقابلہ حسن قرأت منعقدہ ۱۶ جون ۱۹۶۶ء میں حصہ لیکر نمایاں کامیابی حاصل کی اور عالمی شہرت یافتہ قاری حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب لاہوری (جو کہ اس موقع پر بطور منصف و صدر محفل تھے) سے اعزازی سند حاصل کی۔

### میڈیکل تعلیم

علوم درسیہ سے فراغت کے بعد آپ نے ۱۹۷۵ء میں سنٹرل میڈیکل کالج لاہور سے G.M.B.S., L.M.B گولڈ میڈلسٹ اور نیشنل میڈیکل کالج لاہور سے ۷۷-۱۹۷۶ء میں D.M.P.S. کا ڈپلومہ نمایاں پوزیشن میں حاصل کیا۔

### آغاز خطابت

دورہ حدیث پاک کے دوران ہی آپ نے جامع مسجد حنیفہ غوثیہ محلہ فتح آباد متصل جمال خانو آنہ فیصل آباد سے باقاعدہ خطابت کا آغاز کیا۔

### قیام گوجرانوالہ

حدیث پاک میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے خطیب پاکستان، نازش اہلسنت مولانا ابوالطاہر عبدالعزیز چشتی کے فرمان پر ۱۹۶۷ء کے اوائل میں جامع مسجد غوثیہ رضویہ محلہ رسول پورہ گوجرانوالہ بطور خطیب و مدرس ذمہ داری سنبھالی۔ اور تبلیغ دین کا سلسلہ جاری فرمایا۔

### رسولپور تارڑ میں آمد

حضرت مولانا ابوالعطا محمد نصر اللہ صاحب نقشبندی، ایم خان محمد درویش



(سنٹر ہیڈ ماسٹر رسولپور تارڑ) کے اہمالہ عزت باب و کتاب چلے گئے۔  
(سابق ایم۔ این۔ اے) و محترم خاتون اہل اللہ صاحبہ تارڑ (میں آپ رسولپور تارڑ)  
استدعا پر بحکم جناب آفتاب شریعت، مابتاب طریقت، کاشف رموز حقیقی حضرت علی  
سید باقر علی شاہ صاحب نقشبندی بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کبیر علی تارڑ  
مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۷ء کو بلبل چمنستان رسالت الحاج صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی کے  
ہمراہ رسولپور تارڑ میں تشریف لے آئے اور مرکزی جامع مسجد حنفیہ صوبہ اہلسنت و  
جماعت میں باقاعدہ خطابت کا آغاز کیا۔

نوٹ: رسولپور میں آپ کی آمد سے قبل اہلسنت و جماعت کے پاس اپنا کوئی سنی خطیب نہ  
تھا اور نہ ہی علیحدہ کوئی مسجد۔ پورے قصبہ میں دیوبندیت اور رافضیت کا تسلط تھا۔ آپ نے  
آتے ہی اپنے چند مخلص سنی دوستوں کی رفاقت میں انتھک محنت، پیہم جدوجہد، عبادت و روز  
مشقت و جانثاری سے گلشن اہلسنت کی ایسی آبیاری کی کہ پڑمردہ کلیاں کھل اٹھیں اور ہر  
طرف نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج سنائی دینے لگی۔ اب بفضلہ تعالیٰ ہر سال دیگر مذہبی  
تقاریب کے علاوہ بتقریب سعید عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان جلوس زیاریات  
زینت المشائخ، پروردہ آغوش ولایت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید عظیم علی شاہ  
صاحب نقشبندی بخاری (المعروف جن جی سرکار) زیب سجادہ حضرت کبیر علی تارڑ شریف  
بصد ترک و احتشام نکالا جاتا ہے۔

### تبلیغ و تقریر

مولانا موصوف فاضل مدرس ہونے کے ساتھ خوش نوا و اعلیٰ منجھے ہوئے خطیب اور  
شیریں بیاں مقرر ہیں۔ آپ کی تقاریر علمی و ادبی محاسن، تفسیری و روحیہ امور اور حکمت و  
دانش کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھری ہوئی ہیں۔ ان کے بیان و کلام  
ہوا۔ کلام میں پختگی کے ساتھ بسا اوقات ظرافت کی چاشنی چار چاند لگائی ہے۔ یہ سب  
قبولیت عامہ

مندرجہ بالا خوبیوں کے باعث مولانا موصوف فاضل مدرس ہونے کے ساتھ خوش نوا و اعلیٰ منجھے ہوئے خطیب اور

11/85



یکساں قبولیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور آپ کا دائرہ تبلیغ دین و مسلک اہلسنت و جماعت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

### تنظیم کا قیام

علاقہ میں بڑھتی ہوئی جہالت، دین مستقیم سے ہٹ کر ذہنی عیاشی، بدکرداری، ناپاک لٹریچر کا مطالعہ، غلط سوسائٹی اور بے راہروی کو دور کرنے کے لئے آپ نے اپنے چند مخلص احباب علماء کرام و سجادگان چک بھٹی شریف کے تعاون سے ۱۹۷۸ء میں ایک اصلاحی اور بے لوث مذہبی تنظیم، (بنام) تنظیم العلماء جماعت اہلسنت ضلع حافظ آباد قائم کی، جس کے تحت سالانہ تین تبلیغی دورے کئے جاتے ہیں اور ایک سالانہ خلفاء الراشدین کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔

### دارالعلوم کا قیام

قرآن پاک حفظ و ناظرہ مع تجوید و قرأت و دیگر علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء میں ایک دینی درسگاہ (بنام) دارالعلوم حامد یہ رضویہ عزیز القرآن کی بنیاد رکھی جس میں کہنہ مشق اساتذہ کرام تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

### اکتساب فیض

فاضل مؤلف نے استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالمنصور صاحب نقشبندی کے ایماء پر حضور قبلہ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر مسلسل پانچ یوم اور اکیس جمعراتیں، حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر سات یوم چلہ کشی کی اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ نیز آفتاب ولایت حضرت قبلہ پیر سید علی اکبر شاہ صاحب علی پوری، شیخ الاسلام و المسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی، شہنشاہ چورہ شریف حضرت قبلہ پیر محمد ارشاد حسین صاحب نوری (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی خدمت میں حاضری دیکر اکتساب فیض کیا اور فیوض و برکات و اجازات سے نوازے گئے۔



## بزرگوں کی دعا

ایک مرتبہ پیر طریقت، رہبر شریعت، سند الالقیاء حضرت مولانا محمد علی احمد صاحب نقشبندی مجددی مسند آرائے دربار عالیہ چک بھٹی شریف آپ کے گھر تشریف لائے۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے مولانا کے برادر اکبر مولانا حافظ محمد یار صاحب کو صغریٰ میں حاضر کیا اور مندی آپ کی خدمت میں حاضر کیا اور ساتھ ہی حفظ قرآن پاک کی دعا کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے چند لمحے تامل کے بعد فرمایا۔ مائی ایہ ایک ہی بات ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد جو بھی لڑکے پیدا ہوں گے، سب حافظ قرآن اور عالم دین بنیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کا فرمان حرف بحرف سچ ثابت ہوا۔ اور چاروں بھائی حافظ قرآن اور عالم دین ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا حافظ محمد یار صاحب (خطیب جامع مسجد بھا کہ بھٹیاں)

۲۔ مولانا حافظ احمد علی صاحب (مرحوم) خطیب حافظ آباد۔

۳۔ مولانا ابوالقینین محمد اللہ یار صاحب کولہارڑ۔

۴۔ مولانا حافظ قاری ابوالظاہر محمد بشیر احمد صاحب (خطیب مرکزی جامع مسجد حنیفہ رضویہ

رسو پور تارڑ) حال مقیم مبارک کالونی کسوی روڈ حافظ آباد

## الشهادة العالمیہ

۱۔ تنظیم المدارس اہلسنت رجسٹرڈ پاکستان کے زیر اہتمام ضمنی امتحان برائے تالیف فاضلین منعقدہ ۱۷ فروری ۱۹۸۶ء بمقام مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں حصہ لیا۔ اور کامیابی حاصل کر کے تنظیم المدارس کی سند الشهادة العالمیہ فی العلوم العربیة والاسلامیہ (ایم اے عربی) حاصل کی۔

## تصنیف تالیف

درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے علاوہ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ ذیل کتب تحریر کیں۔

۱۔ فضائل و مسائل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم



- ۳۔ دعا بعد از نماز جنازہ کا ثبوت  
۴۔ بیس تراویح کا بیان  
۵۔ خطبات بشیر  
۶۔ البرہان فی خصائص حبیب الرحمن

تبصرہ

زیر نظر کتاب ”البرہان فی خصائص حبیب الرحمن“ آپ کا علمی شاہکار ہے۔ جس کا انداز نہایت شستہ، پر مغز عبارت، ہر سطر باعث رشد و ہدایت، ہر صفحہ موجب سعادت، ہر لفظ حق و صداقت کا آئینہ دار، اسلوب تحریر شاندار، طرز استدلال زور دار۔ میری نظر میں فاضل مؤلف کی یہ علمی کاوش انکے لئے پایہ یادگار ہے۔ اسمیں حضور برہان رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس سے لیکر پائے مبارک تک کے خصائص و برکات، فضائل و حسنات محامد و محاسن بیان کر دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی وہ تمام مسائل بھی حل کر دیئے گئے ہیں جو عقائد اہلسنت سے متعلق ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم بطفیل نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم موصوف کی تبلیغی و تالیفی خدمات کو قبول فرما کر مزید خدمت دین متین کے لئے صحت و توانائی عطا فرمائے تاکہ لوگ آپ کی تقریر و تحریر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم و علی الہ و اصحابہ اجمعین

الراقم: صاحبزادہ ابوالوقاص محمد عالم نقشبندی مجددی  
سجادہ نشین درگاہ عالیہ قطب ربانی، غوث زمانی  
حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
چک بھٹی شریف تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد  
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## مقدمہ

مقدمین و متاخرین کا اس پر اجماع ہے کہ خالق کائنات کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ افضل و اکرم، اجمل و اکمل حضور سید المرسلین، محبوب رب العلمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر نبی کو جو جو کمالات و فضائل انفرادی طور پر عطا ہوئے، وہ سب کے سب فضائل و کمالات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرمادیئے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ ۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْأَنَامِ فَضِيلَةٌ  
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوعَةٌ لِمُحَمَّدٍ

یعنی آپ کی ذات عالی صفات آدم، رفعت شیث، رقت نوح، خلت ابراہیم، انقیاد و اطاعت اسمعیل، صبر و استقامت ایوب، شکر یعقوب، حسن و جمال یوسف، لحن داؤد، حکومت سلیمان، حکمت لقمان، جلال موسیٰ، تواضع عیسیٰ علیہم السلام و جملہ خصائص حمیدہ کا مرقع ہے۔

آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری

یوں تو دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش پیغمبر مبعوث ہوئے مگر کسی کے مکمل حالات یا صحیح خدو خال تاریخ عالم یا ذہن انسانی میں محفوظ نہیں۔ یہ فضیلت و خصوصیت صرف حضور فخر کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آپ کی حیات اقدس، آپ کے خصائص و کمالات، آپ کے فضائل و برکات، آپ کی صورت و سیرت، آپ کی تبلیغی سرگرمیاں من و عن صفحات تاریخ پر ہی نہیں بلکہ لاکھوں ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے سرائق سے لیکر قدم مبارک تک کے اوصاف جمیلہ احادیث مبارکہ میں ایسی احتیاط کے ساتھ جمع ہیں، جن کو پڑھ کر عاشقان جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی ذات گرائی چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔



بیاں ہو کس سے کمال محمد عربی  
 ہے بے مثال جمال محمد عربی

کس سے ممکن ہے ثنا حضرت رسول اللہ کی  
جبکہ خود خالق کرے مدحت رسول اللہ کی

الحمد للہ میں آج اس سعی نامتھام کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تمام حوالہ جات حتی الامکان دیانت داری و وسعت ادراک سے پیش کئے ہیں۔ تصحیح و تنقیح میں کافی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم میں اپنے کو غلطی و خطا سے پاک نہیں سمجھتا اور آمل ہوں کہ قاری و طباعت کی غلطیوں کا بھی امکان موجود ہے۔



آخر میں مشائخ عظام و علماء کرام اہلسنت نفعنا اللہ ببرکاتہم (خصوصاً ان مقدس ہستیوں جن کے خرمین علمی سے بندہ نے خوشہ چینی کی ہے اور جن کے بحر علمیت سے چند قطرے حاصل کئے اور جن کی نگاہ فیض رسا اور صحبت بابرکت نے اس نالائق کو اس قابل بنایا) کی خدمات عالیہ میں اس سعی کو پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں خادم کو شامل رکھیں۔ جذبہ صالحہ اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرمائیں۔

نَازِم بَر مَایَ فَضْلِ خَوِیش

بدریوزہ آوردہ ام دست و پیش

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ - وَهُوَ حَسْبِي وَ نِعْمَ

الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَ نِعْمَ النَّصِيرُ ۝

وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

خاکپائے اہل اللہ

ابوالطاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ

رسول پور تارڑ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَفِيعِ الدَّرَجَاتِ الْمَقْصُودِ  
بِالْقُرْبَاتِ الْمُتَمِّمِ لِلصَّالِحَاتِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ  
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمُعْجَزَاتِ وَالْمُؤَيَّدِ  
بِالْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ ذَوَايِ الْمَقَامَاتِ  
وَالْكَرَامَاتِ وَالنَّاهِجِينَ عَلَى مَنَوَالِهِ إِلَى يَوْمِ الْمَمَاتِ  
أَمَّا بَعْدُ!

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ  
وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا۔ (المائدة)



## ترجمہ

”اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل (سراپا معجزہ) یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ اور نازل کیا تم نے تمہاری طرف نور واضح۔“

فَجَاءَ مُحَمَّدٌ سَرَاجٌ مُبِينًا  
فَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

## برادران ملت

تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں برہان سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ اور نور مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کی ذات کو خداوند عالم نے برہان کی یعنی دلیل بتایا اور آپ کو معلوم ہے کہ دلیل کسی نہ کسی دعویٰ کی ہوا کرتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام اس کی دلیل بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

برادران گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لا کر یہ دعویٰ فرمایا کہ محمد الرسول اللہ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ ہر دعویٰ دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر دلیل تام ہوگی تو دعویٰ تام ہوگا۔ دلیل خام ہوگی تو دعویٰ خام ہوگا۔ تو پھر محمد الرسول اللہ بھی ایک دعویٰ ہے، لہذا اس کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔

رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی اے دنیا والو! میرے حبیب علیہ السلام نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو اس دعویٰ کی دلیل خود ان کی ذات ہی ہے اور وہ تمہارے پاس خداوند عالم کی طرف سے اس دعویٰ کی دلیل بن کر تشریف لائے ہیں۔ یعنی اگر تم لوگ محمد الرسول اللہ کے دعویٰ پر دلیل طلب کرتے ہو تو محمد الرسول اللہ کی ذات کو دیکھ لو۔ بمصداق



## آفتاب آمد دلیل آفتاب

جس طرح سورج کی دلیل خود سورج کی ذات ہے، بلا تشبیہ و بلا مثال اسی طرح ”محمد الرسول اللہ کی دلیل خود محمد الرسول اللہ کی ذات ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ سورج موجود ہے۔ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سورج کی ذات ہی سورج کے وجود کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کی ذات ہی آپ کی رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس طرح سورج کو ایک نظر دیکھنے والا یہ اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ سورج موجود ہے، اسی طرح جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بین نگاہوں سے ایک مرتبہ بھی دیکھ لے گا تو اس کے قلب و دماغ میں آفتاب عالم کتاب سے بڑھ کر یہ حقیقت روشن و آشکار ہو جائے گی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

## معجزہ

یاد رہے کہ انبیاء و رسولوں کی نبوت و رسالت کی دلیلوں کو ”معجزہ“ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر نبی و رسول کو ان کی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے دلیل کے طور پر پروردگار عالم نے کچھ معجزات عطا فرمائے، جن کو پیش کر کے انبیاء و رسولوں نے دنیا والوں کے سامنے اپنی اپنی نبوت و رسالت کو ثابت کیا۔ مگر ہر نبی و رسول کا معاملہ یہ کہ ان کے معجزات انکی ذات سے الگ کچھ مافوق العادات اور تعجب میں ڈال دینے والے کمالات ہوتے رہے کہ جن کو دکھا کر انبیاء سابقین اپنی اپنی نبوت کو اپنی اپنی امتوں کے سامنے ثابت کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا الْخ  
ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے عطا  
کئے ہوئے معجزات کے ساتھ بھیجا۔ (قرآن حکیم ۱۲/۹)

یعنی عصا، ید بیضا، انشقاق البحر، پتھر پر لاشی مار کر پانی نکال دینا وغیرہ معجزات لیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اسی طرح دیگر انبیاء و رسولوں کے بارے میں خداوند عالم جل جلالہ نے فرمایا کہ



جَاءَ تَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالْزُبُرِ یہ ان کے پاس آئی تھیں قرآن مجید اور روشن کتاب لے کر آئے۔ (قرآن حکیم ۱۲/۱۵)

غرض ہر نبی و رسول کے بارے میں یہی دستور خداوندی رہا کہ ان کے معجزات ان کی ذات سے الگ کچھ محیر العقول چیزیں ہوا کرتی تھیں، جن کو لے کر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔ اور انہی معجزات کو دکھا کر انبیاء اپنی اپنی نبوتوں کو دنیا کے سامنے ثابت کرتے تھے۔ یہی معجزات ان کی نبوت کی دلیل ہوا کرتے تھے۔ مگر سید المرسلین خاتم پیغمبراں کی معجزانہ شان تمام انبیاء و رسولوں سے انوکھی اور نرالی ہے کہ آپ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ آپ اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے چند معجزات بطور دلیل لیکر تشریف لائے بلکہ یہ فرمایا کہ قَدْ جَاءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی نبیء آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی نبوت کی دلیل بن کر تشریف لائے، اور آپ کی ذات ہی سراپا آیات بیانات و معجزات ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات، ان کی ہر ادا، ہر بات بلکہ ان کے تن اقدس کا روٹکا روٹکا اور ان کے جسم منور کا بال بال سراپا کمال و معجزہ بے مثال ہے۔

خدا نے دیئے معجزے ہر نبی کو، ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا  
ہزاروں گل کھلے تھے چمن میں، بہار آئی جب مصطفیٰ بن کے آیا  
اگر کوئی انسان ایک نظر بھر جمال نبوت کا نظارہ کر لے تو وہ آپ کی نبوت و رسالت کے اقرار پر مجبور ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ جمال نبوت کا دیدار کیا مگر ایک ہی نظر میں میری دنیا نے دل کے اندر ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو گیا کہ

وَاللّٰهُ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِهِ خدائی قسم میں نے جان لیا اور پہچان لیا کہ یہ  
کذاب۔ (ترمذی شریف - احمد رک صفحہ ۱۶۰۳) چہرہ کسی مجھوتے کا نہیں ہو سکتا۔

ہاں البتہ وہ بد نصیب انسان جن کے دلوں میں کفر و انکار کی مہر لگ چکی ہے۔ اور جو اپنی آنکھوں پر بغض و عناد کی عینک لگائے ہوئے ہوں۔ ان کو کبھی یہ جمال نبوت کے جلوے دیکھیں، پھر بھی انہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال



درسالت کا آفتاب نظر نہیں آ سکتا۔ حضرت شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ؟

یعنی اگر دن میں چمگا ڈر کی آنکھ سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا گناہ ہے؟ سورج تو اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔ یہ چمگا ڈر کی آنکھ کا قصور ہے کہ وہ سورج کی روشنی کا جلوہ دیکھنے سے محروم ہے۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کے ذرے ذرے میں معجزات نبوت کے ہزاروں آفتاب روشن و درخشاں ہیں مگر کافروں اور منافقوں کی آنکھیں، جن پر کفر و نفاق کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں، اگر انہیں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات نبوت کے آفتاب و ماہتاب نظر نہیں آتے تو یہ ان بد بخت آنکھوں کا قصور ہے، ورنہ آفتاب نبوت کی تجلیاں تو زمین و آسمان کے ذرے ذرے کو رشک آفتاب و ماہتاب بنا رہی ہیں۔

انہی کی بو، مایہ سخن ہے، انہی کا جلوہ چمن چمن ہے  
انہی سے گلشن مہک رہے ہیں، انہی سے رنگت گلاب میں ہے

### برادران اسلام

میں عرض کر رہا تھا کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کا ذرہ ذرہ معجزات نبوت کا ایک عالم ہے اور آپ کی ذات بابرکات سراپا معجزات ہی معجزات ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو حضور علیہ السلام کے اعضاء مبارکہ کے چند معجزات کا نظارہ بھی کرا دوں کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا معجزات ہے۔

پڑھاں صلوٰۃ ہر مو لکھ واری  
میں سر تا پیراں تیکر لکھ سناواں  
سکھے پر معجزہ کوئی نہ خالی  
میں نالو نال معجزے ذکر کرساں  
قدر مطلب اشارت کرساں تحریر

رسول اللہ توں صدقے جان واری  
جیویں حلیہ مبارک لکھیا پانواں  
نبی دے جتنے اعضا نقش عالی  
تمامی عضو جیویں جیوں لکھ گزرساں  
نہ مکے جے کراں سمناں دی تفسیر



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ا

### سر مبارک

جس کے آگے سر سوراں خیم رہیں      اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام  
نقطہ سر وحدت پہ یکتا درود      مرکز دور کثرت پہ لاکھوں سلام  
مصدر مظہریت پہ اظہر درود      مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام  
ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود      شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام  
شرقی انوارِ قدرت پہ نوری درود  
عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام



نبی اکرم، تاجدار عرب و عجم، فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ، احمد علی علیہ السلام و  
الثناء اپنی ذات میں عظیم، نظروں میں معظم، چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح روشن، قد مبارک  
اعتدال کے ساتھ دراز اور سر مبارک اعتدال کے ساتھ گلاں تھا۔ (شراللب میں ۱۳۳)  
یہی وہ سرانور ہے جو حقائق رحمانیہ و معارف ربانیہ کا گنجینہ، نبوت و حکمت سے لبریز اور  
علم لدنی و نور ربی سے معمور ہے۔

نبی دا گول وڈا سر معظم      خزانہ عقل دا پر سب تھیں اعظم  
خدا اس سر دے وچ عقل پایا      تمام دین دنیا تھیں سوایا  
کمال عقل

برادران ملت! یہ تو سب کو معلوم ہے کہ علوم و معارف بلکہ تمام انسانی کمالات کا  
دار و مدار عقل پر ہے۔ جس قدر کسی کی عقل کامل ہوگی۔ اسی قدر وہ صاحب کمال ہوگا۔ لہذا  
مناسب ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے کمال عقل کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے۔

۵۔۔ ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں اور ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ  
نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایک ذرہ  
حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی۔ اس میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل و  
حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔ (خصائص کبریٰ میں ۱۶۶/۱)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَرَأْتُ فِي أَحَدٍ وَ سَبْعِينَ كِتَابًا      میں نے اکہتر کتابوں کو پڑھا تو سب میں مجھے  
فَوَجَدْتُ فِي جَمِيعِهَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى      یہی مضمون ملا کہ شروع و نیا سے قیامت تک  
لَمْ يُعْطِ جَمِيعَ النَّاسِ مِنْ بَدَأِ      اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جو عقلیں عطا  
الدُّنْيَا إِلَى انْقِضَائِهَا مِنَ الْعَقْلِ فِي      فرمائی ہیں۔ اگر ان سب لوگوں کی عقلوں کے  
جَنْبِ عَقْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ      مجموعہ کا حضور علیہ السلام کی عقل مبارک سے  
إِلَّا كَحَبَّةِ زَمْزَلٍ مِنْ بَيْنِ رِمَالِ      موازنہ کرنا ہے تو تمام انسانوں کی عقلوں کے  
الدُّنْيَا۔      مجموعہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک  
(معاشرہ میں ۳۳)



سے وہی نسبت ہوگی جو ریت کے ایک ذرہ کو  
تمام دنیا کے ریگستانوں کے مقابلہ میں ہے۔

غور کیجئے! دنیا کی ابتداء سے قیامت تک کیسے کیسے باکمال صاحبان عقل پیدا ہوئے  
اور ہوں گے مگر ان تمام عقلاء کی عقلیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابلہ  
میں ایسی ہیں کہ جیسے ریگستان دنیا کے مقابلہ میں ایک ذرہ سبحان اللہ! جب سید العالمین صلی  
اللہ علیہ وسلم کی عقل کا کمال اتنا بلند و بالا اور عظمت والا ہے تو پھر آپ کے علوم و معارف کے  
کمالات کی عظمت و رفعت کا کیا عالم ہوگا۔

سر بزرگ محبوب الہی، گنجینہ الطاف خدائی  
پر اسرار سرائر شاہی، صلی اللہ علیہ وسلم

### علوم و معارف

میرے ناقص علم کی کیا تاب و طاقت کہ میں مرکز نبوت کے علوم و معارف کے بحرنا پیدا  
کنار کا کچھ اظہار کر سکوں، لیکن حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرتا  
ہوں جس سے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا ایک خاکہ آپ کی نظروں  
کے سامنے آجائے گا۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وَبِحَسْبِ عَقْلِهِ كَانَتْ مَعَارِفُهُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ إِلَى سَائِرِ مَا أَعْلَمَهُ اللَّهُ  
وَأَطْلَعَهُ عَلَيْهِ مِنْ عِلْمٍ مَا كَانَ وَ مَا  
يَكُونُ وَ عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ وَ عَظِيمِ  
مَلَكُوتِهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ عَلَّمَكَ  
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ  
عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ خَارَتِ الْعُقُولُ فِي  
تَقْدِيرِ فَضْلِهِ عَلَيْهِ وَ حَرَسَتْ الْأَسْنُ  
رُؤْنَ وَ صَفِ يَحِيطُ بِذَالِكَ  
أَرَيْتَهُنَّ إِلَيْهِ۔ (الشفا ص ۳۶)

آپ کی عقل ہی کے مطابق آپ کے وہ علوم  
ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا اور  
سکھایا یعنی ابتداءً عالم سے اب تک جو کچھ  
ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا۔ قدرت  
خداوندی کے عجائبات اور عالم ملکوت کی بڑی  
بڑی نشانیاں سب کا علم خداوند عالم نے آپ کو  
عطا فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے  
محبوب! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ  
سب کچھ خدا نے آپ کو سکھا دیا اور آپ پر  
اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ تمام دنیا



کی تعلیم آپ کے ہاتھ سے ہوئی  
کہنے سے جہاں میں اور آپ کے ہاتھ سے  
کمالات کو بیان کرنا ہے۔ تعلیم جہاں کی  
زبانیں کوئی ہیں، یعنی مصری۔  
سردور گون نورانی، چمکے نور اندر پشالی  
نہ کوئی ہو یہ اس داعی صلی اللہ علیہ وسلم  
(جام کلاس ۳)

برادران ملت! حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری ہوتا ہے۔  
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (بقرہ: ۳۱) اور اس (اللہ) نے آدم کو صحیح اشیاء کا علم  
سکھا دیا۔

مندرجہ بالا آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر بطور شاگرد رہائی کے فرمایا گیا ہے  
جس سے آپ کی یہ فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جس نفس قدسی کی تعلیم خود علام الغیوب نے  
فرمائی ہو۔ اس کا علم و فضل کیسا کامل، اکمل و مکمل ہو گا اور حضور علیہ السلام کی شان میں بھی  
لفظ علم وارد ہوا ہے اور آپ کو تلمیذ رب العالمین ہونے کا شرف و ترف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ  
جل جلالہ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ  
اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ (قرآن پاک ۵/۱۱۴) سکھا دیا اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو صرف اسماء کی تعلیم ہوئی تھی مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اسم و سعی دونوں کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ لفظ عَلَّمَ عَلَّمَ اس پر دلالت کرتا ہے اور آپ  
کو امی کہنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ کی تعلیم خطیر و قدس میں مکمل کر دی گئی ہے اور آپ کے  
کسی کے آگے ذاتوے ادب طے نہیں فرمایا۔ لہذا جب علام الغیوب نے آپ کو  
اپنے تلمذ میں لے لیا تو آپ نے جملہ علوم و معارف کے راز کے کھول دیے تھے  
جو فلسفیوں سے کھلی نہ سکا اور کھولنے والے تھے۔  
وہ راز اکبر کھلی دیا ہے۔



## حضور معلم عالم ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت یہ کہہ کر ظاہر فرمائی گئی ہے کہ آپ شاگردِ ربانی ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز و اکرام ہے کہ آپ نہ صرف شاگردِ ربانی ہیں بلکہ معلم عالم بھی ہیں۔

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ یہ نبی تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

(بقرہ: ۱۵۱)

اس آیت میں حضور علیہ السلام کا ذکر بطور معلم عالم فرمایا گیا ہے، یعنی ہمارے نبی شاگردِ رب العالمین اور معلم عالم ہیں۔ کتاب سے مراد شرائع الہیہ اور لفظ حکمت میں تمام علوم و فنون داخل ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم معلم عالم اور دانائے جملہ علوم و فنون ہیں۔

امی لقب دقیقہ دان عالم  
بے سایہ و سایہ بان عالم

## علم آدم کی وسعت

جمہور مفسرین کرام عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عَلَّمَ جَمِيعَ اَسْمَاءِ الْمُسَمَّيَاتِ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام مسمیات بِكُلِّ اللُّغَاتِ۔ (تفسیر کبیر ص ۱۳۳) کے اسماء ہر لغت اور ہر زبان میں سکھائے۔

ہر قسم کی صنعت و حرفت، ماکولات و مشروبات، حیوانات، جمادات، نباتات و معدنیات، فلکیات و عنصریات اور آپ کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد، شہر و قریہ، بستیاں، نعیمِ جنت غرضیکہ دنیا کی ہر چیز کے نام سکھائے، اور نہ صرف اسماء کی تعلیم ہوئی بلکہ ان اشیاء کے بنانے کا طریقہ ان کی صفتیں، خاصیتیں، ان کا دینی و دنیاوی نفع و نقصان، انکی حقیقت اور ماہیت اور ان کا طریق استعمال بھی تعلیم فرمایا۔ حضرت علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سات لاکھ زبانیں اور ایک سو پیشوں میں ماہر تھے۔

(تفسیر خازن۔ کبیر۔ روح البیان۔ اشرف التفائیر ص ۲۹۰)



برادران ملت! حضرت آدم علیہ السلام کا علم اس قدر وسعت رکھتا تھا کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا کا قطرہ ہے۔ کیونکہ ان کا علم ہر اس چیز کو گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں تک الفاظ اور ناموں کی رسائی ہے، لیکن شہناز گیلانی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان چیزوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں الفاظ و نام بلکہ کئی کا خیال بھی نہیں پہنچتا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا عَلَّمَكَ مَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ یہاں وہ اسم کی قید ہے، نہ الفاظ و حروف کی پابندی، نیز آیت مذکورہ میں لفظ ماعام ہے جس کے عموم و اطلاق میں علم آدم بھی داخل ہے۔

### کُلَّهَا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نام بھی آدم علیہ السلام کے علم سے باقی نہ بچا۔ جیسے خالق کل شے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے۔ ایسے ہی یہاں لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام ہر نام والی چیز کے عالم ہیں۔

ناظرین گرامی! یہ تو سب جانتے ہیں کہ دنیا میں اول سے آخر تک لاکھوں زبانیں بولی گئیں اور ہر زبان کے حروف نقش اور ان کے الفاظ علیحدہ علیحدہ پھر ہر زبان میں کروڑوں لغات۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں کروڑوں چیزیں اور ہر چیز کی لاکھوں صفات اور ہر صفت کے لاکھوں نام اور نام لکھنے اور بولنے کے لاکھوں طریقے۔ مثلاً الف لکھنے کا انگریزی میں اور طریقہ ہے۔ اردو میں اور، عربی میں اور۔ پھر مثلاً پانی کو اردو میں پانی، فارسی میں آب، عربی میں ماء ہندی میں جل، انگریزی میں واٹر اور نہ معلوم کس کس زبان میں کیا کیا کہتے ہوں گے پھر اگر لفظ پانی کو لکھا جائے تو ہر زبان کی عبارت میں علیحدہ طریقے سے مثلاً انگریزی میں (water) اور ہندی میں ( ) اور گجراتی میں ( ) اردو میں (پانی) عربی میں (ماء) وغیرہ وغیرہ طریقوں سے پھر اس پانی کے ہزاروں حالات اور ہزاروں قسمیں ہیں۔ ٹھنڈا، گرم، صاف، میلا، کھارا، میٹھا، بھاری، ہلکا، گاڑھا، پتلا، سفید، کالا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب علوم سیدنا آدم علیہ السلام کو دیئے گئے۔ مثلاً خیال تو کرو اس علم کی کوئی حد ہے۔ نیز کُلَّهَا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کے علم کے سارے نام



بھی ان کو تعلیم فرمائے تھے۔ (اشرف التفسیر ص ۱/ ۲۹۱)

## عالم اسماء

دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابورافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میرے لئے پانی اور مٹی کے درمیان پیش کی گئی۔

وَعَلِمْتُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا كَمَا عَلَّمَ آدَمَ اور میں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ (موبہ اللہ نیا ص ۲۸۰/۹) طرح جمیع اشیاء کے نام جان لئے۔

معلوم ہوا کہ اگر آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم ہوئی تھی تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہر شئی کے نام ہر لغت اور ہر زبان میں تعلیم ہوئے اور آپ آدم علیہ السلام کی اس صفت علم کے بھی جامع ہیں۔

لا ریب ہر غائب کے ہیں وہ عالم  
مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

## حضور کی تعلیم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
أَذِنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي قَالَ الزُّرْقَانِي مجھے میرے رب نے پڑھایا اور بہترین  
آتِي عَلَّمَنِي۔ (جواہر البیان۔ ص ۶۷۳) تعلیم دی۔

برادران گرامی! آیات و احادیث سے روشن ہو گیا کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم خطیرہ  
قدس کے معلم ہیں۔ انہیں ان کے رب نے تعلیم دی ہے اور بہترین تعلیم سے نوازا ہے۔  
ذرا استاد اور شاگرد کی خاتوں کو ملاحظہ کیجئے پڑھنے والے رحمت اللعالمین، اور پڑھانے والا  
رب العالمین۔ رحمن نے اپنے عبد خاص کو کیا پڑھایا، کتنا پڑھایا اور کتنے علوم و دیعت  
فرمائے۔ یہ کون بتا سکتا ہے اور کون آپ کے علم ناپیدا کنار کا ادراک کر سکتا ہے۔

ایسا امی کس لئے منت کش استاد ہو  
کیا کفایت اسکو اقراء و ربک الاکرم نہیں



## حال و مستقبل کا علم

عدی بن حاتم طائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لائے اور اپنے لئے تکیہ دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ عدی نے عرض کی کہ اس پر آپ نظر رکھیں، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا تو عدی اس تک بے رحم ہوئے کہ حضور علیہ السلام زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ عدی نے دل میں سوچا کہ یہ بادشاہ نہیں ہو سکتے کیونکہ بادشاہوں میں اس طرح کی تواضع دیکھنے میں نہیں آتی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے عدی! تم عیسائیت اور صابیت کے درمیان کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو (اور واقعی ان کا یہی اعتقاد تھا) انہوں نے عرض کی بیشک آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عدی! تم اپنی قوم سے غنیموں کا چوتھا حصہ بھول کر نہیں کھاتے ہو اور یہ کھاتے تھے) کہنے لگے۔ ہاں، آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حالانکہ یہ تمہارے دین میں جائز نہیں۔ کہنے لگے کہ بیشک آپ نے سچ فرمایا۔ (عدی کہتے ہیں کہ یہ خفیہ باقی نہیں، جن کا حضور کو علم ہو گیا۔ اور

عَرَفْتُ إِنَّهُ نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا يُجْهَلُ۔ میں نے دل سے پہچان لیا کہ یہ خدا کے پیغمبر

ہوئے نبی ہیں جو غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

یُجْهَلُ کے معنی نا معلوم بات، جسے کوئی نہ جانتا ہو، یعنی غیب کی بات) پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عدی بن حاتم! میں بتاؤں کہ اسلام کی طرف تمہاری رحمت ہے مگر تم اسلام کیوں قبول نہیں کر رہے؟ لو سنو! تم اس لئے اسلام قبول نہیں کر رہے کہ تمہیں مسلمانوں میں مالی کمزوری نظر آتی ہے۔ خدا کی قسم ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کے پاس دولت پانی کی طرح بہتی ہوگی، حتیٰ کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۲۔ اور تم اسلام کو اس لیے بھی قبول نہیں کر رہے کہ تمہیں مسلمانوں کی طرف سے اذیت کے دشمن کفار زیادہ تعداد میں نظر آتے ہیں۔ خدا کی قسم ایک وقت آئے گا کہ کفار و منافقین اسلام میں اسلام ہی کا چرچا ہوگا اور گرد و پیش سے لے کر تمام دنیا اسلام کی طرف سے



زیرنگیں ہوں گے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ عورتیں تنہا اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر قادیسہ سے چل کر اس گھر کی زیارت کو آئیں گی۔

۳۔ اور تم اس خیال سے اسلام قبول نہیں کر رہے ہو کہ تمہیں مسلمانوں میں بادشاہ نظر نہیں آتے، بلکہ کافروں کے بادشاہ ہیں۔ خدا کی قسم! ایک وقت آئے گا کہ زمین بابل تک کے شاہی محلات مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوں گے۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور حضور علیہ السلام نے جو تین عظیم پیش گویاں مجھے دی تھیں، ان میں سے دو کو میں نے دیکھ لیا ہے۔ وہ میری زندگی میں پوری ہو چکی ہیں اور تیسری باقی ہے، خدا کرے کہ میری زندگی میں ہی وہ بھی پوری ہو جائے۔ میں نے دیکھا کہ بابل کے سفید شاہی محل (Wightnouss) مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ عورت تنہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر چلتی ہے (اور کئی دنوں کا سفر تنہا کر کے) بیت اللہ تک پہنچتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر ۲/۳۳۸، طبقات ابن سعد ص ۶۰/۱، قسم ثانی۔ اصابہ ص ۲۶۱/۲، اسد الغابہ ص ۳۹۲/۳، البدایہ ص ۵۶۳/۸، سیرت ابن ہشام ص ۵۷۸، قسم ثانی۔ سنن البیہقی ص ۲۲۵/۵، بخاری ص ۲۳۹/۵۔ معراج مصطفیٰ ص ۱۸۶

## غیب کی بات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شرکت فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا قاصد آ گیا۔ اور عرض کی کہ آپ اس کے گھر تشریف لے جائیں اور کھانا کھائیں۔ آپ تشریف لے گئے کھانا لایا گیا، آپ نے کھانے پر ہاتھ رکھا اور لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھائے۔ اچانک حاضرین نے دیکھا کہ آپ نے بوٹی منہ میں رکھتے ہی فرمایا کہ اَخَذْتُ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِيهَا۔ جس بکری کا یہ گوشت ہے اسے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا۔

اس دعوت والی عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے بقیع کی طرف گوشت کے لئے کسی کو بھیجا تھا، نہ ملا۔ ہمارے پڑوسی کی ایک بکری کا مجھے خیال آیا۔ میں نے اسے خریدنا چاہا، لیکن بکری کا مالک گھر پر نہ تھا، اسکی بیوی نے وہ بکری کھول کر ہمارے پاس بھیج دی۔ ہم نے اس خیال سے اسے ذبح کر دیا کہ مالک کو راضی کر لیں گے اور قیمت دے دیں گے۔



فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمِيهِ الْأَسَارَى -  
کھلا دو ہم نہیں کھاتے۔

(الاصابہ ص ۲۳۹/۲، البدایہ ص ۱۹۱/۱)

خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب علی کل شیء و خیر آدمی  
نیا مد مثال تو در دو جہاں نذیر آدمی ہے نظیر آدمی

### خفیہ خط

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنا چکے تھے اور روانگی ہونے والی تھی کہ حضرت حاطب بن بلتعہ نے ایک عورت کے ساتھ اجرت طے کر کے اسے قریش کی طرف خط دیکر روانہ کیا۔ جس میں حضور علیہ السلام کے مکہ پر حملہ کرنے کی خبر تھی۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں رکھ کر کچھ اس طرح گوندھ دیا کہ کسی کو وہاں خط کے ہونے کا وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی سے جس کا رابطہ علام الغیوب کے ساتھ برابر جاری ہوتا ہے یہ بات کیسے مخفی رہ سکتی تھی۔ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ فرما کر روانہ کیا کہ مکہ کے راستے پر ایک عورت جا رہی ہے، اسے فوراً ملو اور وہ خط واپس لو، اور یہ خط حاطب بن بلتعہ نے بھیجا ہے۔ جس میں قریش کو ہمارے پروگرام کی اطلاع بھیجی جا رہی ہے۔ یہ دونوں حضرات فوراً روانہ ہوئے اور اسے خلیقہ کے مقام پر جالیا۔ اسے اونٹ سے نیچے اتارا اور اسکی تلاشی لی مگر خط نہ نکلا۔ حضرت باب العلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ تو آپ ہی خط نکال دے ورنہ ہم تیرے لئے باعث تکلیف ثابت ہوں گے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے سر کے بالوں کو ایک طرف ہو کر کھولا اور وہ خط نکال کر دے دیا۔ حضرت زبیر و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما وہ خط لیکر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ اے حاطب! کوئی نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت حاطب نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم میں اللہ و رسول کی راہ میں ایمان رکھتا ہوں۔ میرے یقین و ایمان میں گولہ نہیں لگتا۔ میں نے اپنے آپ کو کسی کی خدمت میں نہیں لایا۔



وہاں مکہ میں کوئی نہیں، صرف تنہا اہل و عیال ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اس بہانے قریش کو میرے بچوں سے ہمدردی ہو جائے گی۔

حضرت فاروق اعظم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ شخص منافق ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اڑا دوں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تجھے خبر نہیں کہ حاطب بدری مجاہدین میں سے ایک مجاہد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بدریوں کے بارے میں فرمایا۔

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ  
یعنی جو چاہو کرو۔ ہم نے تمہیں بخشش کی  
پیشگی ڈگری دے دی۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي  
وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔ (ممتحنہ: ۱) دوست نہ بناؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب کو ایسا الذین آمنوا کہہ کر مخاطب فرمایا:

تفسیر ابن کثیر ص ۳۰۱/۲، المغازی للواقفی ص ۷۹/۲، اسد الغابہ ص ۳۶۱/۱، اصابہ ص ۲۹۹/۱، الاستیعاب ص ۳۱۳/۱، قسم اول سنن البیہقی ص ۱۳۶، سیرت ہشام ص ۳۹۷، قسم ثانی۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۸۳/۲، معجم البخاری ص ۷۲/۳

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

خفیہ گفتگو

امام ہشام لکھتے ہیں کہ محبوب کریم، رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فتح مکہ کے موقعہ پر کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان کو اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوسفیان بن حرب، عتاب بن أسید، حارث بن ہشام (جو اس وقت مسلمان نہ تھے) محکم کعبہ میں بیٹھے تھے۔ عتاب بن أسید نے کہا کہ میرے باپ أسید کو اللہ تعالیٰ نے اس آواز کے سننے سے بچا لیا، ورنہ وہ (اپنے دین کے خلاف آواز سن کر) غضبناک ہوتے۔ حارث بن ہشام بولے۔ خدا کی قسم! میں اگر یہ سمجھتا کہ یہ (محمد صلی اللہ



علیہ وسلم) حق پر ہے تو میں اس کا ہیرہ کار ہوں۔ (ابو عیاش کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات کہہ دی تو یہ کھریاں بھڑک اٹھیں۔ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دیں گی۔ اتنے میں حضور علیہ السلام ان کے پاس بٹھرایا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے یہاں کہا، مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے ان کی روٹی ایک ایک بات بیان کر دی۔ حارث و عتاب کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

نَشْهَدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَا اَطَّلَعَ  
عَلٰی هٰذَا اَجَدَ كَانَ مَعَنَا فَنَقُوْلُ  
اَنْخَبِرَكَ۔ (نوٹ: مخازی میں خالد بن ولید ہے۔) جس نے یہ بات سن کر آپ کو بتائی ہو۔

ابن کثیر ص ۲/۷۳، البدایہ والنہایہ ص ۲/۳۰۳، اصابہ ص ۲/۲۳۳، المغازی ص ۲/۸۳۶، سیرت ابن ہشام ص ۲/۱۵۴، ترمذی ص ۲/۱۵۴۔

آنکہ واقف گشت براسرار ہو  
سر مخلوق چہ باشد پیش او

### ابو عیاش کا گھوڑا

جب عیینہ بن حصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصیاء نے بھاگا تو حضرت ابن الاکوع نے شور مچایا۔ حضور علیہ السلام نے اس کا شور سن کر خطرہ کا اعلان فرمایا۔ صحابہ کرام میں سے حضرت مقداد بن اسود، عباد بن بشر، سعد بن زید، اسید بن عکبر، عکاف بن حصن، محرز بن فضلہ، ابوقتاوہ، حارث بن زبلی، ابو عیاش و عبید اللہ بن زید ان صحابہ علی الترتیب گھوڑوں پر سوار ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زید کو امیر مقرر فرما کر فرمایا کہ تم دشمن کے تعاقب میں چلو۔ میں لوگوں کو اپنے ساتھ لئے تمہیں آملوں گا۔ اور ابو عیاش سے فرمایا کہ اسے ابو عیاش لایا گیا اور اسے آگرم یہ گھوڑا کسی ایسے شخص کو دیتے جو تم سے بڑھ کر ساری کامیاب ہو تا تو ابو عیاش کہنے لگا کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں سب سے بڑھ کر ساری کامیاب ہوں۔ یہاں کے بعد میں نے گھوڑا دوڑایا۔

فَوَاللّٰهِ مَا جَوَّیْ بِیْ خَمْسِیْنَ  
ذِرَاعًا حَتّٰی طَوَّحْتِیْ۔



اس کے بعد مجھے سمجھ میں آیا کہ حضور علیہ السلام اسلئے فرما رہے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم گھوڑا کسی ایسے شخص کو دیتے جو تم سے بڑھ کر گھوڑے کی سواری کا ماہر ہوتا (یعنی آپ کو پہلے ہی معلوم تھا کہ گھوڑے سے گر جاؤں گا)۔

ثُمَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَخَذَ الْفَرَسَ مِنْ أَبِي عِيَّاشٍ وَاعْطَاهُ  
مَعَاذُ بْنُ مَاعِضٍ۔ (معجزات مصطفیٰ ص ۱۱۱)  
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو  
عیاش سے گھوڑا لے کر معاذ بن ماعض  
کو عطا فرمایا۔

### سبق

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں اور یہ کہ آپکو ہر شخص کی باطنی صلاحیتوں کا اس شخص سے زیادہ علم ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ غلاموں کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور وہ شرمندہ نہ ہوں، ستاری و چشم پوشی فرماتے ہیں۔

چشم پوشی و کرم شان شا  
کارما بے باکی و اصرار ہم

### کل کی خبر

یزید بن شیبہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ایک عورت میرے قریب سے گزری تو میں نے اسکی کمر کو پکڑ کر اس کے کان سے ایک بالی کو کھینچا۔ پھر صبح کو مسجد نبوی میں گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا اور بیعت کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے مجھ سے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا: تو وہ ہی شخص نہیں جس نے کل رات گلی سے گزرنے والی ایک خاتون کو تنگ کیا۔ اور اسکی بالی نوچ لی؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!

أَبَا يَعْنِي فَوَ اللَّهُ لَا أَعْرُذُ بَعْدَهَا أَبَدًا  
اے خدا کے رسول! مجھے بیعت کر لیجئے۔ خدا کی قسم! میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

دامن میں چھپا لو مجھے دامن میں چھپا لو  
پردہ مرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمدؐ





یزید بن شیبہ کہتے ہیں کہ

قَبَائِعُنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

البدایہ ص ۱۹۰/۶، الاستیعاب ص ۶۹، القسم الرابع، الاصابہ ص ۱۰۳/۵، التلویح ص ۱۵۱

سبق

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر غیب و نہاں کا علم عطا فرمایا ہے۔ اس لئے خفیہ طور پر بھی غلط کام کرنے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اس سے روز قیامت خدا تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شرمندگی ہوگی۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم مصطفیٰ کے سامنے

نوٹ: علوم و معارف کی مزید تفصیل کے لئے باب قلب مبارک و سینہ اقدس دیکھئے۔

بادل کا سر پر سایہ کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب حواریوں سے یہ بات کہی اور حضور علیہ السلام کی آمد آمد کی بشارات سنائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت سے بچنے کی تلقین فرمائی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری اندریاس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیں کے متعلق عرض کیا۔ انجیل میں اس عرض کا تذکرہ یوں ہے کہ

Then said Andrew, "Master! tell us some sign, that we may know him."

Jesus answered, "He will not come in your time, but will come some the years" after you, when my gospel shall be annulled, insomuch that there a shall be scarcely thirty faithful. At that time God will have mercy on world and so he will send his messenger, over whose head will rest white cloud, where by he shall be known of one elect of God, and shall be by him manifested to the world.

He shall come with great power against the ungodly, and shall destroy upon the earth. And it rejoiceth me because that though him over God shall be known and glorified, and I shall be known to the world.



”تب اندریاس نے کہا۔ استاد! ہمیں کوئی نشانی بتا کہ ہم اسے جان لیں۔ یسوع نے جواب دیا۔ وہ تمہارے وقت میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے چند سال بعد آئے گا۔ جب میری انجیل کا لحدم کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ بمشکل تیس (۳۰) ایماندار رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا تو وہ اپنا رسول بھیجے گا، جس کے سر کے اوپر سفید بادل چھایا رہے گا (سایہ کرے گا) جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جان لیا جائے گا اور خدا اسی کے ذریعے دنیا پر ظاہر ہوگا اور وہ بے دینوں پر بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر بت پرستی کو نیست و نابود کر دے گا۔ اور مجھے مسرت ہے کیونکہ اسی کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت اور تجید ہوگی اور میرا سچا ہونا معلوم ہوگا۔“ (انجیل برنباس ص ۸۴، باب ۷۲)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تین سال کے ہوئے تو آپ نے اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں جانے کی خواہش کی۔ چنانچہ آپ ہر روز عصاء ہاتھ میں لیکر اپنے بھائیوں کے ساتھ نہایت شاداں و فرحاں چراگاہ جاتے اور بہ نہایت خوشی واپس آتے۔ ایک دن بہت گرم ہوا چل رہی تھی۔ مجھے افسوس ہوا کہ آپ اس تشویشناک موسم میں باہر جائیں تو آپ کی رضاعی بہن حضرت شیمار رضی اللہ عنہا بولیں: امی جان! غم نہ کیجئے، جب میں آپ کے ساتھ جا رہی تھی تو میں نے برکان کے درمیان ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ آپ جس طرف جاتے، وہ آپ کے ساتھ ساتھ اسی طرف ہولیتا۔ (شواہد النبوة ص ۶۴، قصیدۃ العمان ص ۶۹)

بدل اک سائبان اوپر سی رہندا  
حرارت شمس دی کولوں وی بچاندا  
پکھیرو اس سردا ادب کر دے  
ناں اوہدے وچ ہوا اتوں گزر دے  
رکھن سر سجدے جن حیوان سارے  
ملائکہ سر اپنے اس سرتوں وارے  
شاعر اہلسنت جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔

رعتیں بہر سجدہ جہاں خم رہیں  
روز و شب کعبہ و لامکاں خم رہیں  
بہر آداب کرد بیاں خم رہیں  
جس کے آگے سر سرداں خم رہیں  
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام



## فوائد

- ۱۔ یہ کہ آپ کا سر انور عطاءے الہی علوم غیبیہ کا معدن ہے۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کا علم حضرت آدم واولاد آدم بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔
- ۳۔ یہ کہ آپ لوگوں کی باطنی صلاحیتوں اور یوم خدا کا باعلام اللہ علم رکھتے ہیں۔
- ۴۔ یہ کہ جانور اور طیور آپ کا انتہائی ادب کرتے تھے۔
- ۵۔ یہ کہ دھوپ میں آپ کے سر پر بادل سایہ کرتا تھا۔



## باب ۲

### موئے مبارک

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا      لکڑے ابر رافت پہ لاکھوں سلام  
لیلتہ القدر میں مطلع الفجر حق      مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام  
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے  
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام





حضور سید الکونین، رسول التقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اللہ کے مبارک بال کی بہت گھونگریا لے تھے اور نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین بین۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔ کانوں تک، کانوں کے نصف تک، کانوں کی لوٹک، شانوں تک، شانوں کے نزدیک تک۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ  
وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطُ وَلَا  
بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجَلًا۔  
(جمع الوسائل فی شرح المسائل ص ۲۶)  
حضور علیہ السلام کے مبارک بال نہ تو بالکل گھونگریا لے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی چھیدگی لئے ہوئے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ۔ (جمع الوسائل ص ۷۲)  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
عَظِيمَ الْجُمَةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ۔  
(جمع الوسائل ص ۱۷۱)  
آپ کے مبارک بال بہت گنجان تھے اور کانوں کی لوٹک اُٹھتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَةِ وَذُونَ وَخُرَّةٍ۔  
(فتح الوسائل ص ۷۶۱)  
آپ کے مبارک بال کانوں کی لوٹک سے کچھ بڑے اور شانوں سے کم تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ شَحْمَتَيْهِ۔  
(جمع الوسائل ص ۲۰۱)  
آپ کے بال مبارک کندھوں پر پڑتے تھے۔

ان روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات و احوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ بال گھونگریے تو کانوں تک رہ جاتے، پھر بڑھ کر نصف گوش و نرمہ گوش اور کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔ ان حالات کے دو حصے فرماتے ہیں اور سیدھی مانگ نکالا کرتے۔ دائیں طویل سے شروع کرتے اور بائیں طویل سے ختم کرتے۔



نورانی چمک نکلتی اور اکثر زیتون کا تیل استعمال فرماتے سفید بال کل سترہ یا بیس تھے۔

(انوار محمدیہ، شامل ترمذی ص ۴۵، نشر المطیب ص ۴۳)

بہت باریک زلفاں وال کالے  
پھیرن کنگھی تے چمکے روشنائی  
کوا تیل لا الفت تھیں پالے  
بجی طرفوں اول کر دے صفائی  
ناں سدھے بہت تے ناں پیچ بہتے  
کناتے موڈھیاں تیک رہن پہنچے

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وال مبارک بہتے کالے  
زیتون دے آہے پالے  
واللیل بیان زلفاں دا آیا  
عجب عجیب کند بنایا  
خم خم اشارت دے  
نور الہی چھم چھم دے  
کدی معلق کناں تائیں  
کدی وچکار اونہاندیاں جائیں  
ناں سدھے نہ گھنڈ ہڑیالے  
صلی اللہ علیہ وسلم  
حامیماں دا حلقہ پایا  
صل اللہ علیہ وسلم  
خ۔ ح۔ ج خوشی تھیں ہسے  
صل اللہ علیہ وسلم  
موڈھیاں تیک بھی آکھ سائیں  
صل اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع الفجر

یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ

کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش

کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

شانہ ہے مجھے قدرت ترے بالوں کے لئے

کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو



تیل کی بوندیں ٹپکتی تھیں بالوں سے رخسار پر تیل کی بوندیں  
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں سحر سے

## چشمِ سرگیں

جب حضور علیہ السلام صبح کو نیند سے بیدار ہوتے اور جناب ابوطالب کے بچوں کی  
مجلس کو اپنے جمال جہاں آرا سے آراستہ کرتے تو اسوقت ان سب کے بال کھڑے ہوتے  
ہوتے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے عنبریں بغیر کنگھی کئے آراستہ ہوتے اور بغیر  
سرمہ ڈالے چشمِ عالم بین سرگیں ہوتیں۔ (شواہد النبوة ص ۷۴)

برادرانِ ملت! کافروں نے ایک مرتبہ یہ بات اڑا دی کہ :

إِنَّ مُحَمَّدًا وَدَّعَهُ رَبُّهُ وَقَلَّاهُ۔  
تحقیق محمد کو اسکے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن

(روح البیان ص ۶۶۱/۴) بنالیا۔

اس کو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا مَسَجَىٰ مَا عَاشَتْ كِيَوْمِ الْقِيَامَةِ  
وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ۔  
ڈالے کہ تم کو تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور

(پ ۳۰ رکوع ۱۸) نہ دشمن بنایا۔

سبحان اللہ! محبوب کی شان و عزت بڑھانے کو بھٹ بھی کچھ ارشاد فرمایا۔ قسم کھا کر  
فرمایا۔ اور یہ جو وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا مَسَجَىٰ میں قسم فرمائی۔ ایک تو اسکا یہ معنی ہے کہ  
چاشت کی اور رات کی قسم، لیکن مفسرین کرام نے اسکا ایک اور معنی بھی لکھا ہے کہ

## واللیل زلفِ عنبرین

اشارات است بروشنی روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکنائست از سایہ موئے وے۔

(روح البیان ص ۴۶۳/۴) مطلب یہ کہ واضحی سے مراد آپ کا چہرہ انور اور واللیل سے مراد آپ  
کی زلفِ معنبر ہے۔

وَالضُّحَىٰ بِوَجْهِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّيْلِ بِشَعْرِهِ۔ (درقات ص ۲۱۰/۶)  
واضحیٰ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اور لیل کے موئے عنبرین سے مراد ہے۔



لَا اسْتَبْعَادَ لِمَا يَذْكُرُهُ الْوَاعِظُ مِنْ  
تَشْبِيهِ وَجْهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِالضُّحَى وَشَعْرِهِ بِاللَّيْلِ۔

میرے نزدیک یہ کوئی اچنبا اور حیرت کی  
بات نہیں جو عام واعظ حضرات حضور علیہ  
السلام کے رخ انور کو ضحیٰ سے اور زلف  
عنبریں کو واللیل سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(تفسیر نیشاپوری ص ۱۰۷/۳)

اے کہ شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو  
نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

(خزان العرفان)

قسم ہے اے حبیب تیرے رخ انور کی اور قسم ہے تیری سیاہ زلفوں کی جب وہ چہرہ انور

پر پھیل جائیں۔ (تفسیر سراج منیر ص ۴۴)

کیا علمائے کرام میں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر  
حضور علیہ السلام کے رخ انور اور واللیل کی  
تفسیر آپ کی زلف عنبرین سے بھی کی ہے؟  
کیوں نہیں۔ ضحیٰ سے رخ انور اور واللیل سے  
زلف عنبریں مراد ہے اور اس تفسیر میں کوئی  
اعتراض و خدشہ نہیں ہے۔

هَلْ أَحَدُ الْمَذْكُرِينَ فَسَّرَ الضُّحَى  
بِوَجْهِ مُحَمَّدٍ وَ اللَّيْلِ بِشَعْرِهِ؟  
الْجَوَابُ نَعَمْ وَلَا اسْتَبْعَا وَفِيهِ۔

(تفسیر کبیر ص ۵۹۶/۸)

گویا خدا تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ اے حبیب تیرے اس رخ انور کی قسم، اور ان سیاہ  
زلفوں کی قسم جبکہ وہ بکھر کر چہرہ تاباں کو ڈھانپ لیں۔ تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور  
نہ دشمن بنایا۔

باعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی لئے فرمایا۔

ہے کلام الہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم  
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

شیخ المشائخ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ جن بدر شاہ شانی اس متھے چمکے لاٹ نورانی اس  
کالی زلف تے اکھ مستانی اس مخمور اکھیں ہن مد بھریاں



شاعر اہلسنت جناب اختر الہادی صاحب کچھ ہیں وہ  
شام فردوس کی نور والیل کا  
وہ سحاب عطا قل لطف خدا  
کہہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام  
بوند جو بھی گری زلف نمناک سے  
ہیں عیاں رحمتیں گیسوئے پاک سے  
شادہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر نہ واسطہ روئے و موئے او بودے  
خداے نہ گفتے قسم پر لیل و نہار  
ایک اور شاعر لکھتا ہے۔

یوں زلف جلوہ گر ہے رخ پر ضیا کے پاس  
وایل جس طرح ہو لکھی وارضی کے پاس

### موئے مبارک کی تعظیم

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَهُوَ أَخَذَ شَعْرَةً يَقُولُ مَنْ  
أَذَى شَعْرَةً مِنْ شَعْرَتِي فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ  
حَرَامٌ۔  
میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
در آنحالیکہ حضور اپنا ایک بال مبارک ہاتھ  
میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں: جس نے  
میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت

(کنز العمال ص ۶۱/۲ - جامع سفیر ص ۱۳۵ جلد ثانی) اس پر حرام ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی بہت تعظیم کیا  
کرتے تھے اور انہیں دنیا و مافیہا سے محبوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:



قُلْتُ بِعَبِيدَةٍ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّنَا مِنْ قَبْلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قَبْلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

(بخاری ص ۳۹)

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ (یہ سن کر) حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کو ہونا دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

دو عالم اس دی قیمت پاوے  
صلی اللہ علیہ وسلم

اک وال مبارک جے ہتھ آوے  
تاں بھی ستا اوہ وکاوے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ یہی چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال بھی گرے، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَاقُ يَحْلِقُهُ وَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ۔

(مسلم شریف، کتاب الغنائل ص ۱۵۶/۳)

حضور کا موئے مبارک تقسیم فرمانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں، پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے۔

پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے، بعد ازاں حضور نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہ کو عنایت کئے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَاقِ وَنَالَ الْحَلَاقُ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ نَاولَ الشَّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ اَخْلِقْ فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اَقْسِمُ بَيْنَ النَّاسِ۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۲۳۲)



ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے ہاتھوں سے مبارک پانی کو اس غرض سے حاصل کیا کرتے تھے کہ بطور تبرک ان کو اپنے پاس رکھیں اور ان سے برکت حاصل کریں۔ حضور علیہ السلام بھی ان کو اس سے روکے نہیں تھے بلکہ خود اپنے ہاتھ مبارک ان میں تقسیم فرماتے تاکہ یہ لوگ میرے ہاتھوں سے برکت و رحمت حاصل کریں۔ ہمیشہ رکھے سر دے وال سارے منائے حج ادا کر کے دوادہ ہے تے اصحاباں نوں خود کر کے تقسیم لئی برکت رکھے جس نال تعظیم

### موئے مبارک سے شفاء

حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دیکر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کہی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی، کیونکہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَوَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اس جہاں صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ كُنَّ كَاتِبِينَ جَس كَوَانَهُمْ نِي جَانِي كِي ثِي تُمِسْكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ مِثْلُ حَنْفَتِهِ لَهُ فَشَرِبَاتٍ مِنْهُ۔  
(بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۱) شفاء ہو جاتی۔

مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بالی ایک ستر درخت پر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ کرام اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام امارہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۹۱) شاہ ہرقل کو درد سر رہتا تھا۔ کئی علاج کئے مگر عطا ہوا نہ ہوئی۔ خوش نصیبی سے اسے حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بالی مبارک ملا۔ اسے پانی میں ڈبو کر پانی پلا کر درد سر



کافور ہوا اور شفا حاصل ہو گئی۔ (مدارج النبوت۔ اشرف التفاسیر ص ۱۳۸)

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلف نبی سے  
الجھے نہ کوئی کام نہ پابند بلا ہو

موئے مبارک کی برکت سے فتح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے انکو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا۔ ان بالوں کی برکت سے عمر بھر ہر جنگ میں مجھ کو فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ (شمس التواریخ۔ اصابہ شریف)

کہے خالد میں سیتے ٹوپی اندر  
طفیل انہاندی فتح ہوندی میسر

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان فرماتے ہیں کہ وہ لشکر کفار کی طرف بڑھے، ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔ دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو، خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم مخزوم میں سے تھا، وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اسکو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے۔ جو شاید دو چار آنے کی ہوگی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی مبارک کے بال ہیں، جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔

(شفا شریف۔ ص ۲۳۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶)



ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ایک جنگ میں حاضر ہوئے۔ انہیں "لیہم" کی قوم کے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر میں چھل گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا۔ اس وقت جیلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو۔ حملہ کے وقت صحابہ کرام کی حالت نازک ہو گئی۔ یہاں تک کہ وائے بن عمر طافی نے حضرت خالد سے کہا کہ آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی۔ حضرت خالد نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ہیں۔

تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ

حال کھل جائے جواک دم ہوں کنارے گیسو

ادھر یہ حالت تھی اور ادھر اسی رات رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو عبیدہ کو، جو اسلامی افواج کے امیر تھے، خواب میں ملے اور فرمایا: تم اس وقت سو رہے ہو، اٹھو اور خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو، کفار نے انکو گھیر لیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر میں اعلان کروادیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکر اسلام بڑی تیزی سے چلے راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا۔ اے جوان مر و سوار اور اٹھو۔ یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا۔ معلوم کیا تو وہ حضرت خالد بن ولید کی بیوی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان سے سفر کی وجہ پوچھی تو کہا: اے امیر! جب رات کو میں نے خاکہ آپ کے لشکر اسلام میں اعلان کروایا کہ خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے، فوراً تیار ہو جاؤ تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے، کیونکہ ان کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین مبارک ہیں۔ لیکن جو نہی میں نے دیکھا تو میری نظرا کی ٹوپی تیرے بڑی حسن میں موشے مبارک تھی۔ نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت میں نے ان کو کئی طرح سے اسکران نکلتے پہنچاؤں۔ حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا: خدا تمہیں اس کی جزا دے گا۔ ان کے لشکر میں شریک لشکر ہو گئیں۔



حضرت رافع بن عمرو، جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی، حضرت خالد نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ چند سوار ان کا پیچھا کئے ہوئے ہیں اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ اے مرد سوار: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی ام تمیم ہوں، تمہاری ٹوپی لائی ہوں، جس کی برکت سے دشمنوں پر فتح پایا کرتے ہو۔ تم اسی وجہ سے اسکو بھول آئے تھے کہ یہ مصیبت تم پر آئی تھی۔ الغرض وہ ٹوپی انہوں نے دی اور حضرت خالد نے اسکو پہن لیا۔

راوی حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ ملخصاً (تاریخ واقعی) برادران ملت! ان احادیث میں غور و فکر کے ساتھ اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر و منزلت تھی اور پھر وہ جلیل القدر صحابی خالد بن ولید، جن کی شان میں خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَنْ يَفِيءُ لِي يَفِيءُ لِلَّهِ  
یعنی خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں، جب دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا۔ بڑی بیتابی سے ٹوپی طلب فرما رہے تھے اور صاف صاف فرما رہے ہیں کہ میری ساری فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کیا انکو مشرک و بدعتی کہا جاسکتا ہے؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اہل انصاف اگر توجہ فرمائیں تو مسئلہ استعانت اور وسیلہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتا ہے۔

ہے جہاں میں جنگی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل  
وہ ہی اک مدینہ کے چاند ہیں سب انہیں کے دم کی بہار ہے  
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر حضور علیہ السلام کا بال مبارک لے گئے اسکی برکت سے تمام رات انہوں نے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سنی۔  
(مدارج النبوة)



## کفن میں موئے مبارک

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی یہ میرے کفن میں رکھ دے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔  
(القیات ابن سعد ص ۵/۱۲۰)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے کفن میں رحمت کو حین صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف رکھ دیئے جائیں۔  
(مواہب اللدیۃ)

حضور علیہ السلام کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسکو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا گیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔  
(امامہ ترجمہ انس بن مالک)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دیکر میری آنکھوں اور لبوں پر محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک رکھے جائیں تاکہ حساب میرے سے آسانی ہو۔  
(مدارج النبوت۔ شان حبیب الرحمن ص ۱۲)

اہل ایمان پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمالات محفل نہیں ہیں۔ باوجود اسکے ان کا یہ خیال کہ تبرکات کو قبر میں اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ حساب قبر سے آسانی ہو، تبرکات کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس قسم کی باتوں کو جو لوگ بت پرستی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، یہ انکی زیادتی ہے۔ اصل میں یہ لوگ اسرار محبت سے نا آشنا ہیں۔

## موئے مبارک کی تعظیم سے فائدہ

مولوی سید حسن بن نبیہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند ”حبیب النسم علی صفحات الصلوٰۃ والتسلیم“ جس پر دیوبندی علماء کے اکابروں میں سے مولوی اعجاز علی صاحب مولوی محمد شفیع کی تقاریظ ہیں اور اس کتاب کا نام ”حبیب النسم“ ہے مولوی صاحب نے رکھا ہے، کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں کہ



ایک بلخ کارہنے والا تاجر بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور علیہ السلام کے تین بال مبارک بھی تھے۔ اسکے دولڑکے تھے جب تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا بولا کہ تیسرے بال کے دولڑکے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے۔ اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ بڑا لڑکا بولا۔ اگر تم کو موئے مبارک سے ایسی ہی محبت و عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصہ میں آیا ہے، مجھے دے دو اور تینوں بال مبارک لے لو۔ چھوٹا لڑکا اس تبادلہ پر بخوشی راضی ہو گیا اور اپنا سب مال دیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی بال لے لئے۔

اب اس کا یہ کام ہو گیا کہ ہر روز حضور رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ قدرت باری تعالیٰ کا کرشمہ دیکھیے کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع ہو گیا اور چھوٹے کے مال میں بہ برکت موئے مبارک دن بدن ترقی ہونی شروع ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ چھوٹا لڑکا فوت ہو گیا۔ اس زمانہ کے ایک بزرگ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے بیٹے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مدعا کے لئے وہاں جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہو گئی اور لوگ وہاں جانے لگے۔ یہاں تک اس مزار کی عزت و توقیر ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔

ناظرین گرامی! اگر بہ نظر عمیق غور کیا جائے تو موجودہ دور کے نزاعی مسائل مزارات پہ جانا اور انکی تعظیم کرنا، تبرکات سے توسل وغیرہ وغیرہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتے ہیں۔

سو کھے دہانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے

چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو



ہم یہ کاروں پہ یا سب تپش محشر میں  
سایہ فلک ہوں تیرے پیارے کے پیارے

## فوائد

- ۱۔ یہ کہ اس بے مثل محبوب کے بال مبارک بھی بے مثل ہیں۔
  - ۲۔ یہ کہ صحابہ کرام حضور کے مقدس بالوں کو بھی بے مثل دے نظر مانتے تھے۔
  - ۳۔ یہ کہ صحابہ کرام ان بالوں کو بہت ہی بابرکت اور قابل تکریم و تعظیم سمجھا کرتے تھے۔
  - ۴۔ یہ کہ صحابہ کرام ان مبارک بالوں میں سے ایک بال کا اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔
  - ۵۔ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے بلکہ خود اپنے بالوں کو ان میں تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔
- معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و بزرگان دین کے تبرکات بطور تبرک رکھنا، ان کی تعظیم کرنا، ان سے نفع و برکت و حساب قبر کی آسانی کی امید رکھنا جائز ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اگر شرک و بدعت ہوتا، تو صحابہ کرام و بزرگان دین ایسا کبھی نہ کرتے۔



## باب ۳

### چہرہ مبارک

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود  
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا  
جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے  
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

نمک آگیاں صباحت پہ لاکھوں سلام  
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام  
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام  
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

شبم باغ حق یعنی رخ کا عرق  
اسکی سچی براقت پہ لاکھوں سلام



حضور پر نور، نور علی نور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ تاباں نہایت خوبصورت رنگ مبارک  
چمکدار، پیشانی فراخ، ابرو خم دار بالوں سے پُر اور یا ہم پیوستہ تھیں، بلند بینی، بینی مبارک پر  
ایک نور نمایاں۔

چٹا چہرہ تے سرخی مارے لاناں چلن راتیں نے روشن ہون واناں  
اوہ چہرہ نور دے شعلے ابھارے عجب گوشت بھرے رخسار سارے  
کشادہ صاف پیغمبر دا متھ دے جوکر صفا چاندی دا متھ  
آپ حسن کل ہیں اور حسن یوسف حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تابش تھی۔ دنیا  
بھر کے حسین و جمیل حسن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک ہیں۔

خالق کائنات جل جلالہ الکریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کو وہ حسن و جمال بلا نظیر و بے  
مثال عطا فرمایا کہ جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز اور قلم مجبور ہے اور آپ کے حسن و  
جمال کی حقیقت و ماہیت سمجھنے سے چشم عالم قاصر ہے۔

نبیون میں نبی ایسے امام الانبیاء ٹھہرے  
حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

رب تعالیٰ غفور الرحیم اور پیارے مصطفیٰ رؤف الرحیم۔ شریک قادر قدر کا بھی نہیں،  
نظیر سراج منیر کا بھی نہیں۔ ریب غفور میں بھی نہیں، عیب حضور میں بھی نہیں، رب العالمین  
بھی بے مثل، رحمت اللعالمین بھی بے مثل۔ وہ خدا خدائی میں بے مثال، یہ مصطفیٰ مصطفائی  
میں جیسے مثال اور پھر محبت اس جیسا کوئی نہیں، محبوب اس جیسا کوئی نہیں۔ خالق خدا جیسا  
کوئی نہیں، مخلوق میں مصطفیٰ جیسا کوئی نہیں۔ طالب اس جیسا کوئی نہیں، مطلوب اس جیسا  
کوئی نہیں وہ بھی لا جواب، یہ بھی لا جواب، خدائی میں اس کا جواب نہیں، مصطفائی میں اس  
کا جواب نہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ محبوب علیہ السلام کو کسی نے پہچانا ہی نہیں جیسا کہ حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا أَبَا بَكْرٍ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَمْ  
يَعْرِفْنِي حَقِيقَةً غَيْرَ رَبِّي۔  
اے ابوبکر! اے اللہ! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا  
میں نے تجھے پہچان ہی نہیں کیا۔

(مطالع السیرات ص ۱۲۹)



محمد سر وحدت ہے رمز اسکی خدا جانے  
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

### جمالی مستور

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبد  
الرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو عرض کی۔ یا رسول اللہ!  
حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ قَطَّعْنَ  
أَيْدِيَهُنَّ پ ۱۲ اور بعض اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں، لیکن آپکو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت  
نہیں ہوئی، یہ کیا بات ہے؟

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
جَمَالِي مَسْتُورٌ عَنْ أَغْيَنِ النَّاسِ  
غَيْرَةٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ لَوْ ظَهَرَ  
لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرِمِمَّا فَعَلُوا حِينَ  
رَأَوْهُ يَوْسُفَ۔ (مشین فی مبشرات النبی الامین ص ۷) ہو، جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

یعنی فرمایا کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور محبت کی غیرت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے  
محبوب کو سوائے اسکے اور کوئی نہ دیکھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے حسن و جمال کو  
صرف اپنے دیکھنے کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اے سید ابرار تمہارا  
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَابَعَثَ نَبِيًّا  
إِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ  
وَكَانَ نَبِيُّكُمْ أَحْسَنُهُمْ وَجْهًا وَ  
أَحْسَنُهُمْ صَوْتًا أَقُولُ وَأَمَّا عَدَمُ  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو  
خوش آواز و خوش صورت نہ ہو اور تمہارے  
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں اور



تَعَشَّقُ الْعَوَامُ عَلَيْهِ كَمَا تَكُنَّ عَلَى  
يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ اللَّهِ  
تَعَالَى حَتَّى لَمْ يُظْهَرْ جَمَالُهُ كَمَا  
هُوَ عَلَى غَيْرِهِ كَمَا أَنَّ لَمْ يُظْهَرْ  
جَمَالَ يُوسُفَ كَمَا هُوَ عَلَى  
يَعْقُوبَ أَوْ زَلِيخَا۔ (شرطیب ص ۱۷۸)

آواز میں بھی ان سب سے زیادہ  
کہتا ہوں کہ (بارہ دیکھیں حسن و جمال کے)  
عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہو سکتا  
جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو  
کرتے تھے، بسبب غیرت الہی کے ہے کہ  
آپ کا جمال جیسا تھا، غیروں پر ظاہر نہیں  
کیا۔ جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا  
جمال بھی جس درجہ کا تھا، وہ بجز حضرت  
یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر  
نہیں کیا گیا۔

بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں۔

زہا جہان پہ تھے حجاب بشریت  
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار  
(قصائد قاسمی ص ۵)

کسی کو کا حقہ حسن محمدی کے دیکھنے کی طاقت نہیں

حسن محمدی حسن مکمل ہے۔ آپ کا مکمل حسن ظاہر نہیں کیا گیا۔ حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ  
علیہ فرماتے ہیں کہ

فَاعْظَا نَبِيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْحُسْنَ كُلًّا قَالَ الْقُرْطَبِيُّ لَمْ يُظْهَرْ لَنَا  
تَمَامُ حُسْنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَقًا  
مِنَ اللَّهِ تَعَالَى لِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهِ  
لَمَا طَاقَتْ أَعْيُنُنَا رُؤْيَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَلِيم۔ (انوار محمدیہ ص ۳۷۷ زرقانی شریف ص ۱۷۸/۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حسن  
تمام عطا فرمایا ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن و جمال  
ہم پر ظاہر نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل  
نیز ان کا کہ جس درجہ کا تھا، وہ بجز حضرت  
یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر  
نہیں کیا گیا۔



ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں  
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں  
حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ جَمَالَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَايَةِ الْكَمَالِ وَ أَنَّ  
جُمْلَةَ صَفَائِهِ وَ كَثِيرَةَ ضِيَائِهِ  
مَا رَوَى أَنَّ صُورَتَهُ كَانَ يَقَعُ نُورُهَا  
عَلَى الْجِدَارِ لَكِنَّ اللَّهَ سَتَرَ عَنْ  
أَصْحَابِهِ كَثِيرًا مِنْ ذَلِكَ الْجَمَالِ  
الذَّاهِرِ وَ الْكَمَالِ الْبَاهِرِ إِذْ لَوْ بَرَزَ  
إِلَيْهِمْ لَصَغَبَ النَّظَرُ إِلَيْهِ عَلَيْهِمْ  
(جمع الوسائل بشرح اشمال ص ۶۷)

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال  
انتہائی درجہ کمال پر تھا اور یہ روایت آپ کی  
انتہائی رعنائی اور کثرت نورانیت پر دل ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر منیر کا نور  
دیواروں پر پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے  
روشن جمال اور نورانی کمال کو اصحاب کی  
نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔ اگر پوری آب و  
تاب سے جلوہ فگن ہوتا تو صحابہ کرام کو آپ  
کے چہرہ انور کی طرف دیکھنا مشکل ہو جاتا۔

کہاں وہ مرتبہ کہاں وہ عقل نارسا اپنی  
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار  
(تصانف قاسمی ص ۵)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُ الصُّوفِيَّةِ أَكْثَرَ النَّاسِ  
عَرَفُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا عَرَفُوا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ  
حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ عَظَمَى أَبْصَارِهِمْ  
(جمع الوسائل بشرح اشمال ص ۹ سراج میز ص ۱۰)

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی  
معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے مگر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تادمہ کسی کو بھی  
حاصل نہیں۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کا بشری حجاب انکی آنکھوں کیلئے  
پردہ ہے یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت  
نفس الامری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرقہ عالم  
ہمہ نور بود کہ دیدہ و حیرت در جمال و کمال  
خیرہ می شود و مثل ماہ و آفتاب تاباں و  
روشن بود۔ اگر نقاب بشریت پوشیدہ  
بودے چچ کس را مجال نظر و ادراک حسن  
او ممکن نہ بودے۔

(مدارج النبوۃ۔ جلد اول ص ۱۰۹)

اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔  
طور کی مانند جل کر راکھ ہوتا سارا جہاں  
پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں  
اگر جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک پردہ اٹھ جائے تو عالم کی کیا مجال جو ان کی  
تجلیات و انوار کی تاب لاسکے۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو  
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا ہی ہو

مگر اس کے باوجود اس حجاب سے جو حسن کی کرنیں ظاہر ہوتی تھیں، وہ بھی حسن  
یوسف سے بدرجہا افضل و اعلیٰ تھیں۔ کوئی انہی کرنوں کو دیکھ کر چہرہ اقدس کو چاند کہتا ہے اور  
کوئی سورج اور کوئی وصف رخ سے عاجز آ کر مقام حیرت میں پہنچنے لگتا ہے۔  
لَمْ أَرِ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔  
ایسا حسین و جمیل نہ تو ان سے قبل نہ کیا گیا

(ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۷)

اور ندان کے بعد

بلبل نے گل اٹھو کہا قمری نے سہو چاں فرما

حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں، وہ نکلیا نہیں

حسن حضور

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
سرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرہ اقدس اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم



(بخاری۔ مسلم۔ خصائص کبریٰ ص ۱-۲۷)

لَمْ يَصِفْهُ وَصَفَ قَطُّ إِلَّا شَبَّهُ وَجْهَهُ  
بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ (خاص کبریٰ ص)

جو بھی آپ کا وصف بیان کرتا چودھویں کے  
چاند سے تشبیہ دیتا ہے۔

۱/۶۷۔ زرقاتی علی المواہب ۳/۲۲۵)

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب

اور ہلالِ عید ہے ابروئے حبیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور لامع النور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ

كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ۔ آفتاب چہرہ مبارک میں جاری ہے۔

(حجۃ اللہ ص ۴۷۹۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔ عصیدۃ الشہد ص ۱۰۴۔ ترمذی ص ۲۰۵۔

خصائص کبریٰ ص ۱۸۰-۱۸۱ انوار محمدیہ ص ۸۰/۱)

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک لمبا تھا؟ آپ نے جواباً فرمایا۔

لَا بَلْ مَثَلُ الْقَمَرِ وَالشَّمْسِ مُسْتَدِيرًا۔ نہیں بلکہ چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

مسلم ص ۲۵۸/۲۔ بخاری ص ۲۰۳/۲۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۸/۱۔ مواہب اللدنیہ ص ۲۳۹/۱۔ انوار النعمہ ص ۱۲۳۔ دلائل النبوت  
ص ۱۵۱/۱۔ جہت اللہ علی العالمین ص ۶۸۸۔ شمائل ترمذی ص ۲۔ داری ص ۲۳۔ منتخب المحکمین ص ۱۳۶۔ رحمۃ اللعالمین ص ۴۷۱)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ابو ہند بن ابی ہالہ سے، جو فصیح و بلیغ اور عرب کے علم و ادب اور وصف بیان کرنے میں بڑے مانے ہوئے تھے، آپ کے نور جمال کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے جو بیان کیا۔



وَفِيهِ يَتَلَاؤُ وَجْهَهُ تَلَاؤُ الْقَمَرِ لَكَلَّةً

الْبَدْرُ۔ (شمال ترمذی ص ۲۔ مجمع الزوائد ص ۸/۲۷۹)

جوہر البحار ص ۳۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱۸۸/۱۔ دلائل النبوت ص ۱۲۰/۲۔ بحار الانوار ص ۱۲۰/۲۔ جہانگیری ص ۱۲۰/۲۔

## چاند سے زیادہ حسین

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ صرف تشبیہ ہی تھی۔ حقیقت میں آپ کا رخ انور چاند سے زیادہ روشن تھا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چودھویں رات کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار جلوہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر محبوب علیہ السلام پر، کہ ان میں سے کون زیادہ خوبصورت ہے۔

فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ۔ تو مجھے یہی معلوم ہوا کہ آپ کی نورانیت اور

داری۔ (شمال ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۸) حسن چاند سے کہیں بڑھ کر زیادہ ہے۔

اشعۃ اللمعات فارسی جلد دوم۔ مواہب اللدنیہ ص ۲۵۰/۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۸/۱۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۵۲/۱۔ رحمتہ اللعالمین ص ۲۷۲/۲۔ قصص الانبیاء فارسی ص ۲۶۶۔ انوار محمدیہ ص ۱۲۳۔ الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبيب الخلیل ص ۷۷۔

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب

میں فدا تم پر آپ ہو اپنا جواب

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَتَى يَبْدُ فِي اللَّيْلِ لَبْهِيمٌ جَبِينُهُ يَلُوحُ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدَّجَى الْفَتْرِ

جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی۔

زرقانی ص ۹۱/۳۔ دلائل النبوت ص ۲۶۶/۱۔ الاستیعاب ص ۳۳۲/۱۔ انوار محمدیہ ص ۸۲/۱۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَارَةِ الْقَمَرِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَارَةِ الْقَمَرِ

انوار محمدیہ ص ۱۲۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۹/۱۔ مواہب اللدنیہ ص ۲۵۰/۱۔ دلائل النبوت ص ۱۷۸/۱۔



حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ ہیں۔ ان سے حضرت عمار بن یاسر کے پوتے نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ مبارک بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ۔

لَوْرَايَتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ اے بیٹے! اگر تو ان کے حسن مبارک کو دیکھتا تو

دیکھتے ہی پکارا اٹھتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

داری ص ۲۳۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۵۳/۱۔ انوار محمدیہ ص ۱۲۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۹/۱۔ مواہب اللہ نیا ص ۲۵۱/۱۔ رحمتہ العالمین ص ۲۷۲/۲۔ دلائل النبوت از ابو نعیم ص ۲۲۰/۳۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹۔

بہت عجیب سفید پیشانی	جہاں نہ جھلے چن نورانی
لاٹ حسن جاوے آسمانی	صل اللہ علیہ وسلم
متھے دل کدی نہ پایا	کھلا متھا نور سہایا
اللہ رنگ امت نوں لایا	صل اللہ علیہ وسلم
در رخسارے سوئے سارے	چمکن نور پون لشکارے
عاشق کردے جاناں دارے	صل اللہ علیہ وسلم

(جام کوثر ص ۲۶)

بے مثل

علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ ایک ہمدانی عورت نے آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ جب وہ اپنے وطن مالوف واپس لوٹی تو ابواسحاق نے اس عورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا۔

قَالَتْ كَمَا الْقَمَرِ لَيْلَةُ الْبَدْرِ لَمْ أَرِ قَبْلَهُ اس نے کہا کہ آپ کا چہرہ انور چودھویں وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔ (فتح الباری شرح بخاری ص رات کے چاند کی طرح تھا۔ میں نے آپ

۳۶۱/۱۔ مواہب اللہ نیا ص ۳۵۰/۱۔ خصائص کبریٰ ص جیسا صاحب جمال و صاحب کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ ۱۷۹/۱۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۵۳/۱۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب کوئی دوسرا آئینہ  
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں



امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔  
إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَبِيحُ الْوَجْدِ كَرِيمُ الْحَسْبِ  
حُسْنُ الصَّوْتِ۔ (خاص کبریٰ ص ۶۷)

علی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کی قسم

وہ مسیح دل آرا ہمارا ہی

آپ کے نور سے دیواریں چمکتی تھیں

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَا نَ وَجْهَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ شَدِيدَ النُّورِ بِحَيْثُ يَقَعُ نُورُهُ  
عَلَى الْجِدَارِ إِذَا قَابَلَهَا۔ (زرقانی ص ۶۱:۶۲)

حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک اس قدر  
نورانی تھا کہ جب اسکی نورانیت  
دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اٹھیں۔

چہرے پہ قربان شمس و قمر  
رخساروں پر ٹھہرے کس کی نظر  
زلفوں پہ تصدق شام و سحر  
تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا  
حضرت علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

أَيُّ يَضِيءُ فِي الْجُدْرِ أَيُّ يَشْرِقُ  
نُورُهُ عَلَيْهَا أَشْرَاقًا كَأَشْرَاقِ  
الْشَّمْسِ عَلَيْهَا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک  
دیواروں پر اس طرح چمکتا اور روشن ہوتا تھا  
جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر جب پڑتی

ہے تو چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ (مواہب اللدنیہ ص ۱/۲۷۱، مطبوعہ مصر)

تاریک گھر روشن ہو جاتے

حضرت علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَضِيءُ الْبَيْتَ الْمُظْلِمَ مِنْ نُورِهِ۔  
(مطالع الاسرار ص ۱۰)

حضرت علی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر  
تاریک ہونے کے باوجود نورانی چہرہ سے روشنی  
نکلتی تھی جس سے گھر روشن ہو جاتا تھا۔



وہ نور مجسم صل علی جس سمت گزرتے جاتے تھے  
تاریکیاں مٹی جاتی تھیں انوار بکھرتے جاتے تھے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كُنْتُ ادْخُلُ الْخَيْطُ فِي الْإِبْرَةِ      میں اندھیری راتوں میں حضور پر نور صلی اللہ  
حَالِ الظُّلْمَةِ لِبَيَاضِ رَسُولِ اللَّهِ      علیہ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ      دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

حاشیہ نسیم الریاض ص ۲۲۸/۱، مطبوعہ مصر۔ قصص الانبیاء فارسی ص ۲۶۶، خصائص الکبریٰ ص ۱۵۶ جلد اول۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں  
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

تبسم سے سوئی مل گئی

سیدہ طیبہ عارفہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كُنْتُ أُخِيطُ فِي السَّحْرِ فَسَقَطَتْ      میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر  
الْإِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهَا      گئی۔ بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی،  
فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ      اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ  
وَسَلَّمَ فَتَبَيَّنَتْ الْإِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُورِ      میں تشریف لائے تو ان کے چہرہ مبارک  
وَجْهِهِ۔      کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

نعت کبریٰ ص ۴۳۔ جواہر البحار ص ۸۱۴، نسیم الریاض ص ۳۲۸، القول البدیع ص ۱۴۷، عصیدۃ الشہدہ ص ۱۰۲،  
خصائص الکبریٰ ص ۱۵۶/۱، مطالع السرات ص ۲۳۹، حجتہ اللہ ص ۶۸۸۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے

شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

کھڑائی میں سوئی وچ کالڑی رات

لدھی سوئی جاں روشن مکھ دکھاوے

سنائی بی بی عائشہ اک عجب بات

رسول اللہ مرے گھر اندر آئے

جمال بے مثال

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں کہ



كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ أَيْ أَيْضُ نِيرًا رُشْنَ آفَتَابُ تَحْتِ اِوْآپ كِے پِیْدِے كِے  
كَانَ عَرَقُهُ اللَّوْلُوءُ۔ مبارك قطرات جگدار موتی تھے۔

داری شریف ص ۳۳/۱، خصائص کبریٰ ص ۱۸۳/۱، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۶،  
دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۵۵/۱، رحمتہ اللعالمین ص ۲۷۱/۲، انوار محمدیہ ص ۸۲/۱۔

امام سہیلی رضی اللہ عنہ حدیث ہذا کی شرح فرماتے ہیں کہ  
الذَّهْرَةُ فِي اللُّغَةِ أَشْرَاقٌ فِي اللَّوْنِ زہرہ لغت میں چمکیلے رنگ کو کہتے ہیں۔  
وَ إِنَّ الذَّهْرَ اسْمُ الْاَبْيَضِ مِنْ بِيضٍ اِزْهَرَ (اسم تفضیل) کے معنی بہت نورانی  
النُّورِ۔ اور نہایت روشنی کرنے والے کے ہیں۔

مناوی شرح شامل ص ۳۶/۱۔ شرح مرقات ص ۵۱۶، شرح شامل محمدیہ ص ۱۹، سراج منیر ص ۸۸۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرورہ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ  
مبارک مثل آئینے کے ہو جاتا کہ اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا اور دیواریں آپ کے چہرہ  
میں نظر آ جاتیں۔ (ذرقانی علی الموابہ ص ۸۰/۴)

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا طوفان ہے  
اس پیکر خاکی میں یہ کون خواماں ہے

حسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بزبان حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

قبیلہ سعد کی عورتوں کی ایک جماعت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی جن میں حضرت حلیمہ بھی  
شامل تھیں۔ جب وہ آفتاب رسالت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے  
لئے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کاٹھانہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے وہاں  
جو جنت نگاہ نظارہ دیکھا تھا، اسکو انہی کے الفاظ میں سمجھئے۔ آپ فرماتی ہیں۔

فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَوْ قَضَهُ مِنْ نَوْبِهِ مِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ حُضُورُ عَلِيهِ السَّلَامِ اِوْآپ فرمائی  
لِحُسْنِهِ وَ جَمَالِهِ فَذَنُوتُ مِنْهُ اِزْہرے آپ کے بے پناہ حسن و جمال کو دیکھ کر کہ  
رَوَيْدًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى صَدْرِهِ اِن جنت زدہ ہو کر رہ گئی اور حضور علیہ  
فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا وَ فَتَحَ عَيْنَيْهِ لِيَنْظُرَ اِسلاام اُکھائی اور اُن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا



إِلَىٰ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ نُورٌ حَتَّىٰ  
دَخَلَ إِلَى السَّمَاءِ۔ (مواہب اللدنیاء)  
(۱: ج ۱۳۳)

پھر میں آہستگی سے حضور کے قریب آئی اور  
حضور کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس  
آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی  
محبت آفرین نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے  
اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار یہ حیرت  
افزا منظر دیکھا کہ آپ کی حسین و جمیل  
نگاہوں سے نور نکل نکل کر آسمانی فضاؤں  
میں داخل ہو رہا تھا۔ (انوار محمدیہ ص ۱۹)

• اعلیٰ حضرت فاضل بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب  
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا  
ناظرین! اللہ تعالیٰ جل جلالہ الکریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن و جمال  
بخشا، جسکو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ مگر سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو  
وہ حسن و جمال عطا ہوا کہ جس کے دیکھنے کے لئے خود حضرت یوسف علیہ السلام بے تاب  
ہو گئے، اور جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارے کی تمنا ان کے قلب میں مچلنے لگی۔ گویا  
حسن یوسف پر زنان مصر فریفتہ ہو گئیں اور حسن محمدی پر حضرت یوسف شیدا ہو گئے۔  
یوسف سا حسین اور تمنائے نظارہ  
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رد نظر آیا

حسن کل

حضرت امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء بلکہ تمام مخلوق  
سے زیادہ حسن دیا گیا تھا۔ مگر حضور علیہ السلام کو بارگاہ لم یزل سے جو حسن و جمال، خوبی و  
کمال عطا ہوا، وہ کسی کو نہ ملا۔ فرماتے ہیں۔



لَمْ يُوْثَّ يُوسُفُ إِلَّا شَطْرُ الْحُسَيْنِ  
وَ أُوْتِيَ نَبِيْنًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
جَمِيعَةً۔ (خاص کبریٰ ص ۱۸۲/۱)

حسن دنیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جمال یوسفی جس پر زنان مصر شیدا تھیں، وہ حضور کے حسن کا ایک حصہ بلکہ ایک شہہ تھا۔

إِلَّا شَطْرُ الْحُسَيْنِ کا مطلب یہ ہی ہے کہ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پر تو عالم پر چمکا اور اسی سے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا اور باقی سارے جہان میں تقسیم ہوا۔ شمس و قمر، زہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے۔ زمین و آسمان، عرش و کرسی میں وہی نور تاباں ہے۔ عرش پر اسی کی چمک ہے۔ فرش پر اسی کی جھلک ہے۔ جنت میں اسی کی چمک ہے۔ سینہ عشاق میں اسی کی کھلک ہے۔ مستوں کو اسی کی لٹک ہے۔ زبانوں پر اسی کی چمک ہے۔ ہر جام عشق میں اسی کی جھلک ہے۔ ہر حسن میں اسی کا نمک ہے۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آن

ہر کجائے نگری انجمنے ساختہ اند

برادران ملت! غور کیجئے کہ زنان مصر نے حسن یوسفی کے نظارے کی تماشا کی اور دیکھ لیا۔ مگر حسن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی کس میں تاپ ہے۔ خیال کمال لے لے یہ جمال اپنے دیکھنے کو بنایا ہے اور اپنی محبوبیت کے لئے اسے پسند فرمایا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اسے سید ارباب تمہارا

اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

زنان مصر نظارہ حسن یوسفی میں ایسی محو ہو گئیں کہ شعور گھو بیٹھیں اور عالم بے غواہی میں اپنے ہاتھ کاٹ لیتے۔ مگر جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون دیکھ سکتا ہے۔ تقاریر مطلق سے اسے محبوب علیہ السلام کے چہرہ انور پر ستر ہزار روپے ریت و ظلال اور ریت و جمال کے ذوال رکھے ہیں۔ چشم عالم نظارہ جمال مصطفویہ سے نور ہے اور اس کے نور کے ذوال سے قاصر ہے۔ اس کے باوجود جمال محمدی کے جمال کے کمال و کمال کے کمال کے کمال یہاں حسن محبوب پر مردان عرب نے ہر گناہ کیا۔



حسن یوسف پہ کئیں مصر میں انگشت زناں  
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب  
حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رنگ مبارک فخم مفخم	جسم جسیم سیم مجسم
نور و نور و سیم موسم	صل اللہ علیہ و سلم
متھا حضرت بہت کشادہ	روشن نوروں سی آمادہ
بے چین صاف صفا زیادہ	صل اللہ علیہ و سلم
رخسارے بھی بہت نورانی	حوراں دیکھ ہوون قربانی
عاشق کر دے جان فشانی	صل اللہ علیہ و سلم
یوسف جے لکھ غلاماں	دوروں آون کرن سلاماں
میں ول نظر کریں سلطاناں	صل اللہ علیہ و سلم
یوسف جے گھول گھماون	جے اک واری جھاتی پاون
حوراں بھی قربان ہو جاون	صل اللہ علیہ و سلم

جناب سید مرغوب احمد اختر الحامدی فرماتے ہیں۔

جس کے چہرے پہ جلوؤں کا پہرا رہا      نجم و طہ کے جھرمٹ میں چہرا رہا  
حسن جس کا ہراک "چھب" میں گہرا رہا      جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا  
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی! حضور پر نور، نور علی نور، شافع یوم النور سید مرسلان، شفیع عاصیاں، نبی  
غیب داں، وسیلہ بیکساں، سیاح لامکاں، مالک کون و مکاں، محبوب رب دو جہاں صلی اللہ  
علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی تعریف و توصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرہ انور کے حسن و جمال، خوبی و کمال کو کن لفظوں سے بیان  
کریں۔ آخر ان کی نظر چاند و سورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی  
دوسری چیز روشن نہیں، اس لیے وہ حسن نبوی کو چاند سے تشبیہ دیکر بیان فرما دیتے ہیں۔ ورنہ  
بقول کسے۔



میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں اللہ کے چہرہ کو  
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں  
اس لیے کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے  
چاند کے منہ پر ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے  
مولوی مصصام صاحب الہمدیث اپنے رسالہ حلیہ شریف میں لکھتے ہیں۔  
آوے سمجھ نہ خبرے میں کی ڈٹھا اینویں سرلیاں پھر لیاں ماردا اے  
کوئی قمر آکھے کوئی بدر سمجھے چند چودھویں رات شمار دا اے  
نکلے ایڈ شعاع سبحان اللہ پر تو کندھ تے پوے رخسار دا اے  
کدے وچہ چہرے کندھاں دسدیاں تے شیشے وانگ رخسار دلدار دا اے  
متھا ہسدا نور خلیق چوڑا غصے نالی نہ تیوڑیاں مار دا اے  
اماں غائشہ قربان حیران ہوئی مڑھکا متھے وچ نور ابھار دا اے

### چاند اور سورج کی تشبیہ

چاند اور سورج کی تشبیہ کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ  
تَشْبِيْهُ بَعْضِ صِفَاتِهِ بِنَحْوِ الشَّمْسِ  
وَ الْقَمَرِ اِنَّمَا جَرَىٰ عَلٰی عَادَةِ  
الشُّعْرَاءِ وَ الْعَرَبِ وَ اِلَّا فَلَا شَيْْءَ  
بِمَا دَلَّ شَيْْءًا مِنْ اَوْصَافِهِ اِذْهَبَ  
اَعْلٰی وَ اَجَلٌ مِنْ كُلِّ مَخْلُوْقٍ۔  
(جمع الوسائل بشرح الشمائل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات مبارکہ  
کو چاند اور سورج سے تشبیہ دینا یہ شاعروں  
اور عربی ادیبوں کی عام عادت اور طریقہ  
ہے۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی  
صفت مبارکہ سے کوئی شے برابری اور  
ہمسری نہیں کر سکتی، اس لئے کہ آپ کی ہر  
صفت تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہے۔

بیاں ہو کس سے کمال محمد عربی  
ہے بے مثال جمال محمد عربی



غرضیکہ چہرہ ء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال ایزدی کا مظہر اور خوبی و کمال کا  
معدن ہے۔

خامہ ء قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ  
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال رب تعالیٰ کی پوری کائنات میں بے مثال تھا۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کا بے مثل جمال ستر ہزار حجاب میں محبوب تھا۔
- ۳۔ یہ کہ چہرہ ء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر دیواروں پر پڑتی تھیں۔
- ۴۔ یہ کہ آپ کے حسن و جمال لامثال نے تاریک گھر روشن و منور ہو جاتے تھے۔
- ۵۔ یہ کہ آپ کے چہرہ ء پاک کا حسن و جمال تشبیہات سے مبرا و منزہ تھا۔







## باب ۴

### چشمان مبارک

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ فلکں مژہ  
اشکباری مژگاں پہ بر سے درود  
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا  
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود  
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام  
اوچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام



حضور اکرم، تاجدار عرب و عجم، فخر آدم و نئی آدم حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ، ابراہیم علیہ التحیۃ والثناء کی مقدس اور نورانی آنکھیں نہایت ہی خوب صورت اور باکمال تھیں۔ قدرت الہی سے سرگیں کہ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔

موٹیاں اکھیں زینت بھریاں  
سرمے قدرت لائیاں بھریاں  
صدقے جاوے حوراں پریاں  
صل اللہ علیہ وآلہ وسلم  
مولوی غلام رسول صاحب فرماتے ہیں کہ

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری  
دلاں نوں قتل کردی جیوں کٹاری

آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے، جن کو علامات نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ پلکیں نہایت خوشنما اور لمبی تھیں۔ سبحان اللہ!

جیویں جھکیاں کماناں ڈنگے ابزو ، ملے ہوئے سیاہ باریک تر مو  
تلے وت موٹیاں اکھیں کشادہ رہے ہر وقت وچہ سرمہ زیادہ  
لے گوشے تے پکان صف کشیدہ دن اکھیں تے پاؤں نور دیدہ  
نگاہ نیویں شرم دے تال پاؤں کسے دے عیب دیکھن تے چھپاؤں

نگاہ حضور

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

(ترمذی ص ۵۵۔ مشکوٰۃ ص ۳۵۷)

برادران ملت! دنیا میں بڑی بڑی دولتیں دیکھنے والی آنکھوں والے موجود ہیں۔ مثلاً عزرائیل علیہ السلام کہ کائنات عالم کے تمام جاندار ہر وقت ان کی نظروں کے سامنے ہیں۔ دنیا بھر میں جس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

۲۔ منکر نکیر کی آنکھیں ساری دنیا کے مردوں کو ہر وقت دیکھتی رہتی ہیں۔ اور ہر میت کے



پاس پہنچ کر سوالات کرتے ہیں۔

۳۔ میکائیل علیہ السلام تمام دنیا والوں کی روزی کا بحکم الہی انتظام کرتے ہیں۔ مخلوق کے رزق کو ان کی آنکھیں دیکھتی رہتی ہیں۔ مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اے آنکھ والو! تمہاری آنکھیں کتنا ہی زیادہ کتنا ہی دور تک دیکھنے والی کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ سبحان اللہ!

دل فرش پر ہے تیری نظر سر عرش پر ہے تیری گزر  
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضور آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے

بخاری و مسلم کی روایات میں آیا ہے کہ

اتِمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَ اللّٰہِ  
یعنی لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے  
ادا کرو، کیونکہ خدا کی قسم! میں تم لوگوں کو اپنے

(مشکوٰۃ شریف ص ۸۲۔ نسائی ص ۱۳۸) پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

حضرات گرامی! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک کی شان اعجاز اور انکی معجزانہ نگاہ نبوت کا کیا کہنا کہ آج تک دنیا میں کسی آنکھ کو یہ کمال نصیب نہیں ہوا کہ وہ بیک وقت آگے اور پیچھے کی چیزوں کو دیکھ لے بلکہ تمام فلاسفر اور ماہرین نظر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ دیکھی ہوئی چیز آنکھ کے سامنے ہو، اس لیے کہ کوئی آنکھ پیچھے کی چیزوں کو نہ آج تک دیکھ سکی ہے، نہ آئندہ دیکھ سکتی ہے مگر رحمت عالم، نور مجسم کی مقدس آنکھوں کا یہ معجزہ ہے کہ وہ بیک وقت آگے اور پیچھے دونوں طرف دیکھ لیتی ہیں۔ چنانچہ صاحب مرقات اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وہی مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِي أُعْطِيَهَا صَلَّ  
یعنی یہ ان معجزات میں سے ہے جو حضور  
اللہ علیہ وسلم۔ (ماشیہ مظلومہ ص ۸۲) علیہ السلام کو عطا کئے گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ



أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي ههنا قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ  
يَخْفِي عَلَى رُكُوعِكُمْ وَلَا تُخْشِعُكُمْ  
إِنِّي لَا أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ ص ۱۵۲/۱، خصائص کبریٰ ص

۱۵۸/۱، انوار محمدیہ ص ۱۵۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے  
میرا منہ صرف قیامت کی طرف ہے  
ہو؟ خدا کی قسم! مجھ پر وہ تمہارا رکوع  
پوشیدہ ہے اور وہ تمہارا خشوع پوشیدہ  
ہے اور چٹک میں تمہیں اپنے پیچھے سے  
بھی دیکھتا ہوں۔

اللہ اکبر! واہ رے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم اقدس کا اعجاز و کمال کہ پیٹھ کے  
پیچھے نمازیوں کے رکوع بلکہ خشوع کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

### خشوع کیا چیز ہے؟

خشوع ایک کیفیت قلبی کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ مگر نگاہ مصطفیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے قربان کہ مَصْلٰی یعنی (نمازی) کے خشوع کا ادراک کر رہی ہیں۔ ثابت ہوا  
کہ مسلمانوں کے خشوع، رکوع، سجود اور صبرِ قلوب و کیفیات، نفسانیہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

اے فروغت صبح آثار و دھور

چشم تو پیدہ مافی الصدور

(اقبال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ اسْتَوْوا اسْتَوْوا اسْتَوْوا  
قَوْلًا لِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَرَاكُمْ  
مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ۔

(رواہ ابوداؤد۔ مقلوٰۃ ص ۹۸۔ خصائص الکبریٰ ص

۶۱/۱، نسائی ص ۱۳۰/۱، نسائی ۸۲/۱)

حضور علیہ السلام (جب نماز کو کھڑے  
ہوتے) فرماتے برابر کرو، برابر کرو  
برابر کرو۔ ہم ہے اس واسطے کی جس کے  
ہاتھ میں میری جان ہے میں تم کو پیچھے  
سے بھی دیکھتا ہوں۔ جس طرح سنا ہے

جو دیکھتا ہوں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی



تَقْلِبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ حضور اپنے پیچھے کھڑی صفوں کو یوں دیکھ لیتے تھے جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۵۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پس پشت می دیدند چنانچہ از پیش اوے خودی دیدند۔ و در شب و تاریکی چنان می دیدند کہ بروز در روشنی۔ (تفسیر فتح الحریز ص ۲۱۸ پارہ عم۔ الانسان فی القرآن ص ۴۴، ۱۵۷)

حضور علیہ السلام اپنی پشت مبارک سے بھی ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ اپنے سامنے سے دیکھتے تھے۔ اور رات کو اندھیرے میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ دن کو اور روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَ فِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فَلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ نُصَلِّيُ إِنَّكُمْ تَرَوْنَ أَنَّهُ يَخْفَى عَلَى شَيْءٍ مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی آخری صف میں ایک شخص تھا جو بری طرح نماز پڑھتا تھا۔ جب حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا تو آپ نے اسکو مخاطب کر کے فرمایا: اے فلاں! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے، شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے۔ خدا کی قسم ہے جس طرح میں آگے سے دیکھتا ہوں، اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷، نسائی ص ۱۳۱/۱، دلائل النبوت ابو نعیم ص ۳۷۷، خصائص کبریٰ ص ۶۱/۱، زرقاتی علی المواہب ص ۸۲/۴، سنن البیہقی ص ۱۰۰/۳، بخاری ص ۱۰۸/۱، مسلم ص ۱۳۹/۴، معجمات مصطفیٰ ص ۱۳۹، فوائد دورہ حدیث شریف ص ۹۱)

کیساں دیکھے اوہ پیارا  
صل اللہ علیہ وسلم  
جسٹل جاوے نبی الہی

اگوں بچھوں نبی ہمارا  
رب نے رتبہ دتا ہمارا  
کچھ چائن دی حاجت تابی



اتول چان ہدا جالی

جے اک نظر کرم دی کھولے

کافر دیکھ رعب نوں ڈولے

صلی اللہ علیہ وسلم

مرد بھی سارے کھولے

صلی اللہ علیہ وسلم

## روشنی و تاریکی میں بھی برابر دیکھتے تھے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَى فِي النَّهَارِ بِالضُّوءِ - حضور علیہ السلام رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ دن کی روشنی میں۔

خصائص کبریٰ ص ۶۱/۱، زرقانی علی الموابی ص ۸۳/۴، تفسیر فتح العزیز ص ۲۱۸، ص ۲۱۸۔

اندھیرے چہننے ویکھن برابر

اگا پچھا اکو جیہا منور

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہاں ہیں آنکھ والے؟ آئیں اور دیکھیں نگاہ مصطفیٰ کا اعجاز۔ کون نہیں جانتا کہ فلسفہ بصر و نظر کے ماہرین کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کے لئے روشنی اور اجالا شرط ہے مگر یہ نگاہ مصطفیٰ کا اعجاز نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ جس طرح اجالے میں تمام چیزوں کو دیکھتے تھے، اسی طرح اندھیرے میں بھی دیکھا کرتے تھے۔

## قریب و بعید، روشنی و تاریکی، آگے و پیچھے یکساں دیکھتے تھے

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَرَأْتُ فِي أَحَدٍ وَ سَبْعِينَ كِتَابًا فَوَجَدْتُ فِي جَمِيعِهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَجَعَ النَّاسَ عَقْلًا وَ أَفْضَلَهُمْ رَأْيًا - میں نے اکسیر کتابوں میں پڑھا ہے اور حدیث میں بھی معلوم پایا ہے کہ حضور علیہ السلام عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں اور برائے میں سب سے افضل رکھتے ہیں اور ظلمات میں بھی ان کی طرح دیکھتے تھے۔



وَكَانَ يَرَىٰ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا  
يَرَىٰ فِي الضُّوءِ كَمَا رُؤِيَ  
عَائِشَةُ وَكَانَ يَرَىٰ مِنْ بَعِيدٍ كَمَا  
يَرَىٰ مِنْ قَرِيبٍ وَكَانَ يَرَىٰ مِنْ  
خَلْفِهِ كَمَا يَرَىٰ مِنْ أَمَامِهِ وَكَانَ  
رَأَىٰ جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلَّى  
عَلَيْهِ وَرَأَىٰ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مِنْ  
مَكَّةَ حِينَ وَصَفَهُ لِقُرَيْشٍ  
وَالْكَعْبَةَ حِينَ بَنَىٰ مَسْجِدَهُ فِي  
الْمَدِينَةِ وَكَانَ يَرَىٰ فِي الثُّرَيَّا  
أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم۔ شواہد النبوة ۲۳۷، نشر  
المطبع ۱۲۳)

تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔ جیسا کہ  
حضرت عائشہ نے روایت کیا ہے اور آپ دور  
سے ایسا ہی دیکھتے تھے، جیسا نزدیک سے دیکھتے  
تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے،  
جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپ نے  
نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں دیکھ لیا تھا) اور اس پر  
نماز پڑھی اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ  
سے دیکھ لیا تھا، جبکہ قریش کے سامنے اس کا نقشہ  
بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور  
جب آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر  
شروع کی، اسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو  
ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔

حضرات گرامی! میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور نورانی آنکھوں کے  
کون کون سے معجزات بیان کروں؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

شش جہت، سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال  
دھوم و انجم میں ہے آپ کی بینائی کی  
فرش تا عرش سب آئینہ ضامراً حاضر  
بس قسم کھائیے امی! تری دانائی کی

آپ پیٹھ کے پیچھے کیسے دیکھتے تھے

حضرت علامہ ذرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَالْمَعْنَى أَنَّ رُؤْيَاهُ فِي النَّهَارِ الصَّافِي  
وَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ مُتَسَاوِيَةٌ لِأَنَّ اللَّهَ  
تَعَالَى لَمَّا زَرَقَهُ الْإِطْلَاقَ بِالْبَاطِنِ  
پس معنی یہ ہیں کہ آپ کا روشن دن اور  
اندھیری رات میں دیکھنا برابر ہے۔ اس  
لیے کہ جب اللہ نے آپ کو باطن کی اطلاع



وَالْإِخَاطَةِ بِأَفْرَاقٍ مُذْرِكَاتٍ ۖ أَوْرَدَ لَهَا فِي بَالُونٍ كَالْإِبْرَةِ الْإِبْرَةَ  
الْقُلُوبِ جَعَلَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فِي دِيَا تَوَالِيهَا فِي آبِ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
مُذْرِكَاتِ الْعُيُونِ وَمِنْ قَدْ كَانَ يَرَى . (باطنی) اور اک مٹا فرما دیا چنانچہ آپ اپنی  
الْمَحْسُوسِ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ كَمَا يَرَاهُ مِنْ أَمَامِهِ۔ (رقانی علی السواہب ص ۸۲۳) پیٹھ کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے  
جیسا کہ اپنے آگے دیکھتے تھے۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں

امام طبرانی "معجم صغیر" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سید  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر  
تجلی فرمائی۔

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَى الصَّفَاءِ فِي تَوْحُودِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْدَهِيرِي رَاَتِ  
الْلَيْلَةِ الظُّلُمَاءِ مَيْسَرَةً عَشْرَةً . میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے  
فَرْسَخِ۔ (شام ص ۳۳) چوٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

نوٹ: تین میل کی لمبائی یا بارہ ہزار قدم کی مسافت کو لغت میں فرسخ کہتے ہیں۔  
وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ۔ یعنی فرسخ تین میل ہے۔

مفتاح اللغات ص ۶۱۷، شفا شریف ص ۳۳، حاشیہ ۹، فیروز اللغات ص ۹۲۸، کریم اللغات ص ۱۰۸

برادران ملت! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد تجلی طور جناب موسیٰ کی آنکھیں ایسی روشن  
و منور ہو گئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ (۳۰ میل) کے فاصلے سے چوٹی جیسی باریک چیز  
آپ کو نظر آنے لگی اور رات کی ظلمت زمین کی مسافت آپ کی آنکھوں کے لئے حجاب نہ بنی۔

تجلی

بعض نے کہا کہ کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکہ کے برابر تھی (مساوی) بعض احادیث میں  
ہے کہ یہ جھلک چھٹل کے آدھے پورے کے برابر تھی۔ (بیان، معانی، اشرف التفسیر میں  
۱۹۹ پ ۹) علمائے عارفین فرماتے ہیں کہ کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکہ کے برابر تھی (مساوی)  
تجلی تھی۔



جب اتنی سی تجلی کے باعث موسیٰ کلیم اللہ کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا جن کی مقدس آنکھوں نے اللہ رب العزت جل جلالہ کو دیکھا اور پچشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ

مجھے دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغَىٰ - (نجم: ۱۷)

میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا، دل نے

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ - (نجم: ۱۸)

اسے نہ جھٹلایا۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! وہ موسیٰ تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لاسکے۔ بیہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ یہ محبوب خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں۔ قلب اقدس مطمئن اور چہرہ انور متبسم ہے، یعنی بحالت تبسم خالق اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو جمال  
تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضور نے خدا کو دیکھا۔

حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ  
صُورَةٍ - (مقلوۃ ص ۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَأَىٰ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بَبَصَرِهِ وَ مَرَّةً  
بِفُؤَادِهِ - (طبرانی - خصائص کبریٰ ص ۱۶۱/۱)

بلاشبہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔ ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَأَىٰ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ - (ابن خزیمہ - زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶/۱)

بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار عزوجل کو دیکھا۔

(ابن خزیمہ - زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶/۱)



حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔  
 أَنَا أَقُولُ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَيْنِهِ  
 رَأَى رَبَّهُ رَأَهُ رَأَهُ حَتَّى انْقَطَعَ  
 نَفْسُهُ۔ (مشافیر ص ۱۲۰/۱)

میں حدیث میں عباس بن عبد المطلب کے بیان سے کہ  
 رکھتے ہوئے) کہا ہوں کہ آپ نے اپنے  
 رب کو اسی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا،  
 یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔  
 الرَّاجِعُ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِعَيْنَيْهِ  
 رَأْسَهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ۔

اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ  
 بلاشبہ نبی علیہ السلام نے شب معراج میں  
 اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے  
 دیکھا ہے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۱۶)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے امام بیہقی نے کتاب الروایت میں روایت  
 فرمائی کہ:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ إِبْرَاهِيمَ بِالْخُلَّةِ وَ  
 اصْطَفَىٰ مُوسَىٰ بِالكَلَامِ وَاصْطَفَىٰ  
 مُحَمَّدًا بِالرُّؤْيَةِ۔ (زرقانی علی المواہب ص  
 ۱۷۷/۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۶۱/۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلات  
 سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی  
 ہر نبی کو کوئی رحمت کوئی نعمت بخشی  
 حضرت امام حسن بصری قسم کھا کر فرماتے تھے کہ

یہ بیضا کی کلیم اللہ کو نعمت بخشی  
 اپنے محبوب کو بے پردہ زیارت بخشی

لَقَدْ رَأَىٰ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ۔ (مشافیر ص ۲۰/۱)

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ  
 کو دیکھا۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام ابو الحسن اشعری اور صحابہ کرام کی ایک جماعت  
 نے فرمایا ہے۔



اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم رَاى اللّٰهَ نَبِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَے اپنی ان سر کی آنکھوں  
تَعَالٰی بِبَصَرِہٖ عَیْنِی رَاىہ۔  
سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

(شفاء شریف ص ۱۲۱/۱)

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال  
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رونا نور کا

### ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ آیہ کریمہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ سے استدلال کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں  
کہ دیدار الہی ناممکن اور محال ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے۔ نہ کہ رؤیت کی،  
کیونکہ ادراک کے معنی ہیں مدرک کے جوانب و حدود پر محیط ہونا۔ چنانچہ سعید بن مسیب  
اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور جمہور مفسرین و محدثین ادراک کی تفسیر احاطہ  
سے فرماتے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ کرے کیونکہ  
احاطہ اس چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جوانب ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے حدود و جوانب  
محال ہیں، لہذا اس کا ادراک و احاطہ بھی محال اور ناممکن ہے۔

اور رؤیت و دید کے معنی ہیں کہ بھر کسی چیز کو، جیسی وہ ہو دیا جانے، تو جو چیز جہت  
والی ہوگی، اسکی رؤیت و دید جہت ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی، اسکی دید بے  
جہت ہوگی۔ جو لوگ ادراک اور رؤیت میں فرق نہیں کرتے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے  
گمراہ ہو گئے۔

نیز اگر دیدار الہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے سوال نہ کرتے  
رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ (اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں دیکھوں) اور ان  
کے جواب میں اِنْ اَسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ نَرٰیہ (اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم  
بھی مجھ کو دیکھ لو گے) نہ فرمایا جاتا، بلکہ یوں کہا جاتا کہ لَنْ یَرٰیہ اَحَدٌ (مجھے ہرگز کوئی  
بھی نہیں دیکھ سکتا) یا لَنْ اُرٰیہ کہ میں ہرگز دیکھا ہی نہیں جاسکتا) تو گویا اللہ تعالیٰ نے



اپنے دیدار کو استقرار پہاڑ پر معلق فرمایا اور اس قدر استقرار پہاڑ اس ممکن ہے، محال نہیں ہو سکتا۔  
الہی بھی ممکن ہوا، محال نہ ہوا۔ کیونکہ جو چیز اس ممکن پر معلق کی جائے وہ بھی ممکن ہو سکتی ہے، محال نہیں ہوتی۔ تو دیدار الہی جسکو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا، ممکن ہوا۔  
معلوم ہوا کہ جو لوگ دیدار الہی کو محال بتاتے ہیں، ان کا قول باطل ہے۔

ان دلائل حقہ سے ثابت ہوا کہ بلاشبہ نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا  
اور بلا واسطہ کلام فرمایا۔

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی  
کوئی بے ہوش، جلوؤں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام  
وہ حسین پھول گلزار مازاغ کا حسن تو سین کی روح جن کی ضیاء  
چشم تابندہ دید عین خدا معنی قد رای، مقصد ما طعی  
بزگس باغ قدیرت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکے صرف تجلی دیکھی اور  
ایک تجلی کے مشاہدے سے ایسے بصیر ہو گئے کہ آپ اندھیری رات میں دس فرسخ کے  
فاصلہ سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے عین ذات کو دیکھا ہے۔ لہذا حضور  
کی بصارت و رؤیت کس درجہ کی ہوگی اور آپ کتنی مسافت سے اشیاء کا ادراک فرماتے  
ہوں گے۔

ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک تجلی کے باعث اندھیرا اور مسافت  
حجاب نہ بنا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رب تعالیٰ کے مشاہدے کے بعد  
کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہ رہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمان حق میں نے  
سارے عالم کا احاطہ کر لیا۔

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس ختم حق میں سے

کہ جس نے خالق عالم کو چاہا بالیقین دیکھا



## حضور کی سرعت نظر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرعت نظر کا یہ عالم تھا کہ آپ دس فرسخ سے چیونٹی دیکھ لیتے تھے مگر حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت نظر کا کیا کہنا ہے۔ ان نظروں کے لئے دس فرسخ کی مسافت کیا چیز ہے؟ یہ نظریں تو روئے زمین کا دورہ کرتیں اور آن واحد میں مدینہ سے ملک شام میں پہنچتی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ جنگ موتہ (جو مدینہ منورہ سے ایک ماہ بلکہ اس سے بھی زائد راستہ ہے) حضور علیہ السلام مدینہ منورہ سے اس جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام کو میدان جنگ کی کیفیت سناتے رہے کہ

اب فوج کا نشان زید نے اٹھایا اور وہ شہید ہو گئے اور اب جعفر نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب رواحہ نے پرچم اسلام اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ حضور یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپ کی

أَخَذَ الرَّأْيَتَهُ زَيْدٌ فَأَصِيبُ ثُمَّ أَخَذَ الرَّأْيَتَهُ جَعْفَرٌ فَأَصِيبُ ثُمَّ ابْنُ رَوْحَةَ فَأَصِيبُ عَيْنَاهُ قَدَرَفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَتَهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ۔ (بخاری ص ۶۱۱/۲)

چشمان رحمت سے آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر رخسار نبوت پر نثار ہو رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ اب فوج کا جھنڈا سیف مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ خالد بن ولید نے اٹھایا اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔

ناظرین! فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت نظر دیکھیے کہ مدینہ منورہ سے ملک شام پہنچ رہی ہے اور وہاں لشکر اسلام کے جرنیلوں کو جھنڈا اٹھاتے اور شہید ہوتے دیکھ رہی ہے اور مدینہ میں شام کے حالات حضور صحابہ کو سنا رہے ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ کی مسافت سے اشیاء کا ادراک کرتے ہیں اور محمد مصطفیٰ علیہ التحسینہ والثناء کی روشن آنکھیں روئے زمین کا دورہ کرتی ہیں۔



عالم میں کیا ہے جس کی مجھ کو خبر نہیں  
ذرا ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

### روئے زمین پر حضور کی نظر ہے

امام ابو نعیم حضرت یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعلیٰ جنگ موتہ کے واقعات حضور علیہ السلام کو سنانے آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْنِي وَإِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْتُكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَخْبَرَهُمْ كُلَّهُ وَوَصَفَهُ۔

(طبقات ابن سعد، کنز العمال، بیہقی، ابو نعیم، داقدی،  
خصائص الکبریٰ ص ۲۵۹/۲)  
یعلیٰ! اگر تم کہو تو جنگ موتہ کے تفصیلی حالات تم سے پہلے میں سنا دوں اور اگر تم چاہو تو تم ہی سناؤ۔ یعلیٰ نے عرض کی۔ سرکار! آپ ہی بیان فرمادیں۔ حضور علیہ السلام نے جنگ موتہ کے تمام واقعات بیان فرمادیئے۔

یہ سن کر حضرت یعلیٰ نے کہا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق دیکر مبعوث کیا ہے۔ آپ کے بیان اور واقعات جنگ میں سر مو فرق نہیں ہے۔ یعنی جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے، ویسے ہی ہوا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرب و بعد کے قوانین سے اللہ تعالیٰ نے چشم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ فرمالیا ہے۔ یہ قوانین عام لوگوں کی آنکھوں کے لئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی نظریں تو ہزاروں میل دور کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہیں۔ اور عالم علوی و عالم سفلی کے ہر ذرہ کا ادراک فرماتی ہیں۔

### زمین سے جنت کو دیکھا

ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضرت جعفر کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر غمگین رہے اور پھر مسکرا اٹھے گئے صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ مجھے میرے اصحاب کی شہادت کا رنج ہوا۔ لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ جعفر



أَخْرَجْتَنِي قَتْلُ أَصْحَابِي حَتَّى رَأَيْتَهُمْ فِي الْجَنَّةِ إِخْوَانًا عَلَى سُورٍ مُتَقَابِلِينَ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۲/۶۶۰)

اپنے بھائیوں کے ساتھ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں مسکرا دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گرہن ادا فرمائی پھر خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أَرَيْتَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔ (بخاری ص ۱۸۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۸۹)

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ چشمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عالم علوی و سفلی کا مشاہدہ کرتی ہیں اور یہ نظریں آن واحد میں جنت و دوزخ تک پہنچتی ہیں۔

### فائدہ

جنت ساتون آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ (ذکر جیل ص ۸۸) معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی تحت الثریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء الثریٰ تک ہے۔ نیز نکرہ حیز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ کَمَا هُوَ مُصْرَحٌ فِي كُتُبِ الْأُصُولِ پس ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور علیہ السلام کی رؤیت سے خالی نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زُوِيَ لِيَ الْأَرْضِ حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔ (مسلم شریف ص ۳۹۹)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا (یعنی سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا) یہاں تک کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔



## کائنات مثل کف دست

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا قَانًا أَنْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِي هَذِهِ۔

(مواہب ص ۱۹۲/۲، زرغانی ص ۲۰۳/۷)

دیکھتا ہوں۔

## آسمانوں پر نظر

امام ترمذی حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ أَرَضَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطْثَبَ السَّمَاءِ وَحَقُّ لَهَا أَنْ تَنْطِ لَيْسَ لَهَا مَوْضِعٌ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِحٌ جِبْهَتُهُ سَاجِدٌ لِلَّهِ۔

(خصائص الکبوی ص ۱۶۶/۱، ۱۶۵/۱)

پڑے ہوئے ہوں۔

اس حدیث پاک سے روشن ہو گیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور نورانی آنکھیں ان عجائب و غرائب عالم کا مشاہدہ کرتی ہیں جو سب کی حد نظر سے باہر ہے۔ چشم نبی طبقات سموات سے پار ہو جاتی ہے۔

غور کیجئے کہ زمین و آسمان میں کتنا فاصلہ ہے۔ زمین سے آسمان اول تک پانچ سو درجے کی عظیم مسافت ہے اور چشمان مصطفیٰ علیہ التحسین والحمدہ میں پانچ سو درجے کی مسافت طے کرتی ہیں اور وہاں کے حالات دیکھ لیتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ آسمان پر چار انگلی ایسی جگہ نہیں ہے جو جو ملائکہ سے خالی ہو۔



ثابت ہوا کہ رویت کلیم و رویت عوام الناس سے رویت حبیب علیہ السلام اربوں درجہ افضل و اعلیٰ ہے اور جس طرح چشم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر ہے، اسی طرح نبی علیہ السلام بے مثل و بے نظیر ہیں کیونکہ

تیرا قد تناور دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے  
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں  
برادران ملت! یہی وہ مبارک آنکھیں ہیں جو ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ  
مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ  
بِأَذْنِهِ وَ سِرَاجًا مُنِيرًا۔  
اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر و  
ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا  
اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا  
اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (احزاب: ۴۵، ۴۶)

### حاضر و ناظر

اس آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے اوصاف جمیلہ بیان فرمائے  
ہیں۔ ان اوصاف میں سے ایک وصف جمیل شاہد ہے اور شاہد کے معنی ہیں حاضر و  
ناظر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (قرآن)  
وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا  
عَلَيْكُمْ شُهُودًا۔ (یونس: ۶۱)  
وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ  
(ال عمران: ۹۸)  
بیشک اللہ ہر چیز پر شہید ہے۔  
اور تم جو بھی عمل کرتے ہو، ہم تم پر حاضر و  
موجود ہوتے ہیں۔  
اور اللہ شہید ہے اس پر جو کچھ بھی تم  
کرتے ہو۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔  
(بقرہ: ۱۸۵)  
أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ  
الْمَوْتُ۔ (بقرہ: ۱۳۳)  
پس جو بھی تم میں سے رمضان کے مہینے میں  
موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔  
کیا تم (اس وقت) حاضر و موجود تھے جبکہ  
یعقوب علیہ السلام کے پاس موت آئی تھی۔



قَالُوا فَاتُّوبِهِ عَلَيَّ أَعْيُنَ النَّاسِ  
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ۔ (انبیاء: ۶۸)

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ (نمل: ۴۹)

وَشَٰهِدٍ وَمَشْهُودٍ (بروج: ۳)

الذَّانِيَةُ وَالذَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ  
وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا  
تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ  
كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ - (النور: ٢)

ان آیات میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے  
 وشہود کا معنی ہے حاضر و ناظر ہونا چنانچہ امام را  
 الشُّهُودُ وَ الشَّهَادَةُ الْحَاضِرُ مَعَ  
 الْمُشَاهِدَةِ إِمَّا بِالْبَصْرِ أَوْ  
 بِالْبَصِيرَةِ۔ (مفردات ص ۲۶۹)

گواہ کو بھی شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مہم ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ شاہد کا معنی چاہے السلام کس کس پر حاضر و ناظر ہیں تو اس آیت پر

ملک میں نے کہا: اے خدا! میرے  
(اس) کام میں جائے۔ (کیونکہ) میں کوئی  
کام تمہاری موجودگی کے بغیر نہیں کرتی۔  
انہوں نے کہا: لاؤ! اور ہم کو لوگوں کے  
سامنے تاکہ لوگ دیکھیں (کہ کوئی ہے جس  
نے جوں کو توڑا ہے۔)

اس کے گمراہوں کی ہلاکت کے وقت ہم  
حاضر و موجود نہ تھے۔

اور قسم ہے حاضر کی اور اسکی جس پر وہ حاضر ہوتے ہیں۔

زانیہ عورت اور زانی مرد پس ماروان دونوں کو  
 شو ۱۰۰ سو ۱۰۰ درے اور اللہ کے حکم کی تعمیل  
 میں تمہیں انکو سزا دیتے وقت قس نہیں آتا  
 چاہئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان  
 رکھتے ہو اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت  
 مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر و موجود ہو۔

ان آیات میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے۔ ان سب کا مادہ شہادت اور شہود ہے اور شہادۃ کا معنی ہے حاضر و ناظر ہونا چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا، مع  
ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت  
کے ساتھ۔

گواہ کو بھی شاید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اسکو بیان کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ شامد کا معنی حاضر و ناظر ہے تو اب یہ دو کلمات کے جو تصور علیہ السلام کس کس پر حاضر و ناظر ہیں تو اس آیت میں اس کے لئے تفسیر الہیہ اور تفسیر روحانی



المعانی، تفسیر جمل میں ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا عَلَىٰ مَنْ  
بُعِثْتَ إِلَيْهِمْ تَرَاقِبُ أَحْوَالَهُمْ  
وَتُشَاهِدُ أَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ مِنْهُمْ  
الشَّهَادَةَ بِمَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ  
التَّصْدِيقِ وَالتَّكْذِيبِ وَسَائِرِ مَا هُمْ  
عَلَيْهِ مِنَ الْهُدَىٰ وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّيُهَا  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَاءً مَّقْبُولًا فِيمَا لَهُمْ  
وَمَا عَلَيْهِمْ۔ (تفسیر ابو السعود علی الکبیر ص

۴۵/۷- تفسیر جمل ص ۳۳۲/۳- روح المعانی ص ۴۲)

ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر، ان سب پر جنکی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی کرتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور ان سے تحمل شہادت فرماتے یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں، ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے، جن پر وہ ہیں، ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن ان تمام باتوں میں جو ان کے لئے مفید اور مضر ہوں گی۔

اور اسی طرح تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین ص ۳۵۵ میں ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا عَلَىٰ مَنْ  
بُعِثْتَ إِلَيْهِمْ أَيْ (أُرْسِلْتَ إِلَيْهِمْ)  
ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر، ان سب پر، جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔

ان تمام معتبر تفاسیر سے ثابت ہوا کہ آپ ان سب پر حاضر و ناظر ہیں، جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں تو خود حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔  
(مسلم شریف)  
میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

پس ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کو اپنی بصر یا بصیرت مبارکہ سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔



حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے اور نبوت کے درجہ ویندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے۔ اور اس کے ایمان کی کیفیت کیا ہے اور کونسا حجاب اسکی ترقی میں مانع ہے، پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے، پہچانتے ہیں۔ لہذا اپنی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔ (ص ۶۳۸/۱)

شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس اختلاف و کثرت مذاہب کے باوجود جو علماء امت میں ہے، اس مسئلہ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر تاویل و مجاہد کے احتمال کے زندہ، دائم اور باقی ہیں، اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔

باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کش ز ادبیں مسئلہ خلافت نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقیست ہر اعمال امت حاضر و ناظر است۔ (حاشیہ اخبار الاخیار) ولے علیہ السلام براحوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان و خاصان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔ (مجمع البرکات)

حضور علیہ السلام امت کے حالات و اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین ہر گاہ کو فیض پہنچاتے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہا وہ مسلم ہستیوں میں جن کی ہر بات واجب التسلیم، اہل علم و فضل ان کے علم و فضل اور ان کے علم و فضل اور ان کے علم و فضل جانتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ فرمانا کہ حضور علیہ السلام ان حضرات کے علم و فضل اور ان کے علم و فضل اور ان کے علم و فضل



رہے ہیں، آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا کس قدر روشن ثبوت ہے۔ بصورت دیگر یہ کہنا پڑے گا کہ ان حضرات نے بغیر تحقیق کے ایسا فرما دیا۔ معاذ اللہ!

عالم میں کیا ہے جسکی تجھ کو خبر نہیں  
ذرا ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

### جعفر طیار کو جنت میں دیکھا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرَ يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ۔ (ترمذی ص ۲۸/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
حضرت جعفر کو میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے  
ساتھ بہشت میں اڑتا پھر رہا ہے۔

### قبر میں دیکھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (نسائی شریف ص ۲۳۲، عروج المحبوب ص ۵۳۔ مخ الملاء ص ۱۲۔ مسلم ص ۲۶۸۔ فوائد دورہ حدیث ص ۹۳)

### جان سے بھی قریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِقْرُوا إِنَّ هَيْثُمَ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے قریب  
ہوں، اگر چاہو تو پڑھو: نبی کریم بہت نزدیک  
ہیں مومنوں کی جانوں سے۔

(بخاری شریف ص ۳۲۳/۱ سطر ۱۔)

بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کے ساتھ نہیں، کیونکہ اُولیٰ بمعنی



اَقْرَبُ ہے۔

فخر کونین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

انا اولیٰ بکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ۔ میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ

(نسائی ص ۱۲۹/۱۔ کنز العرفان ص ۱۱۰۔ حصاد) کی جان سے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا شَاهِدًا يَعْنِي عَالِمًا وَ حَاضِرًا۔ (حال امت۔ صاحب الامت)

۳۱۰/۱۔ مطبوعہ منشی زولکھور واقع کانپور، باب ہفتم در اسمائے شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

معلوم ہوا کہ شاہد کا ترجمہ عالم و حاضر و ناظر بالکل درست ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر کی مزید تفصیل کے لئے بندہ کی کتاب خطبات بشیر، مولانا محمد اقبال صاحب رضوی فیصل آبادی کی کتاب مسلک اولیاء اور علامہ محمد یوسف مہمانی کی تصنیف جواہر البحار ص ۳۸۳ کا مطالعہ کیجئے۔

### حوروں کو دیکھنا

اسود نامی چرواہا جو ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ آنحضرت جب جنگ خیبر کے موقع پر یہودیوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو وہ چرواہا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے مسلمان کیجئے۔ آپ نے اسے مسلمان کیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت کرمیہ تھی کہ جو مسلمان ہونے لگی خواہش ظاہر کرتا۔ آپ بلاتا خیر اسے مسلمان کر لیتے تھے۔

جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بکریوں کے مالک یہودی کا نوکر چرواہا ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا۔ اللہ اسے چھوڑتا ہوں اور آپ کی خدمت میں رہ کر جہاد میں شریک ہوتا ہوں۔ یہودی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ اب بکریوں کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ بکریوں کی مٹھی اٹھا کر ان بکریوں کے گرد چاروں طرف ادرادھر نہیں جائیں گی بلکہ سیدھی مالک کے گھر جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بکریاں اکٹھی ہو کر اپنے مالک کے گھر اس طرح گئیں کہ ان کے پاؤں ایک دوسرے کے



لے جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ قلعہ میں داخل ہو گئیں۔

پھر اسود آگے بڑھے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد میں شریک ہوں، اچانک ایک زور کا پتھر انہیں ایسا لگا کہ وہ اس سے شہید ہو گئے۔ ابھی انہوں نے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ انہیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لایا گیا۔ آپ کے پاس ایک چادر تھی۔ آپ نے اسے اپنی چادر مقدس سے ڈھانپ دیا اور اسکی طرف رخ انور کر کے کھڑے ہو گئے اور کچھ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر آپ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے اس سے اپنا رخ انور کیوں پھیر لیا؟ آپ نے فرمایا۔

إِنَّ مَعَهُ الْآنَ زُرْجَتِيهِ مِنْ  
الْحُورِ الْعَيْنِ۔  
یعنی حیا کرتے ہوئے کہ جنت کی دو حوریں،  
جو اسکی بیویاں ہیں، اسکے پاس تھیں۔

(سیر ابن ہشام ص ۲۳۵، قسم ثانی۔ المغازی للواقدی ص ۶۳۹/۲، الاصابہ ص ۵۳/۱، اسد الغابہ ص ۷۶/۱، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۰/۳، سنن البیہقی ص ۱۳۳/۹، الاستیعاب ص ۵۱، قسم اول)

### ستر حوروں سے نکاح

ابن عساکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام لانے کے بعد فوراً اس کا انتقال ہو گیا۔ غسل و کفن کے بعد جب دفنانے کا وقت آیا تو حضور علیہ السلام اس کی قبر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ

لَقَدْ نَزَلْتُ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ كُلُّهُنَّ  
يَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوِّجْنَاهُ  
فَمَا خَرَجْتُ حَتَّى زَوَّجْتُهُ سَبْعِينَ  
حُورًا۔  
ابھی حوران بہشتی آئیں۔ انہوں نے مجھ  
سے کہا: یا رسول اللہ! اس شخص کے ساتھ ہمارا  
نکاح کر دیجئے تو میں نے ستر حوروں کے  
ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ (خصائص الکبریٰ ص ۹۹/۲)

اس حدیث پاک سے جہاں آپ کی رفعت بصارت معلوم ہوئی، وہاں یہ بھی روشن ہوا کہ بہشتی حوریں حضور کی ملک میں ہیں اور آپ کو اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں، بہشتی حور سے نکاح کر دیں۔



چنانچہ علامہ سیوطی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: **وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ إِنَّ لَهُ إِنْ يَزُوجَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ خُورِ الْعَيْنِ**۔ (خاص الکبریٰ ص ۹۹/۲) سے نکاح کر دیں۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے حب نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

### حوض کوثر دیکھا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضَ وَ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا**۔ (بخاری و مسلم) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

### جنتی دوزخی کی پہچان

امام ابو یعلیٰ بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دریا رسالت میں ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں جنتی ہوں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا: **أَبَى الْجَنَّةِ أَنَا أَمْ فِي النَّارِ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ اخْرُ فَقَالَ فِي الْجَنَّةِ أَنَا أَمْ فِي النَّارِ قَالَ فِي النَّارِ**۔ (صحیحہ اللہ علی العالمین ص ۳۶۹) جنتی ہے۔ ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ حضور! میں جنتی ہوں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔

### نفل کے نیزے

جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل بن حارث بن عبد المطلب سے فدیہ طلب کیا تو نفل اللہ کے پیارے پیارے نفل میں سے فدیہ ادا کروں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے پیارے پیارے نفل میں سے فدیہ لے لو۔



بدہ میں ہیں۔ نوفل نے عرض کی۔

اللہ مَا عَلِمَ أَحَدٌ أَنَّ لِي بِجَدَّةٍ  
وَمَا خَا غَيْرَ اللَّهِ وَاشْهَدُ أَنَّكَ  
رَسُولَ اللَّهِ۔  
خدا کی قسم! میرے ان نیزوں کا، جو جدہ میں  
ہیں، خدا کے سوا کسی کو علم نہیں تھا اور آپ نے  
مجھے ان کا پتہ دے دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں  
کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نوٹ: حضرت نوفل وہ بہادر ہیں، جنہوں نے جنگ حنین کی طرف جاتے ہوئے مجاہدین  
کے لئے تین ہزار نیزے پیش کئے اور حضور علیہ السلام نے انکو قبول فرماتے ہوئے فرمایا:  
كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَرْمَاحِكَ هَذَا لِعَنِي فِيهَا نِيزَاتُ الْمُشْرِكِينَ كَيْفَ يَكُونُ  
تَقْصِيفُ ظُهُورِ الْمُشْرِكِينَ۔  
یعنی میں ان نیزوں کو مشرکین کی پیٹھوں میں  
دھنستادیکھ رہا ہوں۔

طبقات ابن سعد ص ۳۱۲/۲ قسم اول۔ الاستیعاب ص ۱۵۱۲ القسم الرابع، سیرت ابن ہشام القسم الثاني ص ۳ حاشیہ ص ۲

فضل خدا سے غیب و شہادت ہوا انہیں

اس پر شہادت آیت و وحی اثر کی ہے

برادران ملت! مندرجہ بالا روایات و اقوال مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت سے  
کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سینکڑوں میل کی دوری اور روئے زمین کی کیا حقیقت  
ہے۔ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسجد نبوی کے محراب میں کھڑے ہوئے جنت و  
دوزخ اور حوض کوثر کو دیکھ لیا۔ جنت و دوزخ کی بھی کیا حقیقت ہے، ان آنکھوں نے تو تمام  
فرش و عرش کو دیکھ لیا۔ سارے جہان کو دیکھ لیا۔ ساری خدائی کو دیکھ لیا۔ بلکہ خالق الارض  
والسما کو دیکھ لیا۔

لاریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

مدینہ سے مکہ دکھا دیا

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو  
تقدیم مدینہ میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ شب و روز کی محنت سے جب تعمیر کا کام





کمل ہوا تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو ہجرت کے لئے آئے ہیں، یہاں پر تو معلوم کہ معظمہ میں ہمارے عزیز واقارب کا کیا حال ہوا ہے۔ فی رحمت اللعالمین صلی علیہ وسلم اسوقت محراب کے بائیں طرف بجانب مشرق جلوہ افروز تھے۔ آپ نے اپنی کرم دیوار پر ڈالی تو دیوار میں ایک گول سا سوراخ ہو گیا۔ تمام صحابہ کرام نے آپ کو عزیز واقارب سے بالمشافہ ملاقات کی۔ در آنحالیکہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس سوراخ کو طاق کشف کہتے ہیں۔ سعودی حکومت نے اب بند دیا ہے۔ لیکن باوجود بند کرنے کے دیوار میں اب بھی سوراخ کا گول نشان نظر آتا ہے۔

(رہنمائے سفر حجاز ص ۷۵ بحوالہ قبول فی ہجرات رسول ص ۱۰۰)

### روایت نور

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ مسجد میں گیا وہاں کچھ لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ میں ان کے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں، تو بھی دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔

قَالَ بِأَيْدِيهِمْ نُورٌ قُلْتُ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُرِيَنِيهِ فَدَعَا اللَّهَ فَأَرَانِيهِ۔  
فرمایا: ان ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کی، سرکار: دعا کیجئے مجھے بھی نظر

(خصائص الکبریٰ ص ۸۶/۲)۔ جائے۔ آپ نے دعا فرمائی تو وہ نور مجھے بھی نظر آ گیا۔

ناظرین کرام! اللہ کی رحمت اور سکینہ ایسی چیزیں ہیں کہ آنکھ ان کے اور اک سے قاصر ہے۔ یہ سکینہ و رحمت نور ہوتا ہے۔ جس کو چشم نبوی ہی دیکھ سکتی ہے یا پھر آپ کی دعا سے یہ انوار و برکات ایزدی اوروں کو بھی دکھائی دیتے ہیں۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور  
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

### روایت عقاب

ایک مرتبہ حضور پر نور، نُورُ عَلَیْہِ نُوْرٌ نور علی نور، فرمایا:



ہوں ہی پاؤں دھو کر چڑے کا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا کہ بالکل ناگہاں ایک پرندہ عقاب آیا اور جھپٹ کر حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے موزہ لے اڑا۔ کچھ اوپر جا کر موزے کو اپنی چونچ سے پکڑ کر الٹ دیا تو اس میں سے ایک سانپ گرا، پھر عقاب موزہ لیکر واپس آیا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ کر اڑ گیا۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقاب کی خدمت گزاری کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود

دل دریں لحظہ سخن مشغول بود

یعنی اے عقاب! اگرچہ خدا نے مجھے ہر غیب دکھایا ہے اور کوئی غیب میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے مگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے میرا دل خدا کے مراقبات میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ موزہ کے اندر سانپ چھپا ہوا تھا۔ لیکن اسکی طرف میری توجہ نہیں ہوئی۔ یہ سن کر ایماندار و عقیدت مند عقاب نے کیا جواب دیا۔ سنئے اور سر دھنیے کہ ایک پرندے کے قلب میں ایمان کا آفتاب کس طرح جگمگا رہا ہے۔ ایک پرند کے ایمان پر قربان! عقاب عرض کرتا ہے کہ

گفت دور از تو کہ غفلت از تو درست دید نم آں غیب را از عکس تست

مار در موزہ بہ بینم در ہوا نیست از من عکس تست اے مصطفیٰ

یعنی یا رسول اللہ! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ غفلت اور بے توجہی تو حضور انور کی ذات سے بہت ہی بعید ہے اور مجھے جو یہ علم غیب حاصل ہوا کہ میں نے موزہ میں چھپے ہوئے سانپ کو اتنی بلندی سے دیکھ لیا تو میری بھلا کیا مجال کہ غیب کا علم مجھے حاصل ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں جواڑتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کے اوپر سے گزرا تو آپ کی نورانیت کا مجھ پر عکس پڑا کہ میری آنکھیں اس قدر پر نور ہو گئیں کہ میری نگاہوں سے تمام حجابات ظلمت دور ہو گئے اور مجھے موزہ کے اندر چھپا ہوا سانپ نظر آ گیا۔

حضرات گرامی! غور کیجئے کہ ایک پرندے پر اڑتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کا عکس پڑ جائے تو اسکی آنکھوں میں ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کو موزہ کے اندر چھپا ہوا سانپ نظر آ جاتا ہے تو پھر اس نور مجسم کی نورانی آنکھوں کو غیب الغیب نظر آ



اور کوئی غیب بھلا کیا ہو تم سے کہاں  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دیوبندیوں کے شیخ الہند و شیخ الاسلام وَ یَکُونُ الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ  
ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔ کے تحت حاشیہ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔

”اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں، ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔“ (ترجمہ قرآن از مولوی محمود الحسن پ.)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فضائل و مناقب اپنے زمانہ میں موجود لوگوں کے متعلق یا ان کے متعلق، جو آپ کے زمانہ میں نہیں۔ مثلاً اولیس۔ مہندی (رضی اللہ عنہ) یا مقتول و جال وغیرہ بیان فرمائے ہیں۔ اپنے زمانہ میں موجود یا غائب لوگوں کی برائیاں بیان فرمائیں تو اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اس لیے کہ

دردِ آیاتِ آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال  
اقتیاں خود مطلع می سازند کہ فلا نے امروز  
چنین میکند و فلا نے چنان کار روز قیامت  
ادائے شہادت تو انند کرد۔

(تفسیر مزنی فارسی ص ۵۱۸ سورہ بقرہ) دے سکیں۔

مندرجہ بالا آیت کے تحت علامہ ذرقانی فرماتے ہیں کہ

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ وَمُشَاهِدَتِهِ  
لَأَمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَتَكَايِهِمْ  
وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَ ذَلِكَ  
عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَايَةَ

مختصر علیہ السلام حیات ظاہرہ اور بحر احوال  
 اعلیٰ مرتبہ کے احوال، عیادت، اراکین کے  
 احوال و مسائل کے دیکھنے اور بیچنے اور  
 احوال و مسائل کے دیکھنے اور بیچنے اور



(ذراتی شرح مواہب اللدنیہ ص ۱۳۶/۱ مطبوعہ مصر) ہے، پوشیدہ نہیں۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہت سفیدی بہت سیاہی	اکھیں حضرت اندر آہی
بھی وچ سفیدی سرخی سائی	صلی اللہ علیہ و سلم
سرے باجھوں سرمہ ناکاں	پرنور منور ہر دو پا کاں
گزر جاوَن فلک الافلاکاں	صلی اللہ علیہ و سلم
مازاغ البصر دا سرمہ پایا	ہویا نور و نور سوایا
ص صفت قرآنوں آیا	صلی اللہ علیہ و سلم
سرمہ شوق الہی رکھن	'فوق العرش اوہ ہر دم تگن
تحت اثری وی دیکھ اوہ سکھن	صلی اللہ علیہ و سلم
رات انھیری وچ روشنائی	اکھیں حضرت اندر آہی
کجھ چان دی حاجت ناہی	صلی اللہ علیہ و سلم
اگے کچھ اکو جیہا	دیکھن حضرت صاحب ایہا
بی بھر رب سچے کہیا	صلی اللہ علیہ و سلم
سورت حجر تے اندر ظہ	لا تَمُدَّنْ عَيْنَكَ كَوَاہَا
شان نیناں دے اندر آہا	صلی اللہ علیہ و سلم

### لوح محفوظ پر نگاہ اولیاء

برادران ملت! حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تو سید الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ حضرت غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَعِزَّتِي رَبِّيَ أَنْ السَّعْدَاءِ	مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعداء اور
وَالْأَشْقِيَاءُ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَ إِنْ	اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری
عَيْنِي فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ وَآنَا	آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الہی



غَائِصٌ فِي بَحَارِ عِلْمِ اللَّهِ۔

(زبدۃ الاسرار و مجمع الاسرار ص ۲۲)

نیز فرمایا:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا مَحْتَوِ ذَلِكِ عَلَيَّ حُكْمِ الْفَضْلِ  
ترجمہ: میں نے خدا کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے، جیسے مائی کا ایک دانہ ہو۔

(تفسیر طبرستان)

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی سرہندی فرماتے ہیں۔

(تفسیر طبری ص ۱۵۰/۱۵۱)

”میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں“

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن جاعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ

حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والرضوان می  
گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں جاکفہ چوں  
سفر ایست و مای گوئم چوں درے ناخن  
است، چچ چیز از نظر ایشان غائب  
نیست۔ (نجات الانس ص ۲۶۸ فارسی)

یعنی حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے  
ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک  
دستر خوان کی شکل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ  
الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
ہم کہتے ہیں روئے زمین (اللہ والوں کے  
سامنے) ناخن کی شکل ہے اور کوئی چیز ان کی  
نظر سے غیب نہیں ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ رحمۃ القیوم فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے، خطا سے محفوظ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت علیؑ کے سامنے  
الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کبیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت علیؑ کے سامنے



ایت کی کہ ایک بار میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار نے مجھے فرمایا کہ اے حارث! تم نے کس حال میں دن پایا؟ میں نے عرض کیا کہ سچا مومن ہو کر۔ پھر فرمایا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔

كَانِي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِذَا  
كَانِي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ  
يَتَوَارَدُونَ فِيهَا وَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى  
أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاعُونَ فِيهَا۔  
میں گویا عرش الہی کو ظاہر اُدیکھ رہا ہوں اور  
گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں  
ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور  
مچاتے دیکھتا ہوں۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم فرماتے ہیں کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

گفت پیغمبر صباے زید را  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کے وقت زید سے فرمایا! اے مخلص دوست  
تم نے کس حالت میں صبح کی؟  
کیف اصبحنا اے رفیق باصفا

گفت عبداً مومناً بازش بگفت  
انہوں نے عرض کیا۔ بندہ مومن کی سی حالت میں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر باغ  
ایمان کھلا ہے تو اسکی نشانی کیا ہے؟  
کوفشاں از باغ ایمان گر شکفت

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسمان  
عرض کیا مخلوق تو آسمان کو دیکھتی ہے، میں عرش کو عرشوں سمیت دیکھتا ہوں۔  
من بہ بینم عرش را با عرشیان  
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من  
ہست پیدا ہم چوبت پیشش من  
آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے اسطرح نمودار ہیں جس طرح بت  
پرست کے آگے بت۔

یک بیک دای شنام خلق را  
میں مخلوق کو ایک ایک کر کے پہچانتا ہوں۔ جس طرح چکی کے کارخانہ میں گیسوں اور  
ہم چو گندم من ز جو در آسیا  
جو میں فرق کر لیا جاتا ہے۔  
پیش من پیدا چو مارو ماہی است

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کی است



کہ بہشتی کون ہے اور ملعون کون ہے، میرے سامنے ایک ایک ظاہر ہیں۔

اہل جنت پیش چشم ز اختیار

در کشیدہ یک نعلین را در کنار

جنتی لوگ میری آنکھ کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے کے انگلیوں

رہے ہیں۔

کرشد این گوشم ز بانگ آہ آہ

از جبین و نعرہ و احسرا

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے کی آواز اور روتے چلانے اور ہائے افسوس کے نعرے سے بہرے ہو گئے۔

یا رسول اللہ بگوئم سر حشر

در جہاں پیدا کنم با مرد و نھر

یا رسول اللہ! میں حشر کا بھید کہہ ڈالوں۔ آج ہی جہاں میں سب راٹ ظاہر کروں۔

من بگوئم یا فرد بندہ نفس

لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

ہاں فرمائیے سب کچھ کہہ ڈالوں یا چپ رہوں۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں اپنا

لب دانتوں میں چبایا، مراد یہ تھی کہ چپ رہو۔ (مشوٰی شریف)

اب غور کیجئے کہ جب اس آفتاب عالمیاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال ہے کہ حشر و

دوزخ، عرش و فرش، جنتی و دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز ان سے پوشیدہ

نہیں تو آفتاب کونین، سراجا منیر صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کا کیا پوشہ تھا۔ کیا ان کی نگاہ نبوت

سے کوئی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ ہر گز نہیں۔

دل فرش پر ہے تری نظر، سر عرش پر ہے قری گزر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام آگے، پیچھے، اوپر اور نیچے اللہ فرماتے اور روشنی میں یکساں دیکھتے تھے۔

۲۔ یہ کہ محبوب علیہ السلام ساری دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہوئے وہ سب کے سامنے

کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔



۱۔ یہ کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہر امتی کے ظاہری و باطنی حالات آپ کے پیش نظر ہیں۔

۲۔ یہ کہ نبی غیب داں سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بے حجاب ان آنکھوں سے دیکھا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

۵۔ یہ کہ عرش و فرش، جنت و دوزخ، لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتے ہیں۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۵

### گوش مبارک

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان      کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام  
خلق کے دادرس، سب کے فریادرس      کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام  
کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود      حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام  
ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود  
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام



حضور سید مرسلان، شیخ عاصیاں، وسیلہ یکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دروازے پر  
مکمل و تام تھے۔ قوت بصیر کی طرح اللہ جل جلالہ نے آپ کو قوت سمجھ بھی بطریق  
عادت و غایت درجہ عطا فرمائی تھی کہ آپ قریب و بعید کو یکساں سنتے تھے۔  
مبارک کن پورے درمیانے سنن اسرار ربانی دے دے  
نہ سندے لغو غیبت تے جوٹھ باتاں خفا ہوں جو بولے واپتیاں تار  
کناں وچ بھیت وحی اللہ دے پاوان خزانے سر دے اندر رکھ چھپا دیں  
سنن جو دوروں ہوں خفیہ گلاں کرے کوئی ہولی توڑے وچ محلاں  
تے جاگدے وی سن دے یکساں ہولی اچی جو یوں جن و انسان  
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔  
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک میں دیکھتا ہوں، جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں، جو تم نہیں سنتے۔

(ترمذی ص ۵۵، معقلو ص ۴۵۷، خصائص کبریٰ ص ۶۷۸)

برادران ملت! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنتا  
اور دیکھنا دوسرے انسانوں کے مثل نہیں ہے، بلکہ آپ کی تمام صفتوں کی طرح آپ کے سمجھ  
و بصیر کی قوت بھی بے مثال اور ایک معجزانہ شان رکھتی ہے۔ دور دور کی آوازیں لینا یہ آپ  
کے مقدس کانوں کا مشہور معجزہ ہے۔

### راجز کی فریاد رسی

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب تہجد کے وقت میرے  
حجرے میں حضور علیہ السلام حضور فرما رہے تھے کہ ناگہاں آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔  
لَيْتَكَ لَيْتَكَ لَيْتَكَ نُصِرْتُ نُصِرْتُ نُصِرْتُ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا  
میں حیرے پاس پہنچا اور تو ہر دو کیا گیا ہے جب آپ صبح کر کے باہر تشریف لائے تو  
میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے سنا



رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ فِي نَصْرَتِكَ لَيْتَكَ ثَلَاثًا وَ نَصْرَتُ ثَلَاثًا كَأَنَّكَ تَكَلَّمُ إِنْسَانًا فَهَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ هَذَا رَاجِزٌ يَسْتَصْرِخُنِي۔

ہے کہ آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرمایا ہے گویا کہ کسی انسان سے کلام فرما رہے ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی تھا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا۔

طبرانی صغیر ص ۲۰۱، الاستیعاب ص ۲۳۶/۲، اصابہ ص ۲۹۷/۲، سنن البیہقی ص ۲۳۳/۹، کنز العرفان ص ۵۹

### فائدہ

حالانکہ وہ (عمر بن سالم راجز) مکہ میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں۔ مگر حضور علیہ السلام نے اسکی فریاد کو سنا اور دست گیری فرمائی۔ واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کی طرف سے ذمہ دار تھی اور بنو خزاعہ حضور علیہ السلام کی طرف سے ذمہ دار تھی اور یہ ذمہ داری اس عہد پر تھی کہ آئندہ دس سال میں باہمی جنگ نہ ہوگی۔ مگر قریش نے عہد اور شرائط کو توڑ دیا اور بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وقت جناب راجز نے مکہ مکرمہ سے فریاد کی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی، جس کے جواب میں آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرما کر اسکی مدد فرمائی۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا۔ گویا ظاہری اور باطنی امداد کا ظہور ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان کے غار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو  
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا  
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں  
دریا بہا دیئے ہیں، در بے بہا دیئے ہیں  
(حدائق بخشش)

### آسمان کی چہ چہ اہٹ سنتے

علامہ زرقانی مندرجہ بالا حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں۔



لَا تَقْدُ فِي مَسَاجِدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ مَبِيرَةٍ قَلَابٍ لَقَدْ كَانَ  
يَسْمَعُ أَطِيطَ السَّمَاءِ۔

(خاص کبریٰ ص ۵۳/۱۔ شاہ ابجد ص ۶۸)

(حاشیہ الدولۃ المکیہ ص ۱۸۰)

یعنی اگر حضور علیہ السلام کے مکان میں  
ہے ایک فرشتہ کی طرف سے ایک لہجہ کی آواز  
سے جیسے کہ آپ کے مکان میں آواز  
ہوئے آوازوں کی جہاں سے آواز آتی ہے  
تھے بلکہ عرش کے نیچے پائے کے کمرے کی آواز  
کو بھی سماعت فرمایا کرتے تھے۔

### حضرت سلیمان کا ایک سفر

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سفر بڑی شان و شوکت سے ہوا تھا۔ وحوش و طیور جس  
انسان کی کثیر تعداد آپ کے ہمراہ ہوتی تھی۔ پرند اپنے پروں سے آپ پر منسوب کرتے تھے۔  
ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ شام سے یمن کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ جنگل  
معمول جن و انس، وحوش و طیور کا لشکر آپ کے ہمراہ تھا۔ یہ لشکر بارہ مربع میل زمین پر مشتمل  
اثنائے سفر میں شام کے ایک جنگل سے آپ کا گزر ہوا۔ اس جنگل میں چیونٹیوں کی کثرت تھی  
جو سارے جنگل میں پھیلی ہوئی تھیں، ابھی لشکر سلیمانی اس جنگل سے تین میل کے فاصلے پر  
تھا کہ چیونٹیوں کی سردار ایک چیونٹی (جس کا نام منزرہ یا طامیہ تھا۔ نور الفرقان ص ۱۰۲، جنتی قاری ص ۱۰۲) نے  
کہا

يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا  
يَخْطِمْكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ  
لَا يَشْعُرُونَ۔ (نمل: ۱۸)

اے چیونٹیاں! اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔  
نجاؤ۔ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تم پر غریب  
میں تمہیں کچل نہ دے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلے پر چیونٹی کی آواز کو سنا۔ اور اسے  
لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تاکہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں۔

(نور الفرقان ص ۱۰۲، جنتی قاری ص ۱۰۲)

لَتَبَسَ صَاحِبُهَا مِنْ قَوْلِهَا۔ (نمل: ۱۹)

اس کا مالک اس کی بات سے مسکرایا۔



ناظرین گرامی! حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی معمولی سی آواز کو سنا، بیشک یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے مگر ان کانوں کے قربان، جنہوں نے اپنی والدہ کے شکم اطہر میں قلم قدرت کے چلنے کی آواز کو سن لیا۔ امام بیہقی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمِعْ وَجِبَّتْ حِينَ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔  
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے کے دھماکے کو سنتا ہوں۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۱۳۷، جامع الصفات ص ۶۸)

### چاند کے سجدہ کرنے اور لوح پر قلم چلنے کی آواز کو سنا

قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كُنْتُ أَسْمِعُ سُجُودَ الْقَمَرِ إِمَّا الْعَرْشِ فَأَنَا فِي ظِلْمَةٍ الْأَخْشَاءِ۔  
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں چاند کے سجدے کی آواز عرش کے روبرو سنتا تھا۔ (اسوقت) جب کہ میں شکم مادر میں تھا۔  
(نعمۃ المجالس ص ۱۵۸/۲)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ كُنْتُ أَسْمِعُ صَرِيرَ الْقَلَمِ عَلَى اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ وَ أَنَا فِي ظِلْمَةٍ الْأَخْشَاءِ۔  
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ بیشک میں لوح محفوظ پر چلتی قلم کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں اماں جان کے شکم اطہر میں تھا۔

(نعمۃ المجالس ص ۹۱، مواعد رضویہ ص ۱۸۲/۱، مجموعۃ الفتاویٰ ص ۹۷/۲، مطبوعہ یوسفی واقع لکھنؤ۔)

تے بیٹھے سنن آسمانندے راز

قلم و لوح تے بھی سندے آواز

ان روایات سے روشن ہوا کہ حضور نے چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے اور لوح پر قلم کے



چلنے کی آواز کو سنا، جو ہزاروں برس کے فاصلہ کی آواز کی۔ عظیم اللہ تعالیٰ نے ہزاروں برس کے فاصلے کی آواز سن لیتے تھے اور یہ محبوب رب العالمین ہیں جو ہزاروں برس کے فاصلے کی آواز سن لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نئی دور سے جو آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریادیں سنیں تو کیا غیب ہے؟

**قبروں کی آواز سننا**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا: **يَا بَلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَسْمَعُهُ قَالَ أَلَا تَسْمَعُ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذِّبُونَ۔** (المعراج للحاکم ص ۱۱/۴۰)

اے بلال! کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ میں نہیں سنتا فرمایا کیا تو نہیں سنتا؟ ان قبر والوں (یہودیوں) کو عذاب ہو رہا ہے۔ (اور یہ) واویلا کر رہے ہیں)

سبحان اللہ! آپ کی قوت سماعت کا کمال کہ دنیا تو کجا، عالم برزخ کی آوازیں سن رہے ہیں۔

### جعفر طیار کی آواز سننا

حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سراقدس اٹھا کر فرمایا۔ **وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔**

**فَقَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا قَالَ مُرَبِّي جَعْفَرُ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ فِي مَلَأَ مِنْ الْمَلَائِكَةِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ۔** (خصائص کبریٰ ص ۱/۲۶۱، المعراج ص ۱۲/۲۱۰)

حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے؟ فرمایا جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ الیہ مرتے گزر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کوٹوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے یہ حدیث سنی ہے۔



اسماں تھیں سنن سینہ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
قُلْ أُذُنُ دِی سَنُو حَکایت  
صلی اللہ علیہ وسلم

گوشت مبارک نرم او لہج  
وچ حدیث نبی دی لہج  
دسویں وچ سپارے آیت  
ثمان کنناں دی طرف ہدایت

### امام قسطلانی کو شفاء

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور شارح بخاری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی، جس کا علاج کر کے طبیب و معالج تھک گئے اور انہوں نے اس بیماری کو لا علاج قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں کہ

فَاسْتَعَثْتُ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيْلَةَ الثَّامِنِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ جُمَادَى  
الْأُولَى سَنَةِ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَثَمَانٍ  
مِائَةٍ بِمَكَّةَ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا

جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی اٹھائیسویں شب کو  
میں نے مکہ معظمہ میں مغیث الکونین صلی اللہ  
علیہ وسلم سے فریاد کی اور مدد چاہی۔

دیکھئے امام موصوف تین سو میل دور مکہ معظمہ میں بیٹھ کر حضور علیہ السلام سے مدد مانگ رہے ہیں اور بیماری کے ازالہ کے لئے فریاد کر رہے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ مسلمان کا ایمان ہی یہ ہے کہ

فریاد امتی جو کرے حال زار کی  
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

امام موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے جب فریاد کی تو

فَبَيْنَا أَنَا نَاتِمٌ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مَعَهُ  
قِرْطَاسٌ يَكْتُبُ فِيهِ رَوَاءُ ذَا إِحْمَدَ  
بْنِ الْقَسْطَلَانِيِّ مِنَ الْحَضْرَةِ  
الشَّرِيفَةِ بَعْدَ الْإِذْنِ الشَّرِيفِ،

میں سو رہا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے پاس  
کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ احمد  
بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے، بارگاہ  
شریف سے اذن شریف کے بعد۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ



ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ فَلَمْ أَجِدْ بِي وَاللَّهِ

شَيْئًا مِمَّا كُنْتُ أَجِدُهُ وَحَصَلِ

الشِّفَاءُ بِرُكَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب اللہ ج ۱ ص ۳۹۲)

دفع یعنی حافظ و حلی، دفع بلا فرماتے یہ ہیں

فیض جلیل خلیل سے پوچھو، آگ میں بارغ کھلاتے یہ ہیں

### جنوں کی آواز سننا

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام صاف

میں پہنچا۔ اس جگہ ایک خط کھینچ کر فرمایا، یہاں بیٹھ جا۔ میں ساری بات وہاں بیٹھا رہا۔

کو آپ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی حضور! یہ آوازیں کیسی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا:

هَذِهِ أَصْوَاتُهُمْ وَ حِينَ وَ دَعَوْنِي . یہ مجھے سلام کرتے اور وداع کرنے کی

وَسَلِّمُوا عَلَيَّ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۱۳۹/۲) آوازیں جنوں کی تھیں۔

### منافق کی خفیہ بات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کو جا رہے تھے کہ راستہ میں آپ کی اونٹنی کم

گئی۔ کچھ صحابی تلاش کو نکلے۔ زید بن قیقاعی، جو منافق تھا، کہنے لگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ گمان کہ وہ نبی ہیں اور آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ان

کی اونٹنی کہاں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارہ (جو عقی و بدری صحابی

تھے) سے فرمایا کہ ایک منافق نے میرے بارگاہ میں یہ بات کہی ہے۔

وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَعْلَمَنِي اللَّهُ

وَقَدْ حَسَبْتُهَا شَجَرَةً بِزَمَانِهَا

فَانْطَلَقُوا حَتَّى تَأْتُونِي بِهَا.

(سیرت ابن ہشام قسم ثانی ص ۵۲۳، معراج

مصطفیٰ ص ۱۷۴، المغازی ص ۳۳۳/۲، اسد الغابہ

ص ۳۲۶/۱، ۳۳۸/۲)

خدا کی قسم میں وہی بات جانتا ہوں جس کا

خدا نے علم دیا اور اس نے مجھے بتا دیا ہے کہ

اونٹنی کہاں ہے؟ میری اونٹنی اس داری کی

گھائی میں ہے اور اس کی رسی ایک درخت سے

لگی ہے۔ حالانکہ میرے پاس اس کی



الحکم صحابہ کرام گئے اور اسی گھائی سے، جہاں حضور  
نے فرمایا تھا، اونٹنی کو لے آئے۔

لا ریب ہر غیب کے عالم ہیں وہ  
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

### درود شریف سنتے ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو مجھ پر درود پڑھے  
مگر اسکی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اسکی  
آواز کو سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ  
نے عرض کی یا رسول اللہ! وفات کے بعد بھی  
(سنو گے) فرمایا: وفات کے بعد بھی۔  
کیونکہ اللہ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر  
انبیاء کے جسموں کو کھانا۔

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَى الْإِبْلَغِي  
صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَ بَعْدَ  
وَفَاتِكَ قَالَ وَ بَعْدَ وَ فَاتِي إِنَّ اللَّهَ  
حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ  
الْأَنْبِيَاءِ۔ (جلاء الانہام لابن قیم ص ۷۳)

حضرت علامہ عبد الرحمن جزولی علیہ الرحمۃ دلائل الخیرات شریف کے خطبہ میں  
فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ  
آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور  
بعد میں آنیوالوں کے درودوں کا کیا حال  
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہم محبت والوں کے  
درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ  
الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِنْ غَابَ  
عَنْكَ وَ مَنْ يَأْتِي بِعَذْكَ  
مَا حَالَهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ  
صَلَوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَ أَغْرِفُهُمْ۔

(دلائل الخیرات شریف ص ۳۳)

حضرات گرامی! اس حدیث سے آفتاب عالم کتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ سرکار  
موجود جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا مسلمان اگرچہ لاکھوں میل دور ہو۔ شرق میں



ہو یا غرب میں، جنوب میں ہو یا شمال میں، عرب میں ہو یا اہم میں، ہاں میں ہو یا نہاں میں، سوڈان میں ہو یا افغانستان میں، امریکہ میں ہو یا افریقہ میں، صحراء میں ہو یا سمندر میں، آبادی میں ہو یا ویرانے میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا گہرے غاروں میں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درود کو سن لیتے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک کا بے مثال اعجاز..... اسی مضمون کو شاعر اہل سنت جناب اختر الہادی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے:

وصف گوش نبی اور میں کج کج زباں  
جن پہ قربان حسن سماعت کی جان  
ہے سُبْحُوذُ الْقَمَرِ أَسْمَعُ حُسن کی شان  
دور و نزدیک کے سنتے والے وہ کان  
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

**صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد**

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا تو شبلی آئے اور ابوبکر بن مجاہد اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس سے معاف کیا اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے کہا، اے میرے سردار! آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، حالانکہ بغداد والے اسے دیوانہ تصور کرتے ہیں۔

فَقَالَ لِي فَعَلْتُ بِهِ كَمَا رَأَيْتُ  
وَسُؤَلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَعَلَ بِهِ ذَلِكَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الْمَنَامِ وَ قَدْ أَقْبَلَ الشَّيْبَلِيُّ فَقَامَ  
إِلَيْهِ وَ قَبَلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَتَفْعَلُ هَذَا بِالشَّيْبَلِيِّ  
فَقَالَ هَذَا يَقْرَأُ بَعْدَ صَلَاتِهِ لَقَدْ  
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَيَّ  
أَخْبَرَهَا وَيَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى

تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کرتے دیکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلی حضور علیہ السلام کی مجلس میں آئے تو آپ اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو شبلی کے لئے کھڑے کرتے ہیں؟



ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ  
آخر سورت تک اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّی  
اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ حضرت محمد فرماتے ہیں  
کہ میں نے شبلی سے پوچھا تو انہوں نے تصدیق  
کی اور ویسے ہی بیان کیا، جیسے میں نے سنا تھا۔

اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَلَمَّا  
دَخَلَ الشَّيْلَى سَأَلَتْهُ عَمَّا يَذْكُرُ  
بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (القول  
البدیع ص ۱۷۳، جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۹۷)

## مظہر ذات

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف ص ۹۶۳/۲ کی مشہور حدیث یَتَقَرَّبُ  
إِلَى عَبْدِي کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی  
اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے  
جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت له  
سمعا و بصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ کے  
جلال کا نور اسکی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و  
نزدیک کی آوازوں کو سننے لگ جاتا ہے اور  
جب یہی نور اسکی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و  
نزدیک کی چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور  
جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ  
مشکل و آسانی میں دور اور قریب تصرف  
کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ إِذَا وَاطَّبَ عَلَى  
الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ  
اللَّهُ تَعَالَى كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصْرًا  
فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ  
سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ  
ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى  
التَّصَرُّفِ فِي الصَّغْبِ وَالسَّغْلِ  
وَالْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ۔

(تفسیر کبیر ص ۶۸۸/۵ مصری)

برادران ملت! جب اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو مظہر ذات و صفات سرور کائنات، منبع  
کمالات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی کیا شان ہوگی،  
جو سید المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین ہیں۔ کیا وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو  
نہیں سنتے؟ کیا وہ بعید و قریب کو نہیں دیکھتے؟ کیا وہ مشکل و آسانی میں دور اور قریب تصرف



نہیں فرماتے؟ ہاں ہاں ضرور سنتے اور دیکھتے ہیں۔

سنتے ہیں دیکھتے ہیں سب و بصر ہیں

منکر کو ہے وعید عذاب شدید کا

آجکل کی حیرت انگیز ایجادات مثلاً ریڈیو، ٹیلیویشن وغیرہ کو دیکھ کر بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں میلوں کے فاصلے سے بولنے والے کی آواز بذریعہ ریڈیو سن لی جاتی ہے تو کیا اللہ کے پیارے محبوب، طالب و مطلوب جو روحانیت و نورانیت کا منبع اور مخزن ہیں، اپنی روحانی قوت سے ہمارے درود و سلام کی آواز نہیں سن سکتے؟ یقیناً سنتے ہیں۔ ورنہ بصورت دیگر روحانیت کا انکار لازم آتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مادی قوت و طاقت کے مقابلے میں روحانی قوت و طاقت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ مادی دنیا میں تو بجلی، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیویشن وغیرہ کے بغیر نہیں سنا جا سکتا، لیکن روحانی دنیا میں تو ان میں سے کسی کی بھی احتیاج نہیں ہے۔

روضہ انور پر ایک فرشتہ روئے زمین کے درود سنتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بہت بڑی شان ہے۔ حضور کے درباریوں کی سماعت کا یہ حال ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسکو تمام مخلوقات کی قوت سمعانی عطا ہوئی ہے اور وہ میرے روضہ انور پر میری وفات سے لیکر قیامت تک قائم رہے گا۔ جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا۔ مگر وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لیکر کہے گا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ان بنی قلاں نے آپ پر اس طرح ان الفاظ میں درود بھیجا ہے۔

إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي إِذَا مِتُّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي يُصَلِّي عَلَى صَلَوةِ الْأَسْمَاءِ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلِّ عَلَى عَلِيٍّ كَذًا وَكَذَا

(بخاری فی التاریخ، جلاء الاہتمام لابن قیم ص ۶۲، مختصر الکبریٰ ص ۱۲۸، التلخیص ص ۱۱۱، معارف اللہ ص ۵۸، التلخیص ص ۱۲۲، معادۃ الدارین ص ۵۸، ندائے یارسول اللہ ص ۸۸)



اسی لئے شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ذکر کرو اور حضور پر درود بھیجو تو ایسے رہو کہ گویا حضور حالت حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت و حیاء سے رہو۔ اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور صفات الہیہ سے متصف ہیں اور خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

ذکر کن اور او درود بفرست بروئے علیہ السلام و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالت حیات دی بنی تو اور را متادب یا جلال و تعظیم و ہیبت و حیاء بداراں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بیندوی شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بہ صفات الہیہ و یکے از صفات الہی آنست کہ اَنَا جَلِیسٌ مِنْ

(مدارج النبوة ص ۶۲۱/۲)

ذکر کنی۔

### غیب کی بات سنی

قباث بن اشیم الکلتانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میدان بدر میں مشرکین مکہ کی طرف تھا۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت پھر رہی ہے مگر با ایں ہمہ جب ہمارے لشکر کو شکست ہوئی تو میں بھی بھاگا، شکست خوردہ مشرکین ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا الْأَمْرِ فَرَمْنَهُ إِلَّا نِسَاءً۔ یعنی ایسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے سوا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

جب میں مکہ معظمہ پہنچا اور کچھ عرصہ قیام کیا تو اسلام کا تصور میرے ذہن میں جانشین ہونے لگا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مدینہ میں جا کر دیکھوں تو سہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتے ہیں؟

چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے زیر سایہ صحابیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ میں بھی وہاں چلا گیا لیکن حضور علیہ السلام کو نہ پہچان سکا۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قباث!



تم ہی تھے جس نے میدان بدر میں تارائٹ مثل هذا الآخر فرجہ الا یستألفاھا۔  
نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ یہ جملہ میں نے کسی  
دوسرے کے سامنے نہیں کہا تھا۔ یہ بات محض مجھی تک محدود تھی۔ اگر آپ رسول خدا  
ہوتے تو آپ کو قطعاً خبر نہ ہوتی۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں۔ میں اس کے بعد  
مسلمان ہو گیا۔

شواہد الغیبہ ص ۱۳۱، اسد الغابہ ص ۱۹۰/۲، البدایہ ص ۲۱۳/۳، المغازی ص ۹۶/۱، معجم ص ۱۳۲

ناظرین گرامی! حضرت قباث الکنافی حضور علیہ السلام کا علم غیب دیکھ کر ایمان لائے۔  
آپ اندازہ فرمائیں کہ کوئی علم غیب دیکھ کر ایمان لاتا ہے، اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر  
کے بھی حضور کے علم غیب کا انکار کر دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت دکھانے اور جنتیوں کی آواز سنوانے پر قادر ہیں

ابن ماجہ حضرت فاطمہ بنت حسین سے راہی ہیں کہ جب حضور کے فرزند حضرت قاسم  
کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میری آرزو یہ تھی کہ رب تعالیٰ  
قاسم کو اتنے دن اور زندہ رکھتا تاکہ ان کے ایام رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ سن کر نبی  
علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت قاسم کے ایام رضاعت جنت میں پورے ہوں گے لیکن  
حضرت خدیجہ نے پھر وہی کلمات دہرائے۔ جس پر فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
إِنْ شِئْتَ دَعُوْثُ اللّٰهُ يُسْمِعْکَ خدیجہ! اگر تم کہو تو میں دعا مانگوں اور تم  
صَوْتَهُ قَالَتْ بَلْ صَدَقَ اللّٰهُ حضرت قاسم کی آواز جنت سے زمین پر سن  
وَرَسُوْلُهُ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۸۸/۲) لو عرض کی نہیں۔ اللہ اور رسول نے سچ فرمایا۔

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر احوال برزخ و  
احوال جنت و دوزخ پوشیدہ نہیں ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ حضور علیہ السلام پر مشکوفا ہے۔  
اسی طرح آپ میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں، زمین پر ہی جنت دکھائیں اور جنت  
میں رہنے والوں کی آوازیں سنوادیں۔ نیز احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور پر  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کی خبر ہے لکن اللہ جل جلالہ نے اسے خبر دینے سے روک دیا ہے۔



لاریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم  
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

### فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کی قوت باصرہ اور قوت سامعہ عام انسانوں کی سی نہیں ہے بلکہ دور و نزدیک سے یکساں سنتے اور دیکھتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ آپ ہر درود پڑھنے والے کی آواز کو سنتے اور قیامت تک سنتے رہیں گے۔ نیز ہر نماز کے بعد یہ درود شریف صل اللہ علیک یا محمد یا رسول اللہ پڑھنا بہت ہی مستحسن ہے اور پڑھنے والے کو وہ شرف حاصل ہوتا ہے جو شبلی کو حاصل ہوا۔

۳۔ یہ کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام بالا جماع اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۴۔ یہ کہ حضور علیہ السلام مظہر صفات الہیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور مصطفیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۶

### ناک مبارک

پر تو اسم ذات احد پر درود      مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام  
دھن جس کا ہے آئینہ حق نما      اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام  
بے سہیم و حسیم و عدیل و مثیل  
جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام



نبی مکرم ﷺ، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک پتلا سیاح  
سیاہ، بڑی بڑی آنکھیں، آنکھوں میں سرخ ڈورے، چراگاں دراز، دونوں اعضاء  
درمیان قدرے کشادگی، ابرو خم دار۔ بنی مبارک بلند اور نہایت خوبصورت۔

گلابی رنگ گندم گوں سنہری سفیدی نال سرخی موج ماری  
اچانک صاف پتلا شان کمالی پاؤں خوشبو تے وچ دو جگہ بے عالی  
قوت سمع و بصر کی طرح مولیٰ کریم جل جلالہ نے آپ کی بنی مبارک کو یہ کمال عطا  
فرمایا تھا کہ کئی میلوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لیتے تھے۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ  
علیہ صاحب تفسیر روح البیان و حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ  
علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں بیٹھے ارشاد فرمایا کہ  
اِنِّیْ لَا جِدْوِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِیْ مجھے یمن کی طرف سے رحمن کی خوشبو  
آتی ہے۔

ناظرین! غور کیجئے کہ کہاں یمن اور کہاں مدینہ شریف اور مدینہ شریف میں بیٹھے بیٹھے  
حضرت خوابہ اولیں قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی خوشبوئے محبت سونگھ لی۔ (اشرف القایم ص ۱۳۸/۶)  
نبیہتی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اولیں بن عامر ہوگا۔ اس کے  
جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا۔  
اَللّٰهُمَّ دَعِّ لِیْ فِیْ جَسَدِیْ مِنْهُ اے خدا میرے جسم سے سفیدی کو دور کر  
دے اور اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری  
نعمت کو یاد رکھوں۔

چنانچہ اس کی سفیدی دور کر دی جائے گی اور تھوڑی سی چھوڑ دی جائے گی۔ اگر کوئی  
میں سے اسے ملے اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ  
اس سے استغفار کی درخواست کرے۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۹۰/۲)

ابن سعد و حاکم نے حضرت سعد سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک  
پیالہ کھانا لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور کچھ پیالہ میں بچ رہا۔



علیہ السلام نے فرمایا۔ اس طرف سے ایک شخص آئے گا۔ جو اہل جنت میں سے ہے، وہ اس کھانے کو تناول کرے گا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۹۱/۲)

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی فرماتے ہیں۔

نور الہی چھم چھم دے  
صلی اللہ علیہ وسلم

نک کنڈھارا اچا دے  
منہ تبسم ہاسا ہسے

اور (علیہ شریف)

ہر کوئی دیکھ تعریفاں کر دا  
صلی اللہ علیہ وسلم

اچانک نبی سرور دا  
عالم سارا ہو گیا بردا

(جام کوثر)

فوائد

۱۔ نبی علیہ السلام نے کئی میلوں سے حضرت خواجہ اولیس قرنی کی خوشبوئے محبت کو سونگھ لیا۔

۲۔ خالق کائنات نے حضور علیہ السلام کو قوت سمع و بصر کی طرح قوت شامہ بھی نہایت ہی بے مثل عطا فرمائی تھی۔







## باب ۷

### لب مبارک و دندان مبارک

پتی پتی گل قدس کی چیاں  
جن کی تسکین سے دوتے ہوئے ہنس پڑے  
جن کے سچے سے لچھے جھڑیں نور کے  
پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود  
لفف بیداری شب پہ بے حد درود  
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام  
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام  
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام  
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام  
عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جہنم بہار قبول  
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام



حضور پر نور، نور علی نور، حبیب رب غفور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک مبارک  
خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ، روشن و تاباں تھے۔ جب آپ کلام  
فرماتے تو دندان پیشیں میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ اور جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں  
روشن ہو جاتیں۔

خوب لباً دی سوئی لالی  
درجہ شان مراتب عالی  
دند سفید چنے دیاں کلیاں  
خلقاں تک تک ہویاں جھلیاں  
قدرے و تھ دندان وچ آہی  
دنداں تھیں نکلے روشنائی

وقت تبسم چمک حراہی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
پولوپالی واہ واہ رلیاں  
صلی اللہ علیہ وسلم  
وقت تبسم فضل الہی  
صلی اللہ علیہ وسلم

(جام کوثر ص ۲۸)

### دندان مبارک سے نور نکلتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
ضَحَكَ يَتَلَا لَوْفِي الْجُدْرِ - (ترمذی)

نشر الطیب ص ۱۶۰، الخصائص الکبریٰ ص ۸۴/۱

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ رَأَى كَالنُّورِ يَخْرُجُ  
مِنْ ثَنَائِهِ -

(مواہب اللدنیہ ص ۱/۲۷۰، انوار محمدیہ ص ۱۳۲، نشر الطیب ص ۱۵۶)

طبرانی نے ابی قرصافہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میری ماں اللہ  
خالہ نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی۔ جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے  
کہا: اے بیٹے! ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی کہ ہم آپ کی اطاعت کریں



کافت لباس، شیریں گفتار میں اور باتیں کرتے وقت منہ سے گویا نور نکلتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۵۸/۱)

آنکھ والا تیرے جوہن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ الثَّيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ رَأَى كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيهِ۔  
حضور علیہ السلام کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا نظر آتا تھا۔

(سنن دارمی شریف ۳۳/۱، شمائل ترمذی ص ۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔ الخصائص الکبریٰ ص ۱۵۶/۱، جواہر البحار ص ۴۵۰، مجمع الزوائد ص ۲۷۹/۸، شیم الحبیب ص ۱۵۶)

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

إِذَا افْتَرَضَا حِجًّا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَّا الْبَرْقِ رَ عَنْ مِثْلِ الْغَمَامِ إِذَا تَكَلَّمَ رَأَى كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ ثَنَائِيهِ۔  
محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو آپ کے دندان مبارک بجلی اور برف کے اولوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے اور جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے مبارک دندان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

(شفاء شریف ص ۳۹/۱ مطبوعہ مصر)

## آپ کے تبسم سے روشنی

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُورًا أَضَاءَ الْعَالَمِينَ۔  
رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک نور تھے، جن کی روشنی سے سارے جہاں روشن ہو گئے۔

(جواہر البحار ص ۶۱)

كَانَ إِذَا تَبَسَّمَ فِي اللَّيْلِ أَضَاءَ الْبَيْتِ۔  
آپ جب رات کو مسکراتے تو گھر روشن اور منور ہو جاتا۔

(جواہر البحار ص ۴۳۳)



## دیواروں پر نور پڑتا

امام احمد بن محمد بن ابوبکر الخطیب القسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
أَفَى يَضِيءُ فِي الْجُدْرِ أَفَى يَشْرِقُ  
نُورُهُ عَلَيْهَا إِشْرَاقًا . كَإِشْرَاقِ  
الْشَّمْسِ عَلَيْهَا .

(مواعظ اللدنیہ ص ۱۱/۳ مطبوعہ مصر)

ہوئی نظر آتی ہے۔

برادران ملت! دنیا میں بڑے بڑے حسین اور چمکدار دانتوں والے ہوتے ہیں  
ہوں گے مگر دانتوں میں ایسی چمک کہ تبسم کے وقت ان کی جگہ سے مکان کی دیواریں  
اندھیری رات میں جگمگا اٹھیں۔ یہ نور مجسم، رحمت اللعالمین فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے  
دانتوں کا جمال نبوت ہے جسکو معجزہ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ سبحان اللہ! سبحان اللہ!  
کشادہ لب چوں زیبا مناسب،  
سچے موتی لڑی دندان دی چمکے  
انیہری رات وچ جاں ہمدنے سرور  
حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہوٹھ مبارک سرخ درخشاں  
سخن الاذن در درخشاں  
یسین علامت دند مبارک  
آہے انہاں عجب خوارق  
وتھ دندان وچ سوئی آہی  
عکس دندان چکار دکھائی  
بحر النور تھیں آہے موتی  
شوق الہی دم دم دھوتی  
موتیاں دندان وا چکارا  
چھپدے اس تھیں لعل بدخشاں  
صلی اللہ علیہ وسلم  
چمکن روشن مثل بوارق  
صلی اللہ علیہ وسلم  
جدا وہ حضرت سخن الائی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
خوب صورت لڑی پروتی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
مکان گیتا چوں ظاہر



سجدے ڈگا عالم سارا صلی اللہ علیہ وسلم  
(حلیہ شریف)

سید مرغوب احمد اختر الحامدی صاحب کہتے ہیں۔

جن کی ضو سے ملے راستے دور کے دن پھرے بخت شبہائے مہجور کے  
جن سے بریں گہر حسن مستور کے جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے

ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں  
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

ناظرین گرامی! باوجود اس کے کہ آپ کے دنداں مبارک نہایت چمکیلے اور صاف  
تھے، پھر بھی آپ ان کی صفائی کا بہت اہتمام فرماتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ کسی  
نماز کے لئے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مسواک نہ فرمالیتے۔ ارشاد نبوی ہے کہ مسواک  
ہمیشہ کیا کرو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔ نیز فرمایا: دور کعتیں جو  
مسواک کر کے پڑھی جائیں، بے مسواک کی ستر کعتوں سے افضل ہیں۔ (ترغیب ص ۵۷)

### مسواک کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقُّ عَلَى أُمَّتِي  
لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ  
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں  
مشکل نہ جانتا اپنی امت پر، البتہ ان کو حکم کرتا  
ساتھ تاخیر عشاء کے اور ساتھ مسواک کرنے  
کے نزدیک ہر نماز کے۔

(مقلوۃ ص ۳۶)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:



كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ

فَلَيْسَتْ يَفْقُظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ

تَوْضِئًا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد۔ مقلوۃ میں ۳۷)

کہ تھے رسول کریم علیہ السلام نہ سوتے رات کو نہ دن کو نہ جاگتے

کرتے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

جب کہیں باہر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔ اور یہ

کچھ امت کی تعلیم کے لئے تھا۔ (ذکر جیل میں ۱۰۶)

کبھی جما ہی نہیں آئی

امام بخاری تلامذہ میں ابن شیبہ نے اپنی تصنیف میں اور ابن سعد نے یزید بن ابی

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی۔

(الخصائص الکبریٰ میں ۱۶۵/۱۔ جلد ہر اجماع میں ۱۶۵)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا كَانَ ضَحْكُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا تَبَسُّمًا۔

تبسم کے نہ تھا۔

(ترمذی شریف کتاب المناقب)

یعنی اکثر اوقات تبسم اور مسکراتا ہی ہوتا تھا اور کبھی کبھی ایسے حالات و واقعات بھی

آجاتے کہ آپ اس قدر ہنس پڑتے کہ آپ کے دنداں مبارک ظاہر ہو جاتے۔

علم و نگاہ حضور

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ وہ

آدی ہوگا جو گھسٹا ہوا آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا چاہتے ہیں داخل ہو جا۔ وہ جنت میں

جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام مسائل پر قضیہ کر رکھا ہے۔ وہ داخل آ کر عرض کرے گا کہ

اے میرے رب! لوگوں نے تمام مقامات پر قضیہ کر لیا ہے، اب کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

ارشاد ہوگا۔ کیا وہ دنیا تجھے یاد ہے جس میں تیرا حال تھا اور تیری زندگی کی صورت کیسی تھی؟



یاد ہے۔ ارشاد ہوگا۔ اچھا کچھ تمنا کرو۔ کیا چاہتے ہو۔ وہ اپنی تمنا و آرزو بیان کرے گا۔  
ارشاد ہوگا۔

فَإِنَّ لَكَ الَّذِي تَمَنَيْتَ وَ عَشْرَةَ  
أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ  
بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ضَحِكَ حَتَّى بَدَثَ نَوَاجِذَهُ۔

(جمع الوسائل ص ۱۹/۳)

کہ تمہیں تمہاری تمنائیں بھی دیں اور تمام  
دنیا سے دس گنا زیادہ بھی دیا۔ حضور علیہ  
السلام فرماتے ہیں، وہ کہے گا۔ اے اللہ!  
آپ عظیم الشان بادشاہ ہو کر مجھ سے تمسخر  
فرماتے ہیں؟ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں  
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس شخص  
کے اس جواب پر اتنے ہنسے کہ آپ کے  
دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

برادران ملت! اس حدیث مبارک میں غور فرمائیے اور ارحم الراحمین جل جلالہ کے بے  
حساب انعام و اکرام اور بے حد رحمت و عنایت کا اندازہ کیجئے کہ جب ایسے شخص پر جو سب  
سے آخر جہنم سے نکالا جائے گا۔ جس سے اس کا سب سے زیادہ گناہ گار ہونا ثابت ہوتا  
ہے۔ اس قدر کرم ہوا کہ اسکو یقین نہیں آ رہا تھا اور وہ انتہائی عجز و انکساری سے یہ خیال کر رہا  
تھا کہ کہاں میں عبد ذلیل اور کہاں اس قدر رحمت و احسان۔ میں کبھی بھی اس کا مستحق ہو ہی  
نہیں سکتا ہوں۔ یہ گویا میرے ساتھ ہنسی کی جارہی ہے۔ مگر وہ کیا جانے کہ وہ بے نیاز بے  
حد رحم و کرم والا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ خیال کر کے کہہ دیا ہو کہ وہاں تو کوئی  
جگہ خالی ہی نہیں رہی اور آپ مجھے ساری دنیا سے دس گنا زیادہ عطا فرما رہے ہیں، یہ عجیب  
مذاق ہے جو ہرگز آپ کی شان کے لائق نہیں۔ چونکہ یہ منظر رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پیش نظر تھا اور آپ اس کے جواب پر اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر ہنس پڑے بہر  
صورت حضور علیہ السلام کا ہنسا اکثر تبسم ہوتا تھا اور کبھی کبھی اتنا زیادہ کہ دندان مبارک ظاہر  
ہو جاتے مگر قہقہہ مار کر نہیں ہستے تھے۔



## آپ کی خوش طبعی

آپ بعض اوقات اپنے صحابہ سے خوش طبعی اور مزاح بھی فرما لیتے تھے مگر یہ خوش طبعی اور مزاح ایسا نہ ہوتا تھا جو آپ کی شان اور وقار کے خلاف ہوتا۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آپ کا رعب اور ہیبت و وقار، جو نہایت ہی زیادہ تھا، صحابہ کے لئے انتفاع کی راہیں مسدود کر دیتا۔ آپ نے اس کا اہتمام اس لیے فرمایا کہ آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوں، میل ملاپ اور محبت و مروت بڑھے اور باہم سوال و جواب میں بے تکلفی پیدا ہو۔ نیز امت کیلئے سہولت اور تفریح طبع کا دروازہ کھل جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا مزاح و مذاق جو قساوت قلبی کا باعث ہو جائے یا ذکر الہی سے روک دے یا دوسرے کی اذیت کا باعث ہو جائے یا انسان کی عزت و وقار کو گرا دے، وہ جائز نہیں ہے۔

## آپ کے منہ سے حق نکلتا ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔

إِنَّكَ قَدْ عَبْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ  
إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔  
یا رسول اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرما لیتے  
ہیں؟ فرمایا ہاں! لیکن اس وقت بھی میں حق  
(درمنثور ص ۶-۱۲۲- جمع الوسائل ص ۲-۲۸) کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاحاً فرمایا يَا ذَا الْأُنْثَى  
(اودوکانوں والے)۔ ظاہر ہے کہ ان کے کان دوہنی تھے۔ بات بھی غلط نہ ہوئی اور مزاح  
بھی ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص نے دربار رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! مجھ کو سوار  
کے لئے کوئی جانور عطا ہو؟ آپ نے فرمایا تجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ اس نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ (مجھے تو سواروں کے بچے چاہیے) فرمایا کوئی  
اونٹ ایسا بھی ہے جو کسی اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ (جمع الوسائل شرح الصحاح ص ۱۸۷)

ایک بوڑھی عورت نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سلم! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ نے فرمایا  
إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا غَبُورٌ  
کہ جنت میں کسی غبار آلود شخص کو داخل نہیں کیا جائے گا۔



یہ سن کر وہ بوڑھی عورت روتی ہوئی واپس چلی۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ وہ بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی بلکہ جوان ہونے کی حالت میں جائے گی۔ (جمع الوسائل ص ۲-۳۱)

اسی طرح ایک بدوی صحابی تھے، جن کا نام ”زاہر“ تھا۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو وہاں کی چیزیں سبزی، ترکاری اور پھل و پھول وغیرہ لاتے اور بطور ہدیہ پیش کرتے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کھانے پینے کا سامان اور شہر کے تحفے وغیرہ عطا فرماتے۔ آپ فرماتے کہ زاہر ہمارے لئے جنگل (دیہات) ہے اور ہم اس کے لئے شہر ہیں۔ یعنی ہم اس سے جنگل کی چیزیں پا کر مستفید ہوتے ہیں اور وہ ہم سے شہر کی اشیاء پا کر مستفید ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خاص محبت رکھتے اور وہ ظاہر شکل و صورت کے لحاظ سے بد شکل تھے۔ ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے ہوئے وہ سامان، جو گاؤں سے لاتے تھے، فروخت کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتفاق سے وہیں تشریف لے آئے اور اچانک پیچھے سے دونوں ہاتھ انکی آنکھوں پر رکھ کر ان کو آغوش میں لے لیا۔ انہوں نے کہا۔ ارے یہ کون ہے، مجھے چھوڑ دے؟ لیکن جب کن آنکھوں سے دیکھ کر پہچان لیا کہ پیارے حبیب علیہ السلام ہیں تو اپنی پشت کو ذرا پیچھے کر کے آپ کے سینہ انور سے لگا دیا اور لگے (تبرکا) زور زور سے ملنے اور رحمت کے خزینے سے فیض و سرور حاصل کرنے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اس بندے کو خریدے؟ حضرت زاہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے فروخت کریں گے تو گھٹیا اور کم قیمت پائیں گے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنَّ اللَّهَ لَسْتُ بِكَاسِدٍ أَوْ قَالَ أَنْتَ عِنْدَ اللَّهِ غَالٍ

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں، تم اللہ کے نزدیک گھٹیا اور کم قیمت نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔

(جمع الوسائل ص ۲-۲۹)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے  
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام



## رحمتہ العالمین

جب غزوہ احد میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام و مہکائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ دانت مبارک ہم کو عنایت کیجئے تاکہ اس کی برکت سے غضب الہی سے محفوظ رہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شکستہ دانت میری امت کے شکستہ دلوں کے لئے موجب بخشش ہے۔ روز محشر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری امت نے میری نافرمانی کی ہے۔ تب میں کہوں گا کہ یا الہی تیرے بندوں نے میری دانت شہید کیا۔ میں نے انہیں معاف کیا اور تیری شان رحیمی و کریمی ہے تو بھی میرے امتیوں کے گناہ معاف کر دے تو خدا تعالیٰ معاف کر دے گا۔

(قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۳۳، احیاء القلوب ص ۱۰۹)

سلام اس پر جو دشمن پر بھی رحم و فضل فرمائے  
سلام اس پر کہ جس نے رحمتوں کے پھول برسائے

## حد میں یادِ امت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔

جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو خالی تو اس شفقتِ امت پر سب رنگ رہ گئے۔

إِذَا رَأَيْتُ شَفَّتِيهِ يَتَحَرَّكُ فَأَذِنْتُ  
أُذِنِي عِنْدَهَا فَسَمِعْتُ وَهُوَ يَقُولُ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَامَّتِي فَأَخْبَرْتَهُمْ بِهَذَا  
فَتَعَجَّمُوا بِشَفَّقِيهِ عَلَى أُمَّتِهِ۔

(حجتہ اللہ علی العالمین۔ کنز العمال۔ مدارج النبوت ص

۱۳۲/۲، احیاء القلوب ص ۱۳۲)

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے

ہر گھڑی جن کو یاد رکھنا ہے

برادرانِ ملت! بخششِ امت کی خاطر ان مبارک دانتوں کی حرکت کریں



فرمائی بلکہ اس دنیا میں جلوہ گر ہوتے وقت بھی رب ہب لی امتی کہہ کر ہم گناہگاروں،  
سیہ کاروں کو اطمینان و سکون بخشا۔ (احیاء القلوب ص ۲۲) اور جب تک ظاہری دنیا میں جلوہ  
گری فرمائی، ہر آن و ہر لحظہ امت کا سکون و اطمینان مد نظر رہا۔

تمہارے ہی لئے تھا اے گناہگار و سیہ کارو  
وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمدؐ کا  
ساری ساری رات امت کی بخشش و آرام کی خاطر کھڑے رہتے۔ گریہ زاری  
فرماتے۔ یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے۔ (شمائل ترمذی)  
مگر اللہ کے پیارے حبیب علیہ السلام کے پیارے اور نورانی لبوں پر پھر بھی یہی دعا  
ہوتی۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اُمْتِيْ۔

چشم بے خواب کے صدقے کہ ہیں بیدار نصیب  
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

### غار میں یاد امت

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے، وہاں آپ کو نہ دیکھا تو  
بے تاب ہو کر شوق دیدار میں باہر نکلے۔ دریافت کیا، کسی نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر دیا۔  
فوراً پہاڑ کی طرف دوڑے۔ وہاں جا کر ایک گلہ بان کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو نے  
میرے آقا علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ چہرہ نے جواباً عرض کہ۔

گفت چو پال مر مرا معلوم نیست

من نمی دانم محمدؐ کیست

میں نہیں جانتا محمد رسول اللہ کس کا نام ہے، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
کچھ بھی پتہ ہے یہاں کوئی شخص نورانی چہرے والے آئے ہیں یا نہیں؟ تو چہرہ نے  
جواب دیا۔



ایں قدمِ دائم کہ اندھ میری غار میں کئی شخص گئے و زاری کر رہا ہے  
زاری نالہ کے لیل و نهار  
کہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس اندھیری غار میں کئی شخص گئے و زاری کر رہا ہے  
اس کے رونے میں اتنا درد اور سوز ہے کہ ۔

جانور از نالہ او خستہ اند

وز چرا کرون دہن ہابستہ اند

کہ چرند و پرند اس کے رونے سے متاثر ہو رہے ہیں اور سب چرنا، چگنا چھوڑے  
ہوئے نہایت خشکی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
دریافت کرتے ہیں کہ وہ پیارے اور دلکش الفاظ کون سے ہیں جو رونے میں معلوم ہوتے  
ہیں؟ وہ کہتا ہے۔

ی کند باگریہ ہر ساعتی

نالہ یا امتی، یا امتی

ہر وقت، ہر گھڑی اس تارکِ غار میں وہ اپنے رب کے سامنے رور و کراہی امت کی بخشش  
کے لئے یا اُمّیتی یا اُمّیتی کہہ کر عرض کر رہے ہیں۔

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا اشک غاروں میں جو بہاتا رہا

جو مقدر ہمارے بناتا رہا اسکی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! اس بظاہری حیات میں ہر وقت، ہر مقام پر اپنے نام لیواؤں کے سکون  
و اطمینان کو پیش نظر رکھا۔ اور اپنے خالق و مالک ارحم الراحمین کی بارگاہ میں دعائیں کیں  
اور قیامت کے دن بھی تمام لوگ دیکھیں گے کہ ان پیارے پیارے لبوں کی جنبش ہی  
سب کی رہائی اور مصیبتوں سے نجات کا باعث ہوگی اور ہم گناہگاروں، سہ کاروں کا  
حضور کی شفاعت سے ہی بیڑا پار ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَ حَبِيبِكَ صَلَّی  
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

کہیں گے اور نبی اذہبوا الی غیری  
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے

حضور کے لب پر انا لہا ہوگا  
خدا کا لہا ہوگا حال آپ کا ہوگا



دعائے امت بدکار ورد لب ہو گی خدا کے سامنے سجدے میں سر جھکا ہو گا  
غلام انکی عنایت سے چین میں ہونگے عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا  
اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم، رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت اور غلامی  
نصیب فرمائے اور آپ کی تعلیمات عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ آپ کے دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر دیواروں پر پڑتی تھیں۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کے متبسم ہونے سے تاریک گھر روشن ہو جاتے۔
- ۳۔ یہ کہ آپ کے دندان مبارک گناہگاروں کے لئے وجہ سکون اور باعث نجات ہیں۔
- ۴۔ یہ کہ آپ نے ہر گھڑی امت کے لئے دعائے بخشش فرمائی اور وصال کے بعد بھی  
رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ ہی فرمایا۔
- ۵۔ مسواک کر کے جو دور کعتیں پڑھی جائیں، بے مسواک کی ستر کعتوں سے بہتر ہیں۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۸

### دھن ولعاب دہن شریف

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا      چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام  
جس کے پانی سے شاداب جان و جنان      اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام  
جس سے کھارے کنویں شیرہ جاں بنے  
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام



حبیب کبریا، مالک ہر دوسرا۔ شام روز ہزار بار دہن مبارک کا دہن مبارک  
التحیہ۔ والثناء کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فرائض اور لعاب دہن شریف ہر بات  
خوشبودار اور بہت ہی بابرکت تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک اعتدال  
کے ساتھ چوڑا تھا۔ آپ گفتگو کو شروع کرتے یا ختم کرتے تو منہ کھول کر (یعنی ہر بات  
پوری وضاحت سے بیان فرماتے)

کرن شیریں خن تے جان پاؤں کدے اک لفظ نوں نہ دوہرا الا  
تحل نال تھوڑا تھوڑا بولن اول آخر خن دا خوب کھول  
عربوں میں کشادہ دہانہ کو اچھا سمجھا جاتا تھا اور تنگی دہن کو ناپسند کرتے تھے۔

آپ کے ہونٹ مبارک خوبصورت اور باچھیں نہایت لطیف تھیں۔ دندان مبارک  
چمکیلے اور روشن تھے۔ دوران گفتگو یوں معلوم ہوتا، گویا نور نکل رہا ہے۔ (انوار محمدیہ ص ۱۶۲)

قدر موافق بات کشادہ آب شفا وچہ رجہ آمادہ  
شکر شیروں مٹھا ڈھڈا صلی اللہ علیہ وسلم  
جیکر کے پیاس اکاوے قطرہ ہو منہ وچہ پاوے  
مٹھا منہ پیاس بجھاوے صلی اللہ علیہ وسلم  
آب دہن وچہ برکت بھاری مٹھا ہونڈا چٹمہ کھاری  
جاندی رہے تمام بیماری صلی اللہ علیہ وسلم  
مارگذیدہ جے کر آوے قطرہ لب بنی چا لاوے  
اس نوں تر ت آرام آجاوے صلی اللہ علیہ وسلم

ہر بات حق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک وہ دہن ہے۔ جس سے ایک حرف بھی ایسا نہیں  
نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں، وہ اللہ کی وحی اور اس کے حکم  
کے مطابق ہوتا ہے۔



مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا رُحَىٰ يُوحَىٰ۔ (قرآن پاک ۵/۱۷)

اور وہ تو کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگرو جی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْبَرْتُكُمْ إِنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَهُوَ الَّذِي لَا شَكَّ فِيهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں، وہ بلا شبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و

شبہ نہیں ہوتا۔ (درمنثور ص ۱۱۲/۶)

انہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَإِنَّكَ تَدَّاعِبُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔ (درمنثور ص ۱۲۲/۶)

میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا۔ اس پر بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کبھی کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی تو فرماتے

ہیں۔ فرمایا اس وقت بھی میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا، اسے لکھ لیا کرتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیے۔ کیونکہ بتقاضائے بشریت ممکن ہے کہ غصہ و غضب کی حالت میں کبھی کوئی ایسی بات بھی نکل جائے جو لکھنے کے قابل نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ

فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ إِنْصَبَحَهُ إِلَى فِيهِ فَقَالَ اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ۔

پس میں لکھنے سے رک گیا اور اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا بیشک لکھو اور انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا خدا کی قسم! اس منہ سے ہر حالت میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

(ابوداؤد۔ کتاب العلم)



سپارے صفحے سوداں ہیں وہی ہمارے ہمارے

زبان پاک توں جو جو بولے جو

جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں کہ

جس کے عالی مقالات وحی خدا جس کے فہمی اشارات وحی

جن کے الفاظ، آیات وحی خدا وہ دہن جس کی ہر بات وحی

چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس سے ہیں زندگی یاب جان و جنان

نیض سے جس کے سیراب جان و جنان

اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

قلم معرفت، نہر عرفاں بنے بحر توحید، دریائے ایماں

عین چشمہ آب حیاں بنے جس سے کھارے کوئیں شیرہ جاں

اس ذلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

مونہوں سے خوشبو

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری پانچ بہنیں  
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔

فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ قَدِيدًا فَمَضَغَ لَهْنًا  
قَدِيدًا ثُمَّ فَنَاولَ لَهْنًا الْقَدِيدَ فَمَضَغَتْهَا  
كُلُّ وَاحِدَةٍ قِطْعَةً قِطْعَةً فَلَقِيْنِ اللَّهَ  
وَمَا وَجَدَ لَأَقْوَاهِمَنْ خُلُوفَ

آپ اسوقت قدید خشک کیا ہوا گوشت کھا  
رہے تھے۔ آپ نے ایک پارہ قدید کو چبا کر  
زم کیا اور انکو دیا تو انہوں نے تھوڑا تھوڑا کر  
کے کھا لیا (آپ کے دہن مبارک کی برکت  
سے) مرتے دم تک ان کے منہ سے بدبو نہیں  
پائی گئی۔ ہمیشہ خوشبو آئی۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۲/۱ - زرقانی علی الموابہ ص ۹۷/۴)

خوشبودار کنواں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ



ی النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْلُو مِنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ ثُمَّ مَجَّ فِي الْبُشْرِ فَفَاحَ مِنْهُ مِثْلُ رَائِحَةِ الْمِسْكِ۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا اور کلی کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آنے لگی۔

(ابن ماجہ۔ ابوعبیدہ۔ خصائص ص ۶۱/۱۔ زرقانی ص ۹۶/۴)

### میٹھا کنواں

حضور علیہ السلام کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اس میں ڈال دیا۔ اس کا پانی ایسا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر میٹھا کنواں کوئی نہ تھا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۶۱/۱ شفا شریف)

لب سی اس منہ دی سوئی تے مٹھی ایہہ تاثیر نہ وچ کوثر دے ڈٹھی  
جتے ہووے چشمہ کوڑا، پانی کھارا ذرہ لب ٹے نمٹھا ہووے سارا

### لعاب کی برکت سے حیا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک بے شرم اور بد زبان عورت تھی۔ ایک دفعہ وہ حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری، آپ اس وقت ٹرید کھا رہے تھے۔ اس نے بھی اس میں سے مانگا، آپ نے اسکو اس میں سے کچھ دے دیا، جو آپ کے آگے رکھا تھا۔

فَقَالَتْ إِنَّمَا أُرِيدُ مِنَ الَّذِي فِي فَمِكَ فَنَاولَهَا مَا فِي فَمِهِ وَلَمْ يَكُنْ يَسْتَأْذِنُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهُ فَلَمَّا اسْتَقَرَّ فِي جَوْفِهَا أُلْقِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْحَيَاءِ مَا لَمْ تَكُنْ إِمْرَأَةً بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ حَيَاءٍ مِنْهَا۔

وہ بولی۔ میں یہ نہیں چاہتی بلکہ وہ جو آپ کے منہ میں ہے، آپ نے وہی، جو آپ کے دہن مبارک میں تھا، نکال کر اسے دے دیا۔ کیونکہ آپ سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے۔ وہ کھا گئی جب وہ لقمہ اس کے پیٹ میں گیا تو اس پر ایسی حیا طاری ہوئی کہ وہ حیا میں تمام عورتوں سے بڑھ گئی۔

(خصائص ص ۶۲/۱۔ زرقانی علی المواہب ص ۹۷/۴)



کرم سب پر ہے کوئی ہے کہیں جو نہ ملے  
تم ایسے رحمت العالمین ہو

## عتبہ کے جسم سے خوشبو

حضرت عتبہ بن فرقہ جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک  
موصول کو فتح کیا تھا۔ ان کی بیوی ام عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں  
تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش  
کرتی۔ پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی، وہ بہت زیادہ ہوتی اور جب وہ لوگوں میں  
بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ نامعلوم کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے جس سے کوئی خوشبو نہیں  
ملتی۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ "ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ کرتی ہیں اور تو باوجود  
خوشبو نہ لگانے کے ہم سے زیادہ خوشبودار رہتا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟"

قَالَ أَخَذَنِي الشُّبْرِيُّ عَلَى عَهْدِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَشَكَّوْتُ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَأَمَرَنِي أَنْ  
تَجْرُدَ فَتَجْرُدْتُ وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ  
وَالْقَيْْتُ عَلَى فَرْجِي فَنَفَثَ فِي يَدِهِ  
ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى ظَهْرِي وَبَطْنِي  
فَبَصَقَ بِي ذَلِكَ الطِّيبَ مِنْ  
يَوْمَئِذٍ۔ (خصائص کبریٰ ۸۴/۲)

تو عتبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
عہد مبارک میں میرے بدن پر آبِ برکت  
(پھنسیاں نمودار ہوئی) میں حضور علیہ السلام  
کے حضور حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت  
کی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کپڑے  
اتار دے میں نے کپڑے اتار دیے اور اپنے  
ستر چھپا کر آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ  
نے اپنا لعاب و من بثر لیسے اپنے بدن  
مبارک پر ڈال کر میری پشت پر اور میری  
پیشانی پر لیسے اس بدن سے مجھے خوشبو  
پھیلی اور میری بیماری دور ہو گئی۔

حضرات گرامی! یہاں مقصود ان کی خوشبو کا بیان تھا اگر لعاب و من کی خواہش ہے تو  
کے جسم پر وہ اثر کیا کہ بیماری کو دور کر کے جسم کو خوشبو دار بنا دے۔



ی اگر جسم پر لگا دی جائے تو دو چار روز سے بڑھ کر اس کا اثر نہیں رہ سکتا مگر سبحان اللہ!  
عجب دہن شریف کی تاثیر دیکھیے کہ جسم میں سرایت کر کے مادہ جسم کی ماہیت کو بدل کر دائمی  
حظر کر دیا۔

اے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو، ہے کوئی تم میں ایسا جس میں ایسے اعجاز و کمالات  
ہوں؟ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

وہ رحمتہ للعالمین اور تو سراپا بغض کیس  
پھر کس طرح آئے یقین تو بھی بشر وہ بھی بشر

جناب حاجی حق حق کو ٹلوی فرماتے ہیں کہ

محمد باعث تخلیق افلاک	محمد مورد ارشاد لولاک
کوئی ان سا ہوا اور نہ ہوگا	نظیر و مثل سے سرکار ہیں پاک
مگر گستاخ کی جرات تو دیکھو	انہیں مثل اپنی کہتا ہے یہ بیباک
یہ جرات دیکھ کر حق حق یہ بولا	چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

### عربی سکھا دی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر کے منہ کھلا رکھیں۔ جونہی آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ آپ سے عربی میں گفتگو کرنے  
لگے۔  
(شواہد النبوة ص ۱۳۱)

### سوکھے درخت پھل دینے لگے

ایک دن حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لے کر  
ابو الہثم بن الیہان کے گھر گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا! مرحبا یا رسول اللہ و صحابہ رضی اللہ عنہم!  
میری دلی خواہش تھی کہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر تشریف لائیں۔ میرے  
پاس جو چیز بھی تھی، ہمسایوں کو بانٹ دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بہت اچھا کیا  
ہے! مجھے جبرائیل نے ہمسایہ کے اتنے حقوق بتائے ہیں کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں ہمسایہ



وراثت کا حق دار تو نہیں ہو جائے گا۔ پھر آپ نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کونہ میں کھجور کا درخت تھا۔ ابوالہثم سے پوچھا: اگر اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں لیں۔ اس نے بتایا کہ مدت ہوئی، اس پر بھی پھل نہیں آیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ خیر و برکت دے گا۔ پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ ایک پیالہ لائیں۔ جب پانی آیا تو آپ نے تھوڑا سا پانی کلی کر کے اس درخت پر پھونکا۔ اسی وقت اس کھجور کے درخت سے خوشے لٹکنے لگے۔ بعض بڑی بڑی کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ باغ جنت کی کھجوریں ہیں، جو تمہیں قیامت کے دن ملیں گی۔ (شواہد النبویہ ص ۵۵)

جنتی کی خبر

حضرت حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو عجب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ اور بہن کو پہنچی، انکو بہت صدمہ ہوا۔ جب حضور علیہ السلام بدر سے واپس تشریف لائے تو حارث کی والدہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو خوشی کا مقام ہے، رونے کی ضرورت نہیں اور اگر دوزخ میں ہے تو خدا کی قسم! میں چلا چلا کر روؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم تمہارا بیٹا حارث جنت الفردوس میں ہے وہ بولی! اب میں اسکو ہرگز نہ روؤں گی۔

اس وقت حضور علیہ السلام نے ایک پیالہ پانی کا طلب فرمایا۔ پھر اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی کر کے اس میں ڈال دی اور حارث کی والدہ اور اسکی بہن کو پلا لیا۔ فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا سا پانی اپنے گزیبانوں پر چھڑک لو۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر چلی گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ پھر میں کوئی عورت اس سے زیادہ خوش و خرم نہیں تھی۔ (مشن التواضع - مقامہ الاسلام ص ۱۲۰)

حضرات گرامی! خوشی اور غم آدمی کی اختیاری چیزیں نہیں ہیں، جب غم اور خوشی کے اسباب قائم ہو جائیں تو خوشی اور غم کا ہونا لازمی امر ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ اس عورت کے دل پر بیٹے کی جدائی کا سخت صدمہ ہے، جس سے ضرر کا اندازہ لگتا ہے تو آپ نے اس کی تسکین کے لئے لعاب رحمت سے اس کی دلجوئی کی۔



میں کے اس کے دل میں ایسی مسرت و شادمانی ہو گئی کہ مدینہ طیبہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شادمان نہ تھا۔

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں  
روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

### لکنت ختم

بشیر بن عقبہ کہتے ہیں کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ میں روتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: روتا کیوں ہے، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا والد اور عائشہ تیری والدہ ہو جائیں؟ پھر آپ نے اپنا دست رحمت میرے سر پر پھیرا تو میرے جن بالوں پر حضور علیہ السلام کا ہاتھ پھرا، وہ تمام عمر سیاہ رہے، باقی سفید ہو گئے۔

وَكَانَتْ فِي لِسَانِي عُقْدَةٌ فَتَقَلَّ فِيهَا  
لَعَابُ شَرِيفٍ مِثْرَةً مِنْهُ فِي ذَالِا تُوْهُ فَوْرًا  
(الخصائص الکبریٰ ص ۸۳/۲)

اور میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے اپنا لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا تو وہ فوراً دور ہو گئی۔

واہ کیا جود و کرم اے شہ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

### بینا کر دیا

حضرت حبیب کے والد حضرت فدیک یا فریک کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں آ جانے کی وجہ سے سفید ہو گئیں۔

فَكَانَ لَا يَبْصِرُ بِهِمَا شَيْئًا فَتَقَلَّ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
عَيْنَيْهِ فَأَبْصَرَ فَرَأَيْتُهُ يَدْخُلُ الْخَيْطَ فِي  
الْإِبْرَةِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ۔ (بیہقی۔ طبرانی۔ مجتہد علیہ السلام ص ۳۳۳۔ شفا شریف ص ۱۲۳ زہدانی علیہ السلام ص ۱۸۸۔ الخصائص الکبریٰ ص ۶۹/۲)

اور انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا، تو حضور علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں تھوک دیا تو وہ بینا ہو گئے اور سب کچھ نظر آنے لگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اسی (۸۰) برس کی عمر میں سوئی میں خود دھاگہ ڈالا کرتے تھے۔



ناظرین! سانپ کے انڈے پر پاؤں آ جاتے ہیں ان کی ہڈیوں کی حالت عجیب بات ہے۔ شاید ظاہر بینوں کو اس قسم کے اثر ماننے میں تاہل ہوگا۔ مگر بال علم جانتے ہیں کہ اشیاء کی تاثیرات خاص خاص مقامات پر ہوتی ہیں۔ ادویہ کا حال دیکھئے کوئی دوا سر میں تاثیر کرتی ہے، کوئی جگر میں، کوئی گردہ اور کوئی ہستانہ وغیرہ میں۔ ستاروں کی تاثیرات کا یہ حال ہے کہ اتنی دور سے کسی کی تاثیر سے غلہ بچتا ہوتا ہے۔ علی بن ابی طالب سانپ کے انڈے کی تاثیر خاص آنکھوں سے متعلق ہوتو کیا تعجب ہے؟ غرضیکہ معنوی اثر کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس چیز میں کس قسم کی تاثیرات رکھی ہیں۔ کسی بات کے سمجھ میں نہ آنے سے اس پر اعتراض کر دینا عقلمند کا کام نہیں۔ جب عموماً اشیاء میں ایسی تاثیرات رکھی ہیں کہ ان کے سمجھنے میں عقل حیران ہوتی ہے تو اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف میں ہمہ اقسام کی تاثیرات رکھی گئی ہوں تو کیا تعجب ہے؟ وہ تو باعث ایجاد عالم ہیں۔ تمام عالم کو آپ کا مسخر اور ممنون ہونا ضروری تھا۔ اسی وجہ سے آپ کے تصرفات تمام عالم پر برابر جاری ہیں۔ ایک فضلہ میں ایسی تاثیرات ہوں جن پر خاص نظر مبارک تھی، ان کے قوائے روحانی اور بصیرت کا کیا حال ہوگا؟ اسی وجہ سے کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

### درد شکم سے شفا

حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیٹ میں سخت درد رہا کرتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعرض شفا بھیجا۔

فَتَنَاوَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْرَةً مِنَ الْأَرْضِ فَتَقَلَّ فِيهَا ثُمَّ قَاوَلَهَا إِيَّاهُ فَقَالَ دَفِّهَا (اے خلطھا) بِمَاءٍ ثُمَّ أَسْقَاهَا إِيَّاهُ فَفَعَلَ فَبَرَأَ۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۷۲)

حضور علیہ السلام نے ایک ڈھیلا زمین سے لے کر اس پر تھوکا اور فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول کر پیلا دو۔ جب وہ پیلا دیا تو درد اچھٹ ہو گیا۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ لعاب شریف میں خاص قسم کی تاثیرات ہوتے ہیں جو اس سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے بھیجا ہے کہ اس کو شفا ملے اور اس کی روحانی حالت بہتر ہو جائے۔



دودھ ڈھیلا پانی میں گھول کر پلایا گیا تو اس کی تاثیر یہ ہوئی کہ ایک مہلک بیماری جاتی رہی۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں

محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفا خانہ

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبت کے وقت حضور علیہ السلام کے پاس حاضر

ہوتے اور یہیں سے تمام مرادیں حاصل کرتے گویا ان کا یہی عقیدہ تھا کہ {

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقرر!

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

### محمد بن حاطب کا ہاتھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَانْكَفَاتِ الْقِدْرُ عَلَى ذِرَاعِ مُحَمَّدٍ

ابْنِ حَاطِبٍ وَ هُوَ طِفْلٌ فَمَسَحَ

عَلَيْهِ وَ دَعَا لَهُ وَ تَقَلَّ فِيهِ قَبْرُ الْحَبِيبِ

(زرکانی ص ۱۹۲/۵ - شفا ۲۱۳ - خصائص ص ۶۹/۲)

کہ محمد بن حاطب جو بچے تھے، ان کے ہاتھ

پر پکتی ہوئی ہنڈیا گر پڑی جس سے ان کا

ہاتھ جل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلی

ہوئی جگہ پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی

اور تھوک دیا تو وہ ہاتھ اسی وقت اچھا ہو گیا۔

### زخم ٹھیک ہو گئے

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جنگ میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے

بڑے بڑے زخم آ گئے۔ صحابہ کرام اسے اٹھا کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

لے آئے۔

پس حضور علیہ السلام نے اس کے زخموں پر

قَتَلَ عَلَى جُرْحِهِ فَلَمْ يُؤْذِهِ۔

تھوک مبارک ڈالا تو وہ اچھے ہو گئے۔

(بحوالہ علی العالین ص ۴۴۲)

ناظرین کرام! دیکھئے صحابہ کرام علیہم الرضوان مصیبت کے وقت کن کے در رحمت پر

حاضر ہوتے ہیں اور کن کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں؟ گویا ان کا عقیدہ تھا کہ۔

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں



لاکھوں بلائیں، کروڑوں دشمن

### چہرے کا زخم

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرے پر ایسا زخم مارا کہ سر کی ہڈیاں تک کھل گئیں۔ میں اسی حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوا۔

فَكَشَفَ عَنْهَا وَنَفَثَ فِيهَا قَمًا  
أَذَانِي مِنْهَا شَيْءٌ۔

حضور علیہ السلام نے اپنی مچولی کر اس زخم پر تھوک دیا۔ پس اس کے بعد مجھے بالکل تکلیف

(الخصائص الکبریٰ ص ۷۰/۱۲) نہ ہوئی اور وہ زخم اچھا ہو گیا۔

سبحان اللہ! چہرے پر ایسا زخم، جس سے سر کی ہڈیاں کھل گئیں، وہ کیا گہرا زخم ہو گا! لعاب دہن شریف کی یہ تاثیر اور اعجاز و کمال کہ وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

### آنکھ کا زخم

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا گیا پھوٹ گئی۔

فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَعَالِي فَمَا أَذَانِي مِنْهَا شَيْءٌ۔

حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا لعاب دیا اور دعا فرمائی کہ میں تجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

(زاوالمعاد لابن قیم جلد اول خصائص ص ۲۰۵/۱۱)

### سینہ کا زخم

جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حنین کے سینے میں ایک تیر لگا۔ وہ رحمت کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔

فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ قَبْرًا۔

حضور علیہ السلام نے ان کے زخم پر تھوک دیا اور دعا فرمائی کہ اس کے سینے میں قبر ہو جائے۔

(اسد القاب ص ۱۲/۱۵) اسی طرح

نوٹ: ان کا عرف کلثوم المعروف بقرآن اللہ تعالیٰ



اسلم نے اپنے لعاب شریف سے ٹھیک کر دیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۸۰/۳، اصابہ ص ۷۱/۳، استیعاب ص ۳۲۷، قسم ثالث)

### ابوقنادہ کو شفاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی قرو (محرم ۷ھ) میں حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایک تیر لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بلایا۔

فَبَصَقَ عَلَى آثَرِهِمْ فِي وَجْهِ أَبِي قَنَادَةَ قَالَ فَمَا ضَرَبَ عَلَيَّ وَلَا قَاحَ۔ (شفا شریف ص ۲۱۲/۱)

اور زخم پر تھوک دیا۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے نہ تو مجھے درد ہوا، اور نہ زخم میں پیپ پڑی بلکہ وہ اچھا ہو گیا۔

اکھیں دے درد تھیں یا نظر بستہ  
شفا فی الفور حاصل ہووے ساری

### چشم علی رضی اللہ عنہ کو شفا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں پر آشوب تھا۔ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔

فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ قَبْرًا حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ۔

اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈال دیا اور دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔

گویا کبھی درد چشم ہوا ہی نہیں۔

(طبقات ابن سعد ص ۸۱/۳، قسم اول۔ اسد الغابہ ص ۲۸/۳، بخاری ص ۶۰۶، شواہد النبوة ص ۱۵۸، قصیدۃ النعمان ص ۷۳، الذکر الجلیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۱۳۱، البدایہ ص ۱۸۵/۳)

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے

حاصل ہوئی ان کو ترے اک لب لگانے سے شفا

### حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر لعاب مبارک کے اثرات

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کا صرف یہ ہی اثر نہ ہوا کہ آپ کی دکھتی آنکھیں اچھی ہو گئیں بلکہ لعاب مبارک کے اور کافی اثرات رونما ہوئے۔ خود



حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے حضور علیہ السلام نے میری آنکھوں میں لالہ لگا دی ہے۔  
 ڈالا ہے۔

فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا  
 وَلَا رَمَدًا عَيْنَايَ۔ (حجۃ اللہ ۵۷۴)  
 اس وقت سے میں سردی اور گرمی کی  
 نہیں کرنا اور تازہابی کی سردی آنکھوں  
 آئی ہیں۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

امام طبرانی و ابو نعیم حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
 رضی اللہ عنہ سخت گرمیوں میں موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔  
 وَيَلْبَسُ فِي الْبَرِّ الشَّدِيدِ الثَّوْبَيْنِ  
 اور سخت سردیوں میں باریک کپڑے پہنتے  
 تھے۔ اور سردی کی کوئی پرواہ نہیں  
 کرتے تھے۔

حضرت شبرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مقام ذی قارن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ  
 عنہ کو دیکھا کہ سخت سردی میں آپ نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ اپنے اونٹ کو  
 کھینچ رہے تھے اور آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ جب میں نے اس کا سبب پوچھا  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور علیہ السلام کے لعاب مبارک کے اثرات ہیں۔  
 (جامع الصحاح ص ۱۱۱)

### پھوٹی آنکھ

حضرت قتادہ کی آنکھ غزوہ احد میں حادثہ کریمہ لگی تو ہتھیلی پر رکھے حاضر  
 خدمت ہوئے۔

فَعِمَزَ عَيْنِيهِ بِرَاحَتِهِ فَكَانَ لَا يَذُرُنِي  
 أَيُّ عَيْنِيهِ أَحْيَيْتُ۔ (الخصائص الكبرى ص ۲۱۸/۲)  
 حضور علیہ السلام نے میری ہتھیلی سے آنکھ کی  
 دوا کر دی تو یہ حال ہوا کہ حضور علیہ السلام نے میری  
 آنکھوں میں آنکھ لگا دی تھی۔  
 (۲۳۲/۱، اصابع ص ۳/۲۷۰)



جس وقت تیر آ کر لگا چشم قنادہ میں شہا

حلقہ میں تو نے رکھ دیا ڈیلے کو وہ اچھا ہو گیا

انہی حضرت قنادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں غزوہ بدر میں لڑائی کے دوران پھوٹ کر رخسار پر بہہ آئی تھیں تو در رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانہ چشم میں رکھ کر لعاب دہن لگا دیا تو دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔

(سیرت ابن ہشام ص ۸۲، قسم ثانی، استیعاب ص ۱۲۷، القسم الثالث۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۳، قصیدۃ النعمان ص ۷۲)

نوٹ :- حضرت قنادہ کی جنگ بدر و جنگ احد میں آنکھیں پھوٹ کر رخساروں پر بہہ

آئیں مگر رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ ان کی آنکھیں درست فرمادیں۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے، انہیں سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

ابو یعلیٰ عبدالرحمن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں حضرت ابوذر

رضی اللہ عنہ کی آنکھ پھوٹ گئی۔

حضور علیہ السلام نے ان کی آنکھ میں لعاب

دہن لگا دیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی

ہوئی آنکھ پہلی آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی۔

فَبَرَقَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ فَكَانَتْ أَصْحَ عَيْنَيْهِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۳۱۶/۱)

## بے مثال اعجاز

حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ حضور علیہ السلام کا ایسی آنکھوں کو

تندرست فرمانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ابراء و اکمہ سے قوی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ

السلام صرف ان آنکھوں کو درست فرماتے

تھے جو اپنے مقام پر ہوتیں اور صرف قوت

هَذَا أَبْلَغُ مِنْ إِبْرَاءِ الْأَكْمَةِ لِأَنَّ

عَيْنَيْهِ فِي مَكَانَيْهِمَا۔ (زرقانی شریف)



بیانی اللہ میں ہوئی۔  
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں آنا و کمال کا آپ  
آنکھوں کو درست فرما دے۔  
صرف بینائی ختم ہوئی بلکہ آنکھ بھی نابینا  
سے پھوٹ چکی ہے۔

### کٹا ہوا بازو

حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص ہم  
دونوں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ مشرکین سے لڑائی میں  
مصروف تھے ہم نے عرض کی کہ ہم لڑائی میں شرکت کر کے آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔  
آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا:  
فَإِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ عَلَىٰ هُمْ مُشْرِكِينَ كَيْفَ يَكُونُ خَلْفَ مُشْرِكِينَ مِنْ أَعْدَادِ  
الْمُشْرِكِينَ۔ حاصل نہیں کرتے۔

اس پر ہم مسلمان ہو گئے اور جنگ میں شریک ہوئے۔ مجھے (خبیب بن اساف) دوران لڑائی کندھے پر تلوار کی ضرب لگی، جس سے میرا بازو کاٹ کر مجھ سے الگ ہو گیا  
میں اس بازو کو اٹھا کر حاضر خدمت ہوا۔ (آپ میدان جنگ میں جلوہ افروز تھے)

فَقُتِلَ فِيهَا وَ أَلْزَقَهَا فَالْتَمَشَتْ وَ  
بِرَاثٍ وَ قَتَلْتُ الَّذِي ضَرَبَنِي۔

(اسد الغلابہ ص ۱۱۰/۲، البدایہ والنہایہ ص ۱۶۳/۶، شفاء  
ص ۲۱۳/۱، معجزات مصطفیٰ ص ۸۳، اصحابہ ص ۴۸/۱،  
طبقات ابن سعد ص ۸۶/۳، سنن البیہقی ص ۳۷)

یعنی آپ نے میرے بازو کو اپنا لعاب دھون  
لگا کر اسے کندھے سے ملایا تو وہ اسی وقت تل  
گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اور میں جا کر  
دوبارہ لڑائی میں شریک ہو گیا اور اسی شخص کو  
قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس نے  
تلوار مار کر میرا بازو کاٹ دیا تھا۔



قسمت میں لاکھ بچے ہوں، سوئیل، ہزار کج  
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے  
برادران ملت! دکھ درد میں لوگ ڈاکٹروں اور حکیموں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں مگر صحابہ  
کرام دربار رسالت میں حاضر ہو کر حضور علیہ السلام سے شفا چاہتے ہیں۔ شفا خانہ رسول  
میں مریض آتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لعاب دہن لگا کر اور کبھی دست  
رحمت پھیر کر امراض کو رفع فرما دیتے ہیں۔  
دواؤں کے استعمال سے یہ یقین نہیں کہ ضرور شفا ہوگی مگر لعاب رسول کی یہ خصوصیت  
ہے کہ لگاتے ہی فوراً شفا ہوتی ہے۔ نہ انتظار کرنا پڑتا ہے اور نہ امید باندھنے کی ضرورت  
پڑتی ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں  
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا ہے کیا خوب شفا خانہ

### مہلک زخم

امام بیہقی محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی  
خدمت میں حاضر ہوا۔

بِرَجْلِهِ قُرْحَةٌ قَدْ اغْيَبَ الْأَطِبَّاءُ۔ اس کے پاؤں میں زخم تھا۔ جس کے علاج  
(خاص کبریٰ ص ۶۹/۲) سے اطباء عاجز آچکے تھے۔

حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی پر لعاب دہن لگا کر زخم پر مل دیا تو  
زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔

### معوذ بن عفرا کا بازو

جنگ بدر میں حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا ابو جہل نے ہاتھ کاٹ ڈالا۔



فَجَاءَ يَحْمِلُ يَدَهُ قَبْضُ خَلِيلِهِ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالصَّقَا فَلَصِقَتْ۔

(مشافیر ص ۱۱/۲۱۳)

سبحان اللہ! آپ دہن مبارک مجیب نخچہ جامعہ تھا کہ ہر عرض کی مدد اور خفا کی کٹاوت  
روا تھا۔ غور کیجئے، جب صحابہ کرام علیہم الرضوان لعاب شریف کی تاثیرات کا مشاہدہ  
ہوں گے تو ان کے نزدیک اس لعاب مبارک کی وقعت اور شان کیا ہوگی؟ اسی وقت  
ان برکات کے حصول کے ہر وقت طالب رہتے تھے، جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے لعاب مبارک میں رکھی تھیں۔

### ساق شکستہ

حضرت امام قاضی عیاض التونی ۵۴۴ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلَى سَاقِ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ  
يَوْمَ الْخَنْدَقِ إِذْ انْكَسَرَتْ قَبْرِيءَ  
مَكَانَهُ وَمَا نَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ۔

(مشافیر ص ۱۱/۲۱۳)

آپ کے در سے مریضوں کو شفا ملتی تھی۔

جام صحت جو مرے آقا پلا دیتے ہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ خدشہ پیدا ہو کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت حاصل  
تھی تو چاہئے تھا کہ لشکر اسلام میں کوئی شخص زخمی ہو کر نہ مرنے، حالانکہ صدمہ آ دی زخموں سے  
شہید ہو گئے۔ فی الحقیقت یہ ایک عقدہ لایخمل ہے۔ حالانکہ کمال اور عجیب و غریب عقلوں کا کام  
نہیں مگر غور و تامل سے اگر کام لیا جائے تو یہ خدشہ بالکل ازالہ ہو جائے گا۔



اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اکثر آدمی بیماریوں سے مرتے ہیں اور ہر بیمار اپنی بیماری کا حال طبیعوں اور ڈاکٹروں سے بیان کرتا ہے اور وہ بھی اپنے اصولوں کے مطابق علاج کرتے ہیں جس سے بہت سے لوگوں کو صحت ہو جاتی ہے۔ جس طبیب کا تجربہ وسیع اور جس کے ہاتھ پر زیادہ لوگوں کو صحت ہوتی ہو، اکثر لوگ اسکی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ بھی بقدر امکان علاج میں کوتاہی نہیں کرتا۔ باوجود اس کے جس کی قضا آ جاتی ہے۔ اس کے علاج سے وہ طبیب بھی عاجز آ جاتا ہے اور وہ مریض مر جاتا ہے۔ اگر طبیعوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے موت یک سکتی تو دنیا میں کوئی بادشاہ اور مالدار نہ مرتا۔ بادشاہوں کے علاج کے واسطے ہر ملک کے منتخب طبیب جمع کئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں ان کو دلائی جاتی ہیں مگر انہیں کے زیر علاج مرنے والا مر جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ موت کسی حال میں ٹل نہیں سکتی۔ مگر باوجود اس کے ڈاکٹروں اور طبیعوں پر یہ الزام نہیں لگایا جاتا کہ تم نے اسکو مار ڈالا یا علاج میں غفلت کی۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ موت کا علاج نہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم فرماتے ہیں۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

آن دوا در نفع خود گمرہ شود

جب بیمار کی قضا آ جاتی ہے تو طبیب کی عقل ماری جاتی ہے۔ وہ کچھ کا کچھ نسخہ تجویز کر بیٹھتا ہے اور اگر نسخہ درست و مفید بھی ہو تو وہ دوا اپنے مسلمہ فائدہ کے بجائے الٹی تاثیر کرتی ہے۔

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت

آب آتش رامد و شد ہچو نفت

ہلیلہ جو قبض کشا ہے، اس سے قبض ہو گئی اور کھل کر اجابت ہونا جاتا رہا۔ اس طرح پانی جو

ٹھنڈی چیز ہے۔ مٹی کے تیل کی طرح آتش بخار کی مدد بن گیا۔

اس قضا ابرے بود خورشید پوش

شیر و اثر دہا بود زد ہچو موش

غرض یہ قضا ایک بادل ہے، سورج کو چھپا لینے والا جس کے آگے شیر اور اثر دھے



چوہے کی طرح ضعیف و عاجز ہیں۔

اللہ تعالیٰ عالم پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا اندازہ کر چکا ہے کہ فلاں چیز فلاں وقت تک باقی رہے گی اور اس میں فلاں فلاں قسم کے تخیرات واقع ہوں گے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

### اقسام قضاء

قضاء دو قسم کی ہوتی ہے ایک معلق، دوسری مبرم۔ معلق وہ ہے کہ کسی وجہ یعنی دعا یا دوا صدقات وغیرہ سے ٹل جائے۔ اگر وہ دعا یا دوا یا صدقہ عہ کیا جائے تو ہلاکت کی نوبت نہ جائے۔ اسی وجہ سے آدمی بیماری یا مصیبت کے وقت دعا یا دوا یا صدقہ وغیرہ کرنا ہے اور صحت ہو جاتی ہے جس سے طبیب یا دعا کرنے والا نیک نام ہو جاتا ہے۔

مبرم وہ ہے کہ نہ دعا سے ٹلے نہ دوا وغیرہ سے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی معاملے میں دیکھتے کہ قضائے معلق ہے تو دعا یا کسی اور قسم کا تصرف فرماتے اور جب دیکھتے کہ قضائے مبرم ہے تو کسی قسم کا تصرف نہ فرماتے بلکہ راضی برضائے الہی رہتے کیونکہ یہ تو منظور ہی نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کریں۔ یہی وجہ ہے کہ علام الغیوب جل جلالہ نے آپ کو اطلاع دی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حالت غربت میں انواع و اقسام کے مصائب اور سختیاں اٹھا کر شہید ہوں گے تو آپ نے اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی تاثر نہ فرمایا۔ اسی طرح صحابہ کرام کی شہادت کے وقت آپ اپنے تصرفات ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ قضائے مبرم ہے۔

### ہر پتھر سے یانی

بیہقی نے عمرو بن شیبہ کی سند کے ساتھ ابو عبیدہ نخوی سے روایت کی کہ عامر بن کریر نے پانچ سالہ بیٹے عبد اللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنا لہاب مبارک ڈال دیا، جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے، اس سے پانی نکل آتا تھا۔ (المصابیح للترمذی ص ۱۱۱)



سائلو دامن سخی کا تھام لو  
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

## لشکر اسلام کی سیرابی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم حدیبیہ میں حضور علیہ السلام نے چودہ سو مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر چاہ حدیبیہ پر نزول فرمایا۔ لشکر اسلام نے چاہ کا تمام پانی نکال لیا، اس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ رہا اور سخت گرمی تھی۔ صحابہ کرام نے دربار رسالت میں عرض کی کہ حضور چاہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں۔

پس آپ اس کنویں پر تشریف لائے اور پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ اس میں سے وضو کیا اور پانی کی ایک کلی کنویں میں ڈال دی اور فرمایا۔ ذرا ٹھہرو، اس میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ حدیبیہ میں بیس روز قیام رہا۔ تمام فوج اور انکے اونٹ اسی سے سیراب ہوتے رہے۔

فَاتَّاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَقِيرِهَا ثُمَّ دَعَا  
بِأَنَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ  
صَبَّ فِيهَا ثُمَّ قَالَ دَعَوْهَا سَاعَةً  
فَارْوُوا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى  
ارْتَحَلُوا۔ (بخاری و مشکوٰۃ ص ۵۳۲)

## خشک کنویں سے پانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبا کی طرف تشریف لے گئے اور ایک کنویں پر پہنچے جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا تھا۔ اس کنویں کی یہ حالت تھی کہ ہر روز اس کا پانی تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا اور پھر دن بھر خشک رہتا۔

فَمَضْمَضَ فِي الدَّلْوِ وَرَدَّهُ فِيهَا  
فَجَاشَتْ بِالرَّذَاءِ۔

(طبقات ابن سعد۔ الخصائص الکبریٰ ص ۴۱/۱)  
یہ حالت ہوئی کہ اس سے وہاں کی پوری زمین سیراب ہوتی اور خوب پیداوار ہوتی۔

جن کی دو بوند، میں کوثر و سلسبیل  
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی



## جابر کی ضیافت میں برکت

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل ہوا تھا جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں مگر اتنی تھوڑی سی روٹیوں اور مچھلیوں کو ہی سو آدمی کھا کر آسودہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے لیکن عید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بارہا زمین کے دسترخوان پر تھوڑے سے کھانے سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھوکوں کو شکم سیر اور ہزاروں پیاسوں کی تشنہ لپی کو دور فرمایا۔ اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر انصار و مہاجرین خندق کھودنے میں مصروف تھے صحابہ کرام نے دربار رسالت میں بھوک کی شکایت کی اور کرتا اٹھا کر دکھایا کہ شکم پر فاقہ سے ایک ایک پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تسلی کے لئے اپنا پیرہن شریف اٹھایا تو لوگوں نے دیکھا کہ شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دل پر اس منظر سے بڑی چوٹ لگی گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کہ کیا کچھ کھانے کا سامان گھر میں موجود ہے؟ بیوی نے عرض کیا کہ ایک صاع جو کا آٹا اور یہ چھوٹی سی بکری ہے۔ حضرت جابر نے بکری کو ذبح کیا اور گوشت دیکھی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا۔ اور ان کی بیوی آٹا گوندھنے لگی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دربار نبوت میں چپکے سے کان میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایک صاع جو کا آٹا اور ایک چھوٹی سی بکری کا گوشت ہے۔ چند صحابہ کے ہمراہ غریب خانہ پر تعزیک لے چکے ہیں اور تناول فرمائیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے خندق کھودنے والو! چلو آج جابر کے گھر دعوت عام ہے اور جابر کو حکم دیا کہ جب تک میں نہ آؤں نہ روکے گی چولہے سے اتاری جائے اور نہ زوٹی پکائی جائے۔ حضرت جابر گھبرائے ہوئے مکان پر آئے اور بیوی سے کہنے لگے کہ ہمارے پاس تو یہ مختصر کھانا ہے اور حضرت علیہ السلام سینکڑوں صحابہ کرام کو ساتھ لے کر کھانا کھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں کیا یہ ممکن ہے؟ مگر ایمان والوں نے کہا کہ



آپ پریشان نہ ہوں، اس میں ہمیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نہیں غم ہم کو کہ لشکر ساتھ لائے گا

جو لشکر لے کے آئے گا وہی انکو کھلائے گا

اس رمز کو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رحمت عالم صلی

اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ کے ساتھ رونق افروز ہوئے۔

تو میں گوندھا ہوا آٹا آپ کے روبرو لایا۔

آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور

دعا فرمائی۔ پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اور

اس میں بھی لعاب مبارک ڈالا۔ اور دعا

فرمائی۔ جب کھانا پک کر تیار ہوا تو تقسیم

شروع فرمائی۔ حضرت جابر قسم کھا کر کہتے

ہیں کہ ایک ہزار صحابہ تھے۔ سب نے سیر ہو

کر کھایا مگر پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا گویا

کسی نے کھایا ہی نہیں۔

فَاُخْرِجْتُ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ

وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بَرَمَتَا فَبَصَقَ

وَبَارَكَ فَاقْسَمَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَكَلُوا وَهُمْ

أَلْفٌ حَتَّى تَرَ كَوَّةً وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ

بَرَمَتَا لَتُعْطُ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا

لَيُخْبِزُ كَمَا هُوَ۔ (شواہد النبوة ص ۱۳۲، سیرت

ابن ہشام ص ۲۷، قسم ثانی، المغازی للواقدي ص ۴۵۲/۲،

البدایہ والنہایہ ص ۹۷/۳، سنن البیہقی ص ۲۷۴/۷، صحیح

مسلم ص ۲۱۶، الخصائص الکبریٰ ص ۱/۲۷۷)

کئے ہیں سیر صدہا ایک بکری صاع بھر جو میں

لعاب اور دست اقدس جب لگایا میرے آقا نے

غور کیجئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تو فخر کو نین، رحمت دارین، رسول الثقلین صلی

اللہ علیہ وسلم کو چند آدمیوں کے ساتھ دعوت دی او آپ نے خود اپنی طرف سے تمام کو دعوت

دے دی، یہ کیسی عجیب بات ہے؟ اس راز کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا۔ البتہ اہل بصیرت

جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو اس قسم کے معاملات میں تصرف و اقتدار دیا تھا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ بادشاہ اپنے وزراء اور امراء کو اقتدارات و اختیارات دیتا ہے اور وہ

اس اقتدار و اختیار سے جو چاہتے ہیں، کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جب وہ بادشاہ کے رو

برہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی قسم کی حکومت حاصل نہیں۔ اگر حکومت ہے تو

بادشاہ ہی کو ہے۔ اسی طرح مقربان بارگاہ صمدیت کی بھی حالت ہے۔ انکو اقتدارات اور



اختیارات سب کچھ حاصل ہوتے ہیں مگر ہرگز وہ یہ نہیں کہ وہ لوگ جو اس کے لئے عجزی اور تصرع کا ان پر غلبہ ہوتا ہے مگر جب کوئی وقت آ جاتا ہے تو پھر عطا الہی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ فی الحقیقت مقرران بارگاہ الہی کی ایسی ہی کچھ نرالی حالت ہوتی ہے، جس کا سمجھنا معمولی عقولوں کا کام نہیں۔

جناب محمد اعظم صاحب چشتی کہتے ہیں کہ

دیکھن نوں اوہ ساڈے ورگا، پر اسیں کدوں اس ٹل دے

پتھر لعل دے بھا نہیں وکدا، پھل کنڑیاں فال دے تل دے

جو اسرار حضور تے کھلے اور ہر اک تے نہیں کھل دے

اعظم اوہ عرشاں تے پھر دا، اسیں گلیاں دے وچ دل دے

### فوائد

۱۔ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں بھی آگے احادیث لکھ لیا کرتے اور آپ انہیں منع نہ فرماتے، بلکہ فرماتے لکھو۔ میرے منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

۲۔ یہ کہ آپ کا دہن و لعاب دہن شریف بے حد خوشبودار، بہت ہی بابرکت، دماغ الامراض اور دافع الالام ہے۔

۳۔ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تکلیف و بیماری میں طیب دو جہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے اور حضور علیہ السلام خود ادا کرتے برکت سے ان کی تکلیفوں و مصیبتوں اور بیماریوں کو دور فرماتے۔



## باب ۹

### آواز مبارک

اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام  
اس گلے کی نصارت پہ لاکھوں سلام  
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود  
جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں  
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود



حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اللہ تعالیٰ کے ساتھ فراخ، رخسارے مبارک ہموار، سب سے زیادہ خوب و اور خوش آواز تھے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آپ کی آواز پہنچتی، کسی اور کی نہ پہنچتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں آپ کی آواز گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی اور ہزاروں کے اجتماع میں جس طرح آپ کی آواز مبارک کو وہ شخص سنتا جو سب سے آگے ہوتا، اسی طرح آپ کی آواز مبارک کو وہ شخص بھی سنتا جو سب سے پیچھے ہوتا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

### ہر جگہ نیکیاں آواز

حضرت عبدالرحمن بن معاذ تیمی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ پڑھا۔ جہاں جہاں کوئی بیٹھا تھا، سب کے کان کھل گئے اور ہم اپنی قیام گاہوں میں

نَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا  
فَطَفِقَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ۔

(ابوداؤد۔ مجتہبی دہلی ص ۲۷۷) دے رہے تھے۔

نوٹ: ”اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع احکام الہی کی تعمیل کے لئے ہمدن حاضر تھا۔“ (سیرت رحمۃ اللعالمین ص ۲۳۰)

”عرفات کی پہاڑی پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ جو حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، احادیث میں مذکور ہے۔“ (سیرت رحمۃ اللعالمین ص ۲۳۰)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس خطبہ کو سننے کا شرف ایک لاکھ ۳۴ ہزار ہی کو ملا تھا۔“ (سیرت رحمۃ اللعالمین ص ۲۳۱)

نبیہتی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: ”اے لوگو! آپ کی آواز مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ نے نبوغم میں سنی، وہ وہیں پہنچ گئے۔“



نبی دی جھہ دیوچ ایہہ آہا اعجاز  
برابر دور نیثرے جاندا آواز

### گھروں میں آواز پہنچتی تھی

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم آدھی رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز اپنے گھر (جبکہ آپ خانہ کعبہ میں ہوتے اور میں کافی فاصلہ پر اپنی چارپائی پر ہوتی تھی) سن لیتے تھے۔  
(انوار محمدیہ ص ۲۷۱)

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو حاضرین کے علاوہ بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے سنا۔  
(الخصائص الکبریٰ ص ۱۶۵)

### ہر نبی خوش گلو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جب کبھی کسی نبی کو بھیجا تو اسی حسن صوت اور خوبی آواز سے نوازا۔ جب تمہارے نبی کی بعثت کا وقت آیا تو ان کو بھی ان اوصاف سے نوازا گیا۔  
(انوار محمدیہ ص ۲۷۰)

جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔۔

جس میں ہوں ندیاں سیم و زر کی رواں  
جس میں موجیں ہوں آب گوہر کی رواں  
جس میں لہریں ہوں حسن قمر کی رواں  
جس میں نہریں ہوں شیر و شکر کی رواں  
اس گلے کی نصارت پہ لاکھوں سلام

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام نہایت بلند آواز اور خوش گلو تھے۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کی آواز جیسے قریب سنی جاتی، ویسے ہی دور بھی سنی جاتی تھی۔
- ۳۔ یہ کہ صحابہ کرام آپ کے حکم کی فوری تعمیل کرتے تھے۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۱۰

### زبان مبارک

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اس کی نافرمانی حکومت پہ لاکھوں سلام  
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود  
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام  
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود  
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام



حضور سید عالم، محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اللہ کی ہر بات پر لفظ اور  
ادب، فصاحت و بلاغت، حق و صداقت اور لطف و محبت کا منبع و منظر تھی۔ آپ کا  
شیریں، حق و باطل میں فرق کرنے والا، واضح اور مبین، ہر قسم کے عیوب یعنی افرات  
تفریط، جھوٹ، غیبت، بدگوئی اور فحش کلامی وغیرہ سے منزہ اور پاک تھا۔ گویا آپ کا کلام  
لڑی کے موتی ہیں، جو گر رہے ہیں۔  
(درعانی علی المصاب)

شیریں سخن ہسی گویائی  
سننے والا وارے جانی  
زبان فصیح مَلِیخ جہاں دی  
ہر دم ذکر الہ الاندی  
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ هِے آیت  
شرح زبان دی کرو درایت  
فصح العرب واجم

مٹھیاں گلاں نال صفائی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
صَبَّحَ الضَّمَّ هِے صفت انہاندی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
وَيَسِّرُنَا بَہی دیکھ ہدایت  
صلی اللہ علیہ وسلم

امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔  
میں تمام عربوں اور عجمیوں سے زیادہ  
(الوارعہ ص ۲۶۳) فصیح ہوں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں ابن ابی الدنیاء نے کتاب المظن میں اور ابن ابی حاتم و  
خطیب نے کتاب النجوم میں اور ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم یحییٰ سے روایت کی کہ ایک  
مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو  
نہیں دیکھا، اس کا سبب کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: میرے لئے کوئی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے؟ جبکہ صورت حال  
یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور عربی میں کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۹۵)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے فصاحت



کیا کہ یا رسول اللہ! ہم ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں اور ایک ہی شہر میں پرورش پائی ہے بایں ہمہ آپ ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں جس میں سے اکثر حصہ سمجھا نہیں جاسکتا؟ آپ نے فرمایا: میری تربیت اللہ نے کی ہے۔ اور اچھے طریقے سے کی ہے۔ اور میں نے اپنا بچپن بنو سعد میں گزارا ہے۔ اَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ۔ (انوار محمدیہ ص ۲۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے بلکہ آپ کی گفتگو کا انداز ایسا تھا کہ اگر گننے والا الفاظ گننا چاہتا تو گن لیتا۔ (انوار محمدیہ ص ۲۶۲)

کرن شیریں سخن تے جان پاون کدے اک لفظ نوں نہ دوہرا لاون  
تحمل نال تھوڑا تھوڑا بولن اول آخر سخن دا خوب کھولن  
برادران ملت! فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ عربوں کی مقامی زبانیں، ان کے الفاظ کی تراکیب اور بیان کے اسلوب مختلف تھے۔ بایں ہمہ آپ مخاطب کی زبان میں اس سے فصیح تر گفتگو کر سکتے تھے، حالانکہ کوئی شخص بھی اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں با آسانی گفتگو نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ مولیٰ کریم نے آپ کو اس قدر علوم عطا فرمائے تھے کہ آپ ہر زبان میں با محاورہ کلام فرماتے تھے۔ جیسے آپ عربی زبان کے فصیح تھے، ایسے ہی دوسری زبانوں کے بھی فصیح تھے۔ جب کبھی آپ دوسری کسی زبان میں گفتگو فرماتے تو اس زبان کے قواعد فصاحت و بلاغت کے مطابق فرماتے کہ زبان دان بھی حیران رہ جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت خدائی قدرت اور الہی بخشش کی ممنون تھی اور آپ اس کے سزاوار بھی تھے۔ کیونکہ آپ تمام عمدہ انسانی اوصاف میں غیر معمولی طور پر سب انسانوں سے بہتر تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۰)

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں  
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں



## ہر زبان پر عبور

محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہو، آپ کے حضور حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا تو آپ اسی بولی میں اس سے باتیں کرتے ہیں۔ آپ کی زبان میں خداداد قدرت و قوت تھی۔ (فتا شریف ص ۲۲۸۔ تشریح ص ۱۶۵)

آپ کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ آپ تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے تھے۔ لہذا ضروری تھا کہ آپ کو تمام مخلوق کا علم دیا جاتا اور آپ تمام مخلوق کی زبانوں کے عالم ہوتے۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوة سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور اپنا کلام سنانا شروع کیا تو حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب کیا (جو تاجر اور فارسی زبان کا عالم تھا) اس نے حضرت سلمان کا کلام سنا۔ حضرت سلمان نے اپنے کلام میں حضور کی تعریف اور ان لوگوں کی برائی کی تھی۔ جو لوگوں کو حضور علیہ السلام کے پاس جانے سے روکتے تھے مگر ترجمان یہودی نے یہ سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فارسی جانتے نہیں، کہا: اے محمد! یہ سلمان تو آپ کو برا کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو ہماری تعریف اور ان کافروں کی برائی کر رہا ہے، جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ یہ سن کر

فَقَالَ الْيَهُودِيُّ يَا مُحَمَّدُ قَدْ كُنْتُ  
قَبْلَ هَذَا أَتَيْتُكَ وَالْآنَ تَحَقُّقُ  
عِنْدِي أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَ أَشْهَدُ  
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ  
رَسُولُ اللَّهِ۔

اس یہودی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اس سے پہلے تو میں آپ کو برا جانتا تھا مگر اب میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

(شواہد النبوة ص ۱۳۱۔ سیرت الخلیفہ ص ۱۸۲)

نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک وفد کی صورت میں چند لوگ کسی ملک سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو آپ کو پہچان نہ سکے۔



کیونکہ آپ بادشاہوں کی طرح امتیازی شان سے نہیں بلکہ صحابہ کرام میں مل جل کر بیٹھا کرتے تھے) ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں کہا۔ ”من ابوان اسران“ یعنی تم میں سے رسول اللہ کون ہیں۔ حاضرین میں سے کوئی نہ سمجھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اشکداور“ یعنی آگے آؤ۔ یہ سن کر وہ آگے آئے اور اپنی بولی میں جو جو پوچھتے رہے۔ آپ اسکا جواب ان کی بولی ہی میں دیتے رہے۔ جس کو سوائے ان کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے آپ کو اللہ کا رسول برحق تسلیم کر لیا اور بعد از قبول اسلام اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔

جو بندہ جس ملکہ دا آوے

اگوں اس نال اوہو بولی الاوے

محمد بن عبد الرحمن اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسی شخص نے بایں الفاظ ”یا رسول اللہ ایدالک الرجل امراته“ سوال کیا۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: ”نعم اذا کان مغلجا“

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! اس نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے اس سے کیا فرمایا؟ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر ادائے قرض میں دیر لگا دے تو جائز ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ جبکہ وہ مفلس اور نادار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بولے کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں۔ میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو سنا ہے لیکن میں نے آپ سے زیادہ کوئی فصیح نہیں سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا قَالَ لَكَ وَمَا قُلْتَ لَهُ قَالَ إِنَّهُ قَالَ أَيْمَاطُ الرَّجُلِ أَهْلُهُ قُلْتُ لَهُ نَعَمْ إِذَا كَانَ مُفْلِسًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ طُفْتُ فِي الْعَرَبِ وَسَمِعْتُ فَصَحَاءَ هُمْ وَمَا سَمِعْتُ أَفْصَحَ مِنْكَ قَالَ أَذْبَنِي رَبِّي۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۳۲۔ ذریعہ نقلی علی الموابہ ص ۱۰۴)



## فصاحت و بلاغت

حضرت یزید بن رومان اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا نام قیس بن نسیہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا نام سنا۔ اور آپ سے کئی باتیں دریافت کیں۔ آپ نے ان کا جواب دیا۔ اس نے وہ سب یاد کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا: اے لوگو! بیشک میں نے روم کا ترجمہ، فارس کا ترجمہ، عرب کے اشعار، کاہن کی کہانت اور ملوک حمیر کا کلام سنا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ وہ سچے نبی ہیں، اسلئے تم میرا کہا مانو اور اس سے بہرہ ور ہو جاؤ۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو مکہ مکرمہ میں ایک کام ہے، تم بکریوں کی حفاظت کرو۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دیکھنے کے بعد واپس آیا تو بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ خدا کی قسم!

لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهْنَةِ فَمَا هُوَ  
بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى  
أَقْرَاءِ الشَّعْرِ فَمَا يَلْتَمِمْ عَلَى لِسَانِ  
أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ وَاللَّهِ أَنَّهُ  
لَصَادِقٌ وَأَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔

(دلائل النبوة ص ۲۰۸۔ مسلم کتاب الفرائض ص ۲۹۷)

میں، جھوٹے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنی ہاشمی کے مکہ مکرمہ میں آگیا اور اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ وہ سچے نبی ہیں، اسلئے تم میرا کہا مانو اور اس سے بہرہ ور ہو جاؤ۔



بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں۔ میرے ہاتھ سے بہت سے لوگ شفا یاب ہوئے ہیں۔ مجھے دکھاؤ، وہ کہاں ہے۔ لوگ اسکو حضور علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اسوقت یہ پڑھا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَ  
نُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ  
بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ  
مَسِيَّاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا  
مَضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يَضِلَّ لَهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ  
وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ  
اَنْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے  
مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور  
اسی پر توکل کرتے ہیں نفس کی شرارتوں اور  
برے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جس  
کو وہ ہدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔  
اور جس کو وہ گمراہ کر دے، اسکا کوئی ہادی  
نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا  
کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اسکا  
رسول برحق ہوں۔

ضمانے سن کر کہا۔ پھر پڑھیے۔ حضور علیہ السلام نے دوبارہ پڑھا تو ضماند نے کہا۔

وَاللّٰهُ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهْنَةِ  
وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَ قَوْلَ الشُّعْرَاءِ  
فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ  
وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوسَ الْبَحْرِ فَهَلُمَّ  
يَذَكُّ اُبَايُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ  
قَبَايَعَهُ۔

خدا کی قسم میں نے کاہنوں، ساحروں اور  
شاعروں کا کلام سنا ہے۔ لیکن ان کلمات کی  
مثل میں نے نہیں سنا، یہ تو معنا ایک بحر ذخار  
اور دریائے بے کنار ہیں، اپنا ہاتھ  
بڑھائیے۔ میں دین اسلام کو قبول کرتے  
ہوئے آپکی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ  
مسلمان ہو گیا۔

(مسلم۔ بیہقی۔ احمد۔ خصائص کبریٰ ص ۱۳۲/۱)

## کمال فصاحت

آپ کی فصاحت لسان اور بلاغت کلام ”جوامع کلم“ اور ”بدائع حکم“ سے  
مخصوص تھی۔ آپ عرب کے تمام قبائل کی زبانیں اچھی طرح سمجھتے تھے اور ہر شخص سے اسی



کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ چنانچہ بعض اوقات آپ کے صحابی اس میں لگ جاتے تھے۔  
پھر آپ سے شرح کی درخواست کرتے۔

اوج شان فصاحت پہ لاکھوں درود  
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود  
جان حسن بلاغت پہ لاکھوں درود  
اسکی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود  
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

اس تکلم کی لذت پہ بے حد درود  
حسن طرز خطابت پہ بے حد درود  
صاف شستہ عبارت پہ بے حد درود  
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود  
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

### ہرنی پر نظر کرم

جنگل میں کسی شکاری کے جال میں ایک ہرنی پھنس گئی اور۔۔۔

ناگہان آن مغیث ہر دو کون

مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

حسن اتفاق کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی جنگل میں تشریف لے آئے۔  
ہرنی نے جب حضور علیہ السلام کو دیکھا تو حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے سنا۔

اِذَا مُنَادٍ يُنَادِيهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔۔۔  
کوئی پکارنے والا حضور کو پکار رہا ہے اور کہہ  
رہا ہے یا رسول اللہ!

حضور علیہ السلام نے توجہ فرمائی تو ہرنی جال میں پھنسی ہوئی نظر آئی اور وہی پکار رہی  
تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا ہرنی بولی حضور میرے پاس  
تشریف لائے۔ حضور آگے بڑھے اور فرمایا: مَا حَاجَتُكَ (تیری کیا حاجت ہے) کوہ  
حضور علیہ السلام حاجت روا ہیں، اور نہ صرف انسانوں ہی کے بلکہ جانوروں کے بھی۔ ہرنی  
نے عرض کیا: حضور میرے دو بچے ہیں میں ان کو دیکھ بلائے کے لئے جا رہی تھی کہ اس  
جال میں پھنس گئی۔ حضور میرے بچے میری رائی لالہ کے لئے بلائے کے لئے جا رہے تھے کہ اس



اور میں بھی مستحق ہوں مجھ پر رحم فرمائیے اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمانت پر مجھے اس جال سے رہا کر دیجئے تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ حضور! میں دودھ پلا کر پھر واپس آ جاؤں گی۔

حضور نے فرمایا: اچھا جا! اور بچوں کو دودھ پلا اور دیکھ دودھ پلا کر جلدی واپس آ جانا۔ ہرنی نے عرض کیا۔ بہت اچھا حضور!

فَذَهَبَتْ فَأَرْضَعَتْ خَشْفِيًّا ثُمَّ هَرْنِي گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی۔ رَجَعَتْ۔

برادران ملت! جانور جال سے چھوٹ کر پھر اس راہ سے بھی کنارہ کرتے ہیں مگر اللہ نے اسے سلطنت مصطفیٰ کی ہرنی کی یہ تاب کہاں، کہ وہ حکم سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پا کر واپس نہ آئے۔ وہ ہرنی گئی اور پھر واپس آ گئی۔ شکاری نے یہ معجزہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس شکاری سے فرمایا: اب تم اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ شکاری نے کہا۔ بہت اچھا اور ہرنی کو چھوڑ دیا۔

فَخَرَجَتْ تَعْلُوًا فِي الصُّحُرَاءِ تَجْرِي جَرِيًّا شَدِيدًا فَرَحًا وَهِيَ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا الْأَرْضَ وَتَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ۔

دلائل النبوة ابو نعیم ص ۲۲۰، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۴۶۱، نزہۃ قانی علی المواہب ص ۱۵۰/۵،

قصیدۃ الامان ص ۶۲، نزہۃ المجالس ص ۹۴/۳

## اونٹ کی فریاد

ایک دن ایک اونٹ در رسالت پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! جس قوم میں میں ہوں، وہ لوگ عشاء کی نماز نہیں پڑھتے اور عشاء کی نماز سے قبل ہی سو جاتے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کہیں ان لوگوں پر عذاب بھیجے اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ آپ ان کو بلوایئے اور نصیحت فرمائیئے۔ چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور عشاء کی نماز کے بارے میں تاکید فرمائی۔ (احیاء القلوب ص ۹۳، قصص الانبیاء ص ۴۶۴)



قارئین کرام! اس واقعہ سے جہاں عشاء کی نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے وہاں  
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کا بھی اندازہ لگائیں کہ حیوان آپ کی بارگاہ میں  
حاجات لے کر آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

### چڑیوں کی فریاد

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سطر میں ہم آپ کے پاس  
تھے۔ ایک درخت پر ایک چڑیا کے دو بچے تھے۔ وہ ہم نے پکڑ لئے۔ ان بچوں کی اماں  
نے دیکھا تو وہ اڑتی ہوئی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گری اور فریاد کر  
لگی۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ  
ہم نے فرمایا: جاؤ ان بچوں کو اسی جگہ پر رکھ آؤ۔  
(مجتہ اللہ اہل العالمین ۳۶۶)

### اونٹ پر نظر رحمت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اس باغ  
میں ایک اونٹ تھا۔ اس نے جو نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فریادیں مین کرنا  
خدمت ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور رو رو کر  
حضور علیہ السلام سے کچھ فریاد کرنے لگا۔ رحمت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس کا  
مالک کون ہے؟ ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا حضرت! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا  
اس جانور کے باب میں تو اللہ احکم الحاکمین جل جلالہ سے نہیں ڈرتا؟

فَإِنَّ شَكَا إِلَيَّ إِنَّكَ تُجِيعُهُ۔

اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو

(البدایہ والنہایہ) اسے بھوکا رکھتا ہے۔

(اسد الغابہ ص ۱۳۴۳ - مجتہ اللہ ص ۲۵۸)

کی اونٹ نے تجھ سے بیاں، دکھ درد کی سب داستان

دیکھا جو تجھ کو مہربان، شکوہ مصیبت کا کیا

سبحان اللہ! جو نبی حیوانوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی غارتیوں کو جاننے والے ہیں

قیامت کے دن امت گناہگار کی بھی حق تعالیٰ سے رزق الطاف سے ان کی غارتیوں کو جاننے والے ہیں



تمہیں حاکم برایا، تمہیں قاسم عطایا  
تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا  
کوئی تم سا کون آیا

### سوسمار کی گواہی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے آیا، آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہا کہ لات وعزی کی قسم! اگر یہ سوسمار تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے بزبان فصیح عرض کیا کہ لبیک، حضور میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے کہا، اس خدا کی، جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے۔ دریاؤں میں اسکی بنائی ہوئی راہیں ہیں۔ بہشت میں اس کی رحمت ہے۔ دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی۔ اس نے فلاح پائی اور جو آپ کی تکذیب کرے، محروم ہے۔ یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز اور قرأت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(نسیم الریاض۔ طبرانی۔ بیہقی۔ رحمۃ الرحمن شرح قصیدۃ العثمان ص ۶۰)

### سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ طائف میں حضور علیہ السلام ایک جگہ سے پیدل چلتے چلتے اونگھ رہے تھے کہ راستہ میں ایک بیری کا درخت تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ کر دو ٹکڑے ہو گیا تا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے (اور آپ کو تکلیف نہ پہنچے)

### فائدہ

یہ حدیث لکھ کر امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ”وہ بیری دو حصوں میں ہمارے



## سرکش اونٹ

## حجر و شجر سے سلام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گزرتے، وہ آپ کی تعظیم کرتا اور صلوٰۃ و سلام پڑھتا۔

(ترمذی شریف۔ شفاء شریف ص ۱۵۳، حجتہ اللہ ص ۴۳۰، رحمتہ الرحمن شرح قصیدۃ العجمان ص ۷۹)

اسستق حنانہ

دارمی حضرت عبداللہ بن بریدہ سے اور امام یحییٰ والیہ نعیم و اہل عسا کر حضرت ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی مسجد شریف میں منبر بنانے سے قبل کھجور کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر شریف بنایا ہوا اور حضور علیہ السلام نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔



حدیث کا ترجمہ مثنوی شریف کی زبان سے سنئے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

استن حنانه از ہجر رسول

نالہ می زد ہچو ارباب عقول

کھجور کا خشک تنا فراق رسول میں چیخ چیخ کر عقلمند انسانوں کی طرح رونے لگا۔

در تحیر ماند اصحاب رسول

کز چہ می نالہ ستوں با عرض و طول

صحابہ کرام حیران رہ گئے کہ یہ ستون (کھجور کا خشک تنا) کیوں روتا ہے؟ حضور علیہ السلام منبر سے اترے اور کھجور کے خشک تنے پر دست رحمت رکھ کر فرمایا۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون

گفت جانم در فراق گشت خوں

اے خشک تنے تو کیوں روتا ہے؟ ستون نے عرض کی۔ اے گیسوؤں والے آقا!

آپ نے اب مجھ سے تکیہ لگانا چھوڑ دیا ہے اور منبر کو مشرف فرمانا شروع کر دیا ہے۔ آپ کی یہ جدائی مجھے رلاتی ہے۔

مسلمانو! دیکھو ایک ستون حضور علیہ السلام کی محبت و جدائی میں کس طرح رو رہا ہے اور عرض حال کر رہا ہے۔ صاحب بصیرت و با ذوق احباب کے لئے اس واقعہ میں نہایت عبرت و نصیحت ہے۔

آئیے! اب آپ کو حدیث کے وہ الفاظ سناؤں، جو حضور علیہ السلام نے اس ستون کو ارشاد فرمائے۔

یعنی چپ ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تمہیں پھر

سے لگا دوں، جہاں تو پہلے تھا۔ تیری شاخیں نکل

آئیں تیری خلقت کی تکمیل ہو جائے۔ تجھے پھل

لگ جائے اور تو کھجور کا سرسبز و شاداب درخت بن

جائے۔ اور اگر تو چاہتا ہے تو تجھے جنت میں لگا دوں

تا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تیرا پھل کھائیں۔

أَسْكُنْ إِنْ هِئَتْ أَرْضُكَ إِلَى

الْحَائِطِ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ تَنْبُتُ

لَكَ عُرْدَتُكَ وَيَكْمُلُ خَلْقُكَ

وَيُخْبِرُكَ خَوْضٌ وَثَمَرَةٌ وَإِنْ

هِئَتْ أَغْرِمُكَ فِي الْجَنَّةِ فَتَأْكُلُ

أَوْلِيَاءُ اللَّهِ مِنْ ثَمَرِكَ۔



ستون نے عرض کی۔ حضور مجھے جنت میں لگاؤں گے۔ پھر انہوں نے فرمایا: اچھا میں نے پھل کھائیں اور میں ہمیشہ قائم رہوں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْتُ۔

ہی کر دیا۔

(مواہب اللدنیہ ص ۳۶۶، خصائص کبریٰ ص ۷۶۲، احیاء القلوب ص ۹۱، مشن الہدیٰ ص ۱۹، البدایہ والنہایہ ص ۱۲۵، المسند امام احمد ص ۱۲۸، اسد الغابہ ص ۲۳۱، طبقات ابن سعد ص ۱۷۱، شجرۃ الکاملین ص ۱۹، البدایہ والنہایہ ص ۱۲۵)

برادران ملت! یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ شہنشاہ عرب و عجم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک لکڑی سے گفتگو فرما رہے ہوں گے، اور اس خشک لکڑی کا بھی کیا مرتبہ اور کیسے نصیب ہیں کہ حضور علیہ السلام اس سے اس کی مرضی پوچھ رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تو کہتا ہے اور چاہتا ہے تو تجھے جنتی درخت بنا دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ جنت کے سیاہ و سپید کا حضور علیہ السلام کو اختیار ہے ورنہ کیا کوئی جنت میں کسی درخت کی کمی یا زیادتی کر سکتا ہے؟

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب  
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تمیرا

### درخت خدمت اقدس میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو کس دلیل سے پیغمبر تسلیم کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر اس کھجور کے درخت کو کہوں کہ ادھر چلا آئے تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟ کہنے لگا: ہاں۔ آپ نے اس کھجور کے درخت کو بلایا تو وہ فوراً اپنی جگہ سے چلا آیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

مندرجہ بالا واقعات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا داد صلاحیت سے مختلف زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کی زبانوں کو جاننے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ چرندوں، پرندوں اور جمادات و نباتات کی زبانوں کو بھی ان ہی کو جاننے کی صلاحیت رکھتے تھے اور کائنات کی ہر چیز ان ہی رسول پروردگار کی طرف سے ان کی زبانوں کو جاننے کی صلاحیت رکھتے تھے۔



## مختلف زبانیں سکھلا دیں

حضرت امام قاضی عیاض و امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہما روایت نقل فرماتے ہیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا  
وَجَّهَ رُسُلَهُ إِلَى الْمُلُوكِ فَخَرَجَ  
مِثَّةُ نَفَرٍ مِنْهُمْ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ  
فَأَصْبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَتَكَلَّمُ  
بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِينَ بَعَثَهُ إِلَيْهِمْ۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ  
ایک ہی دن مختلف ملکوں کے بادشاہوں کی  
طرف روانہ فرمائے تو ان میں سے ہر ایک  
بغیر سیکھے پڑھے) اسی ملک کی زبان میں  
گفتگو کرنے لگا جس ملک کی طرف اسکو  
روانہ فرمایا تھا۔

(شفا شریف ص ۲۰۸، خصائص کبریٰ ص ۲۲)

سبحان اللہ! جب غلاموں کو تصرف سے مختلف زبانوں کا عالم بنا دیا تو کیا خود مختلف  
زبانوں کے عالم نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## خطابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات

خطابت اور تقریر نبوت کا نہایت ضروری عنصر ہے۔ اسی بنا پر جب رب العالمین نے  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو آپ کو یہ دعا  
کرنی پڑی۔

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا  
قَوْلِي۔ (طہ: ۴۷)

خداوند! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ  
لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

گویا موسیٰ علیہ السلام کو کمال خطابت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ صمدیت میں دعا  
کرنا پڑی مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خود پروردگار عالم نے یہ وصف کامل عطا کیا اور  
پھر بکمال مہربانی اپنے محبوب میں ہر کمال کو جمع فرما دیا۔ چنانچہ بطور تحدیث نعمت حضور علیہ  
السلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

أَنَا أَفْصَحُ الْعَرَبِ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ  
الْكَلِمِ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲، انوار محمدیہ ص ۲۶۳)

میں فصیح ترین عرب ہوں۔ میں کلمات جامع  
لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

خطابت نبوی کی اثر انگیزی اور رفعت درحقیقت معجزہ تھی۔ پھر سے پھر دل بھی حضور



علیہ السلام کی گفتگو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتا تھا۔

### اعانت نو مسلم قبیلہ

ایک دفعہ ایک نو مسلم قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا امداد کی ضرورت سمجھی۔ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا، جس میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ۔ (انج پ ۱۷) اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ (انج پ ۱۸)

اس کے بعد فرمایا۔ درہم، کپڑا، غلہ بلکہ چھوہارہ کا ایک ٹکڑا جو ہو، راہ خدا میں دو۔ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت جو تھی، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تاہم حضور علیہ السلام کی رقت انگیز اور موثر تقریر نے یہ اثر کیا کہ جس کے پاس جو کچھ تھا۔ دے دیا بعض نے اپنے کپڑے تک اتار دیئے۔ کسی نے گھر کا غلہ حاضر کر دیا۔ ایک انصاری گھر سے اشرفیوں کا توڑا اٹھالائے جو اس قدر بھاری تھا کہ ان سے مشکل سے اٹھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے سامنے غلہ اور پکڑے کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔

(مسلم باب الصدقات سنن ابی داؤد)

حضور فخر کونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات میں اس درجہ کا اثر تھا کہ جب دو قبیلوں میں اشتعال پیدا ہوتا تو سرکار کے چند فقرے جوش محبت کا دریا بہا دیتے۔  
دو گروہوں کی صلح

غزوہ مصطلق سے واپسی پر ایک واقعہ پیش آیا۔ مہاجرین و انصار میں شدید اشتعال پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ دست و گریبان ہو جائیں۔ حضور علیہ السلام کو اطلاع ہوئی۔ آپ تشریف لائے اور اس طرح تقریر فرمائی کہ چند لمحوں میں مہاجرین و انصار شیر و شکر ہو گئے۔ (بخاری ص ۱۸۰) واقعہ افک میں اوس و خزرج میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ خاص مسجد نبوی میں تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔ حضور علیہ السلام منہر بر جلوہ افروز ہوئے۔ چند لمحوں میں یہ اثر ہوا کہ محبت و شفقت کی لہریں پھر سے جاری ہو گئیں۔ (بخاری ص ۱۸۱)



## تقریر کی اثر انگیزی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لَیْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتِنُ بِهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ صَاحَ الْمُسْلِمُونَ صَیْحَةً۔  
حضور علیہ السلام خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں فتنہ قبر جس میں انسان کی آزمائش ہوگی۔ بیان فرمایا (آپ کا انداز بیان ایسا موثر تھا کہ) مسلمان چیخ اٹھے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے  
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدُہ۔  
قسم ہے اس ذات کی جس کے دست  
قدرت میں میری جان ہے۔

یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے اور پھر جھک گئے۔ لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ جو جہاں تھا۔ وہیں سر جھکا کر رونے لگا۔ راوی کہتے ہیں۔ ہمیں بھی ہوش نہ رہا کہ آپ قسم کس بات کی کھا رہے ہیں۔  
(سنن نسائی، کتاب الوضوء ص ۲۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا موثر خطبہ دیا کہ میں نے آج تک ایسا خطبہ نہیں سنا۔ آپ نے اثنائے خطبہ میں فرمایا:  
لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ یَضْحَكُكُمْ قَلِیْلًا  
وَلَیْسَ كُتُوبًا كَثِیْرًا (بخاری تفسیر سورہ مائدہ)  
لوگو! جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جانتے، تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔  
اس مبارک فقرہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ منہ پر کپڑے ڈال کر بے اختیار رونے لگے۔

## منبر پر رقت

امام ابو نعیم و بزاز و ابن عدی حضرت ابن عمر ان سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔



مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ الْخ

(الانعام: ۹۲)

جب زبان اقدس سے یہ کلمات نکلے تو لکڑی کے منبر سے یہ آواز آئی کہ

فَقَالَ الْمَنْبَرُ هَذَا فَجَاءَ وَذَهَبَ اِیسا ہی ہے یعنی صحیح فرمایا ہے۔ پھر منبر  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (خاص کبریٰ ص ۱۷۷) مرتبہ آگے پیچھے ہوا۔

خلاصہ

امام الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں وہ کمال عطا ہوا تھا، جو حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کو دعا کے بعد بھی حاصل نہ ہوا تھا۔

میں غار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں  
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں  
تیرے آگے یوں ہیں دبے لیے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، بلکہ جسم میں جاں نہیں  
حضرات گرامی! جس طرح آپ کی زبان فیض ترجمان سرچشمہ آیات رحمان، منبع  
فصاحت و بلاغت و مخزن معجزات ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ کے کلام کو سن کر  
دنگ رہ جاتے ہیں، اسی طرح آپ کی زبان کی شان حکمرانی پر بھی نظر ڈالیے۔ سبحان اللہ  
جو زبان مبارک سے فرما دیا، وہی معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا۔

کھجور کا خوشہ

ایک کافر نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ کھجور کے درخت کو حکم دیں۔ وہ چکی  
ہوئی کھجوروں کا ایک خوشہ گرا دے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے ایک  
کھجور کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا تو اس نے فوراً ہی چکی ہوئی کھجوروں کا ایک خوشہ  
پیش کر دیا۔

(مغلہ و شریف ص ۵۴۱۔ شریعہ القوت ص ۸۰۸)

اختیار مصطفیٰ

حضرت زبیر بن بکار حضرت ابراہیم بن حارث کے دربار میں اس کے درخت کی طرف اشارہ کیا



السلام نے غزوہ ذی قروے میں ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

عَمِلَ لَهُ اِسْمُهُ بَيْسَانٌ وَمَائُهُ مِلْحٌ  
قَالَ بَلْ هُوَ نَعْمَانٌ وَمَائُهُ طَيِّبٌ  
(بخاری ص ۲۱۸)

صحابہ نے عرض کیا: حضور اس چشمہ کا نام بےسان اور اس کا پانی نمکین ہے۔ فرمایا: (نہیں) بلکہ اس کا نام نعمان اور اس کا پانی میٹھا ہے۔ تو وہ میٹھا ہو گیا۔

قارئین کرام! دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی پر مہربان ہوتا ہے تو اس کو ایک خصوصیت عطا فرماتا ہے کہ جو چیز وہ چاہے، موجود ہو جائے چنانچہ کل جنتیوں کو یہ خصوصیت عطا ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُى اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ﴿۳۱﴾ (خَم السجده: ۳۱)

اور تمہارے لئے وہاں وہی کچھ ہے، جو تمہارا جی چاہے گا اور جو تم مانگو گے۔

معلوم ہوا کہ جنتی کا دل جو چاہے گا، اس کی خواہش کے مطابق اس چیز کا وجود ہو جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ ”کن“ عطا ہوگا۔ یعنی جس چیز کو موجود کرنے کا تصور ہوا۔ کن کہا، فوراً وہ چیز موجود ہو گئی۔

### گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوزمین باہر پھینک دیتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کو لکھتا تھا، وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ  
تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک اسکو زمین قبول نہیں کرے گی۔ (یعنی اپنے اندر نہ رکھے گی)

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

لہذا جب وہ مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی مرتبہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا، مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے قبر باہر پھینک دیتی۔

(مدارج النبوت۔ شان صیب الرحمن ص ۷۴)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا یہاں تک کہ



اس کا جسم نیست و نابود ہو گیا۔ مگر قبر یعنی زمین نے قبول نہ کیا اس کی تدفین نہ ہو سکی۔

تمہارے منہ سے جو کلمہ دوہات ہو گئے وہی۔

### بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانے کا انجام

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام

سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ كُلُّ يَمِينِكَ فَقَالَ لَا

أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا أَمْتَطَعُثْ هَامَنَعَهُ إِلَّا

الْكُبْرُ قَالَ فَمَارَ فَعَهَا إِلَى فِيهِ۔

(مسلم۔ موطوۃ ص ۵۳۵)

تو حضور علیہ السلام نے اس کو فرمایا: دائیں ہاتھ

سے کھا۔ اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے نہیں

سکتا، یعنی بے کار ہے۔ آپ نے فرمایا:

آج سے بے کاری ہی ہے۔ اہی نے یہ جھوٹا عذر

صرف تکبر سے کیا تھا۔ چنانچہ اس دن سے

ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آ سکا۔

### گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل ماؤف ہو گئی

ہجرت کے نویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کلاب کی طرف ایک مہم روانہ

فرمائی اور ساتھ ہی ایک مکتوب گرامی بھی ارسال فرما دیا تاکہ وہ لوگ اسلام کے مطیع

جائیں۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کی عبارت کو دھوڑالا اور جس چڑے پر خط لکھا گیا

تھا، اسے ایک چرخی ڈول کے ساتھ سی لیا۔ حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا:

مَالَهُمْ أَذْهَبُ . اللَّهُ عَقُولَهُمْ

اس کے بعد اس قبیلہ کی عقل ماؤف ہو گئی اور اس قدر مختلط الکلام ہو گئے کہ ان کی

باتوں کے مفہوم کی بھی سمجھ نہ آتی تھی۔

(شواہد مطبوعہ ص ۱۶۷)

### گستاخ رسول کا انجام

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی مجلس میں آ جاتا اور جب حضور علیہ السلام کلام فرماتے تو وہ بیچارہ آپ کا سا لنگ

لگایا کرتا تھا۔



قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَذَّالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ  
أَيَّامَهُ يَوْمَئِذٍ كُنْ كَذَّالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ  
ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرما  
دیا۔ ایسا ہی ہو جا (پس آپ کی زبان سے کلمہ  
کن کا نکلنا تھا کہ وہ ویسا ہی ہو گیا) اور  
حتی مات۔

(طبرانی۔ معجم۔ ص ۷۲) مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

كُنْ كَذَّالِكَ مصطفیٰ نے کہہ دیا  
اس کا منہ ٹیڑے کا ٹیڑا رہ گیا

## گن کی کنجی

ایک دفعہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھاؤ لے کو دیکھ کر فرمایا:  
كُنْ أَبَا ذَرٍّ۔ تو ابو ذر بن جا۔ دیکھا تو وہ ابو ذر ہی تھے۔ (شفا شریف)  
ایک دفعہ ایک سیاحی جیسی چیز نظر آ رہی تھی۔ آپ نے ادھر دھیان کر کے فرمایا۔  
كُنْ أَبَا خَيْشَمَةَ۔ تو ابو خیشمہ بن جا۔ دیکھا تو وہی نکلا۔ (انوار محمدیہ من مواب اللہ نیا)  
دیکھئے حضور علیہ السلام نے جس کام کے لئے کن فرمادیا، فوراً اس کا وجود ہو گیا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ!

کیا حج ہر سال فرض ہے؟

قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔ فرمایا: نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر

سال ہی فرض ہو جاتا۔ (ترمذی۔ دارمی۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ نسائی)

ابن ماجہ میں فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم ہر سال نہ

کرتے تو عذاب کئے جاتے۔

ہے جنبش لب قانون خدا

قرآن و خبر کی گواہی ہے



## زمین پر حکومت

جب حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کر کے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ اب آپ کو کون بچائے گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدا سے وحی لا شریک جبار و قہار میری حفاظت فرمائے گا۔ اسے میں جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا ہے۔ آپ جو چاہیں، زمین کو حکم دیں، وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ سید الکونین نے فرمایا:

يَا اَرْضُ خُذِيهِ فَاَخَذَتْ اَرْضُجَلْ اے زمین پکڑے لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور وہ گھٹنوں تک دھنس گیا۔

جب سراقہ زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے ایڑی لگائی مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی۔ آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور آپ رحمت عالم ہیں۔ مجھے امن دیجئے اور اس مصیبت سے چھڑائیے۔ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کے بارے میں خبر بھی نہ دوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

يَا اَرْضُ اُطْلِقِيهِ فَاُطْلَقَتْ جَوَادَهُ۔ اے زمین چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے۔ (حجۃ اللہ ص ۵۸۵)

وہی نور حق وہی حل رب انہیں کا سب ہے، انہیں سے سب نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

## ابوطحہ کا گھوڑا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت ابوطحہ کے گھوڑے کی تنگی پیٹھ پر سوار ہوئے اور وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو

قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكَ هَذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدُ ذَلِكَ لَا يُجَارَى وَفِي

فرمایا کہ ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا پایا۔ اس کے بعد وہ اس کے بعد نہ سوار کیا گیا۔



آيَةُ فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔ رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہیں

چل سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس

دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں

بڑھ سکتا تھا۔

(ماری۔ مقلوۃ ص ۵۳۶)

## ارش میں کپڑے نہ بھیکے

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ شریف میں آ کر اسلام قبول کیا۔ حضور علیہ السلام کی مجلس سے میں کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ آپ شام و عشاء کے درمیان ہمیں اسلام کے آداب و قواعد سے آگاہ کرتے تھے۔ ایک رات بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوا چل رہی تھی، ساتھ ہی تیز بارش ہونے لگی۔ لوگوں نے کہا! ہم اپنے گھروں کو کیسے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں تمہارے کمروں میں اس طرح پہنچا دوں گا کہ تمہیں بارش کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو فرمایا: اٹھو! ہم اٹھے اور مسجد سے باہر آئے۔ فضا سخت تاریک تھی اور آسمان سے بارش کا زور نہ تھمتا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو، ہم نکل پڑے۔ ہر شخص اپنے اپنے گھر پہنچ گیا مگر میری کپڑے تک نہ بھیکے۔

(شواہد النبوت ص ۱۹۳)

## نوے سال کی عمر میں بھی بال سیاہ رہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر دیکھیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کو حسن و جمال عطا فرما۔ راوی لکھتے ہیں کہ اس کے بال نہایت درجہ سیاہ ہو گئے اور نوے سال زندہ رہا مگر اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

حَلَبَ يَهُودِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً فَقَالَ اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ فَأَسْوَدَ ثَعْرُهُ حَتَّى صَارَ أَشَدَّ سَوَادَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مُعَمَّرٌ وَسَمِعْتُ غَيْرَ قِتَادَةَ يَذْكُرُ اللَّهُ عَاشَ تِسْعِينَ سَنَةً فَلَمْ يَشَبْ۔ (خاص کبریٰ ص ۸۳/۲)

ناظرین گرامی! بال سفید ہو جانے کے بعد عادتاً سیاہ نہیں ہو سکتے اگرچہ ممکن ہے کہ کسی دوائی وغیرہ کے استعمال سے سیاہ ہو جائیں، مگر اب تک ایسا بوڑھا شخص دیکھا نہیں گیا جس



کے بال سفید ہونے کے بعد سیاہ ہو گئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کے بالوں کو  
بغیر کسی دوا وغیرہ کے صرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کے بالوں کو  
گئے اور تاحیات سیاہ ہی رہے۔

### اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سید المرسلین، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

قَالَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ هُشْتُ أَنْ  
فَسِيرَ الْجِبَالُ مَعِيَ ذَهَبًا وَفِضَّةً  
لَسَارَتْ۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۲، ۲۷۳: ۱۱۱)

اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے  
اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے اور چاندی کے  
ہو کر میرے ساتھ چل پڑیں۔

(۱۹۹۱، اسد الغابہ ص ۱۲۷/۱)

### احیائے اموات

مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعظم معجزات سے ہے۔ تفسیر حاکم

التزئیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ نے جانے  
اشخاص کو زندہ فرمایا۔

..... ۰ عازر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوست، جن کو تین دن بعد قبر سے نکالا۔

..... ۰ ایک بڑھیا کا بیٹا، جس کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا۔

..... ۰ محصل چنگی کی لڑکی، جو ایک دن کی مری ہوئی گھر میں پڑی تھی۔

تفسیر جلالین ص ۵۱، کنز الایمان ص ۸۶، حاشیہ ص ۳۱ میں ہے کہ ان تینوں کی اولاد  
بھی ہوئی۔

..... ۰ سام بن نوح کو بھی آپ نے زندہ کیا۔ جب یہ قبر سے نکلے تو قیامت کے غریب

کیوجہ سے ان کے بال سفید ہو گئے تھے۔ سام نے زندہ ہونے کا پرچہ لے کر اپنے گھر

گئی ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں سام نے کہا: تو پھر میں زندہ کی گئی ہوں

اور اس شرط پر مرنا چاہتا ہوں کہ تمہارے گھر میں میری قبر ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

دعا فرمائی اور یہ اسی وقت انتقال کر گئے۔



قرآن حکیم میں دو مقام پر حضرت ﷺ علیہ السلام کے معجزات میں احیائے اموات کے معجزہ کا ذکر ہوا ہے مگر یہ تفصیل نہ بیان کی کہ جناب روح اللہ نے کتنے مردے زندہ کئے۔ تاہم تفاسیر اور انجیل مقدس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صرف چار ہی مردے زندہ کئے، جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ لیکن سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز کا کیا پوچھنا ہے۔ حضور علیہ السلام تو روح عالم اور جان کائنات ہیں۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں یہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

چنانچہ یہ پھولوں میں مہک، کلیوں میں چمک، دریا میں روانی آبشاروں میں جوش، سمندر میں تلاطم، ہوا میں تیزی، دن میں نور، سورج میں چمک، چاند میں یک، ستاروں میں جھلک، غرضیکہ باغ عالم میں بہار زمین و آسمان کو قرار، چمنستان اسلام میں شادابی، ملت ابراہیمی کی سرسبزی اسی جان عالم، روح کائنات کے دم قدم سے ہے۔ ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار

یہ نہ تھے عالم نہ تھا گر یہ نہیں عالم نہیں

لہذا سرور کائنات فخر موجودات، منبع کمالات، حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو مردے زندہ کرنا کیا دشوار ہے۔

لڑکی زندہ ہو گئی

حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حاضر خدمت اقدس ہوا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! میری لڑکی فلاں جنگل میں مر گئی ہے۔ حضور علیہ السلام اس کے ہمراہ اس جنگل میں تشریف لے گئے۔

وَنَادَاهَا بِاسْمِهَا يَا فَلَانَةُ اجِيبِي بِاَذْنِ  
اللّٰهِ فَخَرَجَتْ وَهِيَ تَقُولُ لَيْتَكَ  
وَسَعْدَيْكَ۔ (مطالعہ قاری ص ۱۳۷/۱)

اور اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی تو وہ  
لڑکی لبیک اور سعدیک کہتی ہوئی قبر سے  
باہر آ گئی۔

رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں  
دین و دنیا کی لئے لگیں دوتیں



کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں

اس کی نافذ حکومت پہ ملا کھولیں جہلام

جابر کے بیٹے زندہ ہو گئے

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قادت علی الاکمل دعوت پکاتا تو آپ رونہ فرماتے۔ ایک دن حضرت جابر نے آپ کو دعوت دی۔ حسبِ ارادہ آپ جابر کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت جابر نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور پھر اسے پکانے کا بندوبست کرنے لگے۔ حضرت جابر کے دو بیٹے تھے۔ بڑے نے چھوٹے سے کہا: آج تجھے بتاؤں، ہمارے والد نے ہمارے میمنے کو کس طرح ذبح کیا۔ اس نے چھوٹے کو دیکھ کر پرلا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نادانی سے اسے ذبح کر دیا۔

حضرت جابر کی بیوی نے اسے دیکھا تو دوڑ کر اس کی طرف آئی۔ لیکن وہ خوف سے مارے مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ ماں باں کے بچے پیچھے آ رہی تھی جس کے خوف سے وہ چھت سے گر گیا اور گرتے ہی واصلِ بھگت ہو گیا۔ اس صابرہ نے اس واقعہ فاجعہ پر قطعاً رونا دھونا نہ کیا بلکہ صبر اختیار کیا، مبادا حضور علیہ السلام کی طبیعت اس واقعہ کو سن کر متغیر ہو (اس نے دونوں بچوں پر ایک کپڑا ڈال دیا اور کسی کو اس حادثہ کی خبر نہ ہوئے) وہی نہ اگرچہ وہ ظاہر خوش تھی مگر باطنی طور پر خون کے گھونٹ پی رہی تھی۔

بکرے کو برپا ہونے تک حضرت جابر کو بھی خبر نہ ہوئی۔ کھانا پکا کر حضور علیہ السلام کے سامنے رکھا گیا تو حضرت جبریل امین نازل ہوئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ حکایت میں کہ جابر کو کہیں کہ اپنے دونوں بچے بھی لائے تاکہ آپ کے ساتھ کھانا کھائیں۔ حضرت جابر کو حکم ملا، فوراً گھر گئے اور پوچھا کہ دونوں بچے کہاں ہیں؟ اللہ ان کے ساتھ ہے کہ کہیں باہر گئے ہیں۔ جناب جابر نے آ کر اطلاع دی کہ وہ ان کے ساتھ کھانا کھا کر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ علیٰ علیہم السلام کہ ان کے ساتھ کھانا کھا کر گئے۔ جب اس صابرہ شاکرہ بی بی کو دوبارہ بتایا کہ وہ ان کے ساتھ کھانا کھا کر گئے۔ کپڑا اٹھا کر سارا واقعہ کہہ دیا۔ وہ دونوں بچے زندہ ہو گئے۔



میں گر گئے۔ سارے گھر میں کہرام مچ گیا۔ جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ ان بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔ زندگی اللہ دینے والا ہے۔ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور بچوں کیلئے دعا فرمائی۔ وہ اسی وقت بفرمان الہی زندہ ہو گئے۔

(شواہد النبوت ص ۱۴۳/۱، رحمۃ الرحمن شرح قصیدۃ النعمان ص ۱۰۵)

## لڑکی زندہ ہو گئی

امام بیہقی سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو اس نے کہا۔ اگر آپ میری لڑکی کو زندہ کر دیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہمراہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

فَقَالَ يَا قَلَانَةُ فَقَالَتْ لَيْتَكَ وَ  
سَعْدِيكَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ أَتُحِبِّينَ أَنْ تَرْجِعِي الدُّنْيَا  
فَقَالَتْ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَجَدْتُ اللَّهَ  
خَيْرًا لِي مِنْ أَبَوَيَّ - (دلائل النبوة اشہات  
احمر یہ من مولد خیر البریہ شفا علی قاری ص ۶۳۸/۱)

اور لڑکی کا نام لے کر آواز دی۔ لڑکی نے  
لبیک و سعدیک کہا۔ حضور علیہ السلام نے  
فرمایا: کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے؟  
لڑکی نے کہا: یا رسول اللہ! نہیں کیونکہ میں  
نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے زیادہ  
مہربان پایا ہے۔

## بڑیاں زندہ ہو گئیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فخر مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کا گوشت پکایا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے یہ گوشت کھایا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بڑیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان بڑیوں پر دست مبارک رکھ کر کچھ فرمایا تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ

فَإِذَا بِشَاةٍ قَدْ قَامَتْ تَنْقُضُ ذُنُبَهَا  
فَقَالَ لِي خُذْ شَاتَكَ فَاتَيْتُ  
إِمْرَأَتِي فَقَالَتْ مَا هَذَا قُلْتُ هَذِهِ

بالکل اچانک بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور  
دم ہلانے لگی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی  
بکری لے جائیں۔ بکری اپنی بیوی کے



وَاللّٰهُ شَهِيدُ الَّذِي ذُبَحْنَا دَعَا اللّٰهَ

فَلَا حَيَاةَ لَنَا قَالَتْ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ

اللّٰهِ (یعنی۔ یوحنا۔ خاص کبریٰ ص ۶۷۱)

اس نے اپنے آپ کو دعا کی ہے

کہا۔ اللہ شہید ہے کہ میں نے دعا کی ہے

نے ذبح کیا تھا۔ حضور کی دعا ہے اللہ

اسے زندہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر ان کی عورتوں

کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ اللہ

کے رسول ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے

آپ نے جن چند مردوں کو زندہ فرمایا، وہ سب مردہ انسان تھے جن میں مدتوں زندگی رہ چکی تھی

لیکن فخر کو نہیں، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی ہوئی ہڈیوں کو اوپر سوکھی لکڑی کے

ستون کو اور کنکریوں کو باذن اللہ نہ صرف جان بلکہ زندگی کے ساتھ زبان و ایمان بھی عطا

فرمایا، تو یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بلاشبہ عظیم تھا مگر فخر عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کا معجزہ اس سے بہت زیادہ اعظم ہے۔

لب دلال چشمہ کن میں گندھے ہیں وقت خمیر

مردے زندہ کرنا اے جان جاں تم کو کیا دشوار ہے

### الساان نبوت

مرزا اسد اللہ خان غالب نے اس مضمون پر کیا خوب کہا ہے کہ

تیر قضاہر آئینہ در زکش حق است

اما کشاد آں بزبان محمد است

یعنی اس میں شک نہیں کہ تقدیر الہی کا تیر خدا ہی کے ترکش قدرت میں ہے۔ لیکن اس

تیر کا چلنا حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہوا کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر

جو وہاں سے ہو نہیں آ کے ہوتا ہے تو وہاں نہیں

حضور علیہ السلام تو سید الانبیاء والمرسلین ہیں، ان کے ہاتھ میں آگے کے علم اور



یہ منصب عطا ہوا ہے۔

### حجابیہ کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

امام ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کی عیادت کو گئے۔ ابھی ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس انصاری کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرا لڑکا انتقال کر گیا ہے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دربارِ صمدیت میں یوں عرض کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ  
لَكَ وَ هَاجَرْتُ اِلَى رَسُوْلِكَ  
وَرَجَاءُ اَنْ تُغَشِّيَنِيْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ  
وَرُخَاءٍ فَلَا تَحْمِلْ عَلَيَّ هَذِهِ  
الْمُصِيبَةَ الْيَوْمَ فَكَشَفْ عَنْ وَجْهِهِ  
حَتّٰى اَكْلُنَا مَعَهُ۔ (دلائل النبوة ص ۲۳۳)

اے اللہ! تو جانتا ہے، میں تیرے لئے اسلام لائی اور ہجرت کی، تیرے رسول کی طرف یہ امید کرتے ہوئے کہ تو ہر شدت اور نرمی کے وقت مجھے اپنی رحمت میں رکھے گا۔ پس اس لڑکے کے چہرہ سے جب کپڑا اٹھایا تو وہ زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

### غوث اعظم نے مردہ کو زندہ کر دیا

غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی احسنی و احسنی رضی اللہ عنہ ایک دن ایک محلہ سے گزرے تو دیکھا۔ ایک عیسائی ایک مسلمان سے جھگڑا کر رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہے کیوں کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا ہے۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا: یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں حالانکہ میں نبی نہیں ہوں۔ صرف نبی علیہ السلام کا ادنیٰ غلام ہوں۔ چنانچہ عیسائی نے ایک بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا:

اَنْ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ كَانَ مُغْنِيًا فِى الدُّنْيَا اِنْ اَرَدْتُ اَنْ اُحْيِيَهُ مُغْنِيًا لِّاَنَا مُجِيبٌ لَّكَ فَقَالَ نَعَمْ فَتَوَجَّهَ اِلَى

کہ صاحبِ قبر دنیا میں گویا تھا۔ اگر تو چاہتا ہے تو یہ گاتا ہوا زندہ ہو۔ عیسائی نے کہا ہاں! پس آپ نے توجہ کی اور فرمایا: تم باذنی تو



غوث پاک نے مرغی کو زندہ کیا

فورا وہ مرغی زندہ ہو گئی اور آواز کرنے لگی۔

مخات الانس من ۳۳۲، نشر الحسن العاليه من ۳۶، نقاوة  
بين، مراة الامام يافع، جمة رابع امداد الفتاوى من ۳۹، ماها

## بڑھیا کا بیڑا

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
دو تیس پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور



گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے رکھ کر وہیں چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔ شہنشاہ بغداد نے مائی کے رونے کا سبب اپنے خادم سے پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اس بوڑھی عورت کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی۔ بارات ولہن کے گھر گئی۔ عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات ولہن کو ہمراہ لیکر گھر چلی۔ درمیان میں دریا عبور کرنا تھا۔ کشتی پر سوار ہوئے۔ بقضائے الہی ساری بارات ڈوب گئی۔ اس وقت بارہ سال گزر چکے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بیقراری ایسے ہی غم و الم میں گرفتار ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بڑھیا کو میرے پاس لاؤ، ضعیفہ کو حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا ہوں، تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوا دوں گا۔ بڑھیا سے وعدہ فرماتے ہی آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا اور احکم الحاکمین خالق کائنات سے عرض کی کہ موالا! اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دیکر بارات واپس لوٹا دے۔ تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی۔ آخر مالک الملک نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریائے رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب و بارات صحیح و سالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ قدموں میں گر پڑی۔ آخر اجازت لے کر شہر میں چلی۔ اہل شہر کو جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا علم ہوا تو کئی بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس روایت کو مندرجہ ذیل کتب میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) مناقب غوثیہ۔

علامہ محمد صادق سعدی قادری۔ (۳) درۃ الدرائی۔ مولانا حیدر اللہ صاحب۔ (۴) شریف

التواریخ۔ مولانا سید محمد شریف شرافت۔ (۵) گلدستہ کرامت مفتی غلام محمد قریشی۔ (۶)

کتاب بڑھیا کا بیڑا۔ علامہ فیض احمد اویسی۔ (۷) نور العرفان ص ۳ و تفسیر نعیمی۔ حکیم

الامت مفتی احمد یار خاں۔ (۸) تفسیر نبوی (۹) تاریخ شاہان اسلام۔ (۱۰) تکملہ روض

الریاحین۔ (۱۱) تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور۔ (۱۲) سلطان الاذکار فی مناقب غوث

الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ۔ (۱۳) کتاب غوث الاعظم ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱



الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے  
خليفة اور مقام علمی و عملی میں قطب الوقت ہونے کے علاوہ علم میں خلیفہ زمانہ ہیں۔  
(۱۷) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کو جزاوالہ بابت مارچ ۱۹۸۰ء میں ۱۸

برادران ملت! حضور غوث صدیقی، شہباز لامکانی، محبوب بھٹانی، قطب سیالوی، حضرت  
الشیخ پیر سید عبدالقادر جیلانی الحسینی الحسینی رضی اللہ عنہ کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی  
قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس سے وہ ہی محض انکار کرے گا۔ جو قادر قدیر کی قدرت میں شک  
کرے گا۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے رب قدیر کی  
قدرت کے تحت دعائے مستجاب سے ترایا تھا۔ (بلا تمثیل و تشبیہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ  
السلام کے بلانے سے مردہ پرندے زندہ ہو گئے۔ (قرآن حکیم ۲۲) حضرت عزیر علیہ السلام کا  
سوسال کے بعد زندہ ہونا اور آپ کی دعا سے آپ کے گدھے کا زندہ ہونا۔ (قرآن حکیم  
۳۳/۳۳ حاشیہ نور العرفان ص ۶۷)۔ بنی اسرائیل کا مقتول جو گائے مخصوصہ کے گوشت کا ٹکڑا  
لگنے سے زندہ ہوا۔ (قرآن حکیم ۲۹) تفسیر مظہری ص ۴۲۱، بیضاوی ص ۸۵۱، خازن ص ۵۷، صاوی ص ۱۲۲  
حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے علاقہ واسط میں ایک بستی بنام داورواں کے تمام لوگ  
عرصہ کے بعد زندہ ہوئے اور کئی برس زندہ رہے اور انکی اولاد بھی ہوئی۔

(قرآن حکیم ۲۱/۵۵ روح البیان ص ۱۲۰)

علامہ برخوردار ملتانی (محشی نبراس شرح شہرج عقائد) اپنی کتاب غوث اعظم کے ص  
۲۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں فرماتے ہیں کہ اس پیر زن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر  
ہے اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔

کن کب عطا ہوتا ہے

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیاء و ابدال جب کمال کمال حاصل  
کر کے فانی فی اللہ، باقی باللہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت ان کو کن عطا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ  
فرماتے ہیں کہ



اور یہی حالت فنا ہے جو اولیاء و ابدال کے احوال کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (کن کہنا) عطا ہو جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد اسکی بعض کتب میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں وہ ہوں کہ جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا۔ تو بھی کسی چیز کو کہے گا۔ ہو جا۔ تو وہ ہو جائے گی۔

رَبِّیْ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِیْ هِیَ غَايَةُ  
اَحْوَالِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ  
قَدْ یُرَدُّ اِلَیْهِ التَّكْوِیْنُ فِیْکُوْنُ جَمِیْعُ  
مَا یُحْتَاجُ اِلَیْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُ  
جَلَّ وَ عَلَا فِیْ بَعْضِ کُتُبِهِ یَا اِبْنِ  
اَدَمَ اَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ  
لِلْشَیْءِ ؕ کُنْ فِیْکُوْنُ اَطْعَمْنِیْ  
اَجْعَلَکَ تَقُوْلُ لِلْشَیْءِ ؕ کُنْ  
فِیْکُوْنُ۔ (فتوح الغیب علی پختہ الاسرار ص ۱۰۹)

ڈرنا ہے تو اک اللہ سے ڈر، مرنا ہے تو اسکی راہ میں مر  
رکھ اس کی رضا پہ اپنی نظر پھر یہ ساری ہی دنیا تیری ہے

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق کی بولیاں جانتے تھے اور تمام مخلوق سے زیادہ فصیح و بلیغ ہیں۔
- ۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نکلتا تھا، وہی ہو جاتا تھا۔ یعنی آپ صاحب کن تھے۔
- ۳۔ یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے جو نکل جاتا وہی قانون الہی بن جاتا۔
- ۴۔ یہ کہ اولیاء و ابدال کو بھی کن عطا ہوتا ہے۔
- ۵۔ یہ کہ آپ کا خطیبانہ انداز اتنا موثر و دلنشین تھا کہ کائنات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۱۱

### ریش مبارک

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام  
خط کے گرد دہن وہ دل آرا پھین  
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام



نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی مبارک کی اورایت تھی۔ آپ داڑھی مبارک کو تیل لگایا کرتے تھے اور شانہ بھی کیا کرتے تھے۔

منہ برابر ریش پیغمبر - نور نورانی ملک عنبر  
لاٹانی وج دھرتی انبر - صلی اللہ علیہ وسلم  
آپ نے کبھی خضاب وغیرہ نہیں کیا، کیونکہ آپ کی داڑھی اور سر مبارک میں تیل سے  
زیادہ سفید بال نہ تھے۔

### آپ کے سفید بال

حضرت ابن سیرین تاجی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ

هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَضَبًا؟ فَقَالَ لَمْ يَتْلَعْ  
الْخَضَابَ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ - (مسلم شریف ص ۲۵۸/۲) (تقریباً) دس بال سفید تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عَشْرُونَ  
شَعْرَةً بَيْضَاءَ - (شمائل ترمذی - نشر الطیب ص ۱۵۹)  
قَالَ الْمُحَقِّقُونَ إِنَّ الشُّعُورَ الْبَيْضَ  
فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ كَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ -  
(زرقاتی علی المواہب ص ۲۰۷ - نشر الطیب ص ۱۵۹)

آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید  
نہ تھے۔

محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی  
میں سفید بال کل سترہ تھے۔

### سفید بال سیاہ ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی اصلاح کی یعنی کم اور زائد بالوں کو درست کیا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔



اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ فَسُوِّدَتْ لِحْيَتُهُ بَعْدَ مَا  
كَانَتْ بَيِّضَاءَ۔ اے اللہ! اس کو زینت دے۔ راوی کہتے ہیں  
کہ اس یہودی کی داڑھی کے بال سفید ہو گئے  
تھے، مگر اس دعا کی برکت سے پھر سیاہ ہو گئے۔ (بیہقی۔ خصائص کبریٰ ص ۲۳۲)

### موئے ریش مبارک پر ملائکہ کی تلاوت قرآن مجید

ایک روز فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریش مبارک میں شانہ مبارک فرمایا تو سیدنا  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ریش مبارک کے دو بال مل گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خوشی  
خوشی ان کو گھر لائے اور برکت کے لئے انہیں بڑے ادب سے اندر رکھ دیا۔ رات کو جناب  
صدیق اکبر نے سنا کہ گھر کے اندر بڑی اچھی آواز سے کوئی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا  
ہے۔ آپ اٹھے اور اندر گئے تاکہ دیکھیں کہ کون قرآن مجید پڑھ رہا ہے مگر کوئی شخص نظر نہ  
آیا۔ حیران ہوئے کہ یہ پڑھنے والا کون ہے؟ پھر جہاں سے یہ آواز آرہی تھی، وہاں پہنچے تو  
پتہ چلا کہ اسی جگہ رحمت کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بال شریف رکھے ہوئے  
ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کی آواز بھی یہیں سے آرہی ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صبح یہ واقعہ بارگاہ نبوت میں عرض کیا تو آپ  
نے فرمایا:

أَمَّا عَلِمْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ  
يَجْتَمِعُونَ عَلَى شَعْرِي وَيَقْرَأُ  
الْقُرْآنَ۔ (جامع الحجرات فی سیر خیر البرکات ص ۳۳) پڑھتے ہیں۔

### ولی النبی خاندان میں موئے مبارک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ (ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے)  
حضرت ایشاں فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا کہ زندگی  
کی امید نہ رہی۔ اس وقت ایک اونگھ سی آئی، اور حضرت شیخ عبدالعزیز صاحب طاہر ہوئے  
اور فرمایا۔ اے فرزند! حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات تیری بیمار پرسی کو تشریف لا



رہے ہیں، چار پائی کو ایسے طریق پر بچھا دیا ہے کہ میرے بالوں کو بچھا کر  
بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چار پائی کو بچھا  
پھیر دیں۔ اسی وقت حضرت رسالت پناہ تشریف لائے اور فرمایا:

كَيْفَ خَالِكَ يَا بُنَيَّ؟ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟

اس کلام کی شیرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ ایک عجیب قسم کا وجد اور پکا اللہ صراط  
مجھ پر ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طریق سے آغوش رحمت میں لے لیا  
کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی۔ آپ کی قمیض مبارک میرے اشکوں سے تر ہوئی  
اور آہستہ آہستہ اس وجد نے تسکین پائی۔ اس وقت میرے دل میں آیا کہ بدتیں گزر گئیں  
کہ موبے مبارک کی آرزو رکھتا ہوں۔ کتنا ہی کرم ہو، اگر اس وقت کوئی چیز اس قبل سے  
مرحمت فرمائیں۔ اس خیال پر حضور علیہ السلام مطلع ہوئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور  
دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں گزرا کہ یہ دو بال عالم شہادت میں  
بھی باقی رہیں گے یا نہیں! حضور اس خیال پر بھی مطلع ہوئے اور فرمایا کہ یہ دو بال اس عالم  
میں بھی باقی رہیں گے بعد ازاں آپ نے صحت کلی اور عمر کے لمبا ہونے کی بشارت دی۔  
اس وقت میں بیدار ہو گیا اور میں نے چراغ طلب کیا مگر ان بالوں کو اپنے ہاتھ میں نہ پایا۔  
غمناک ہوا اور حضور کی طرف توجہ کی۔ ایک غیبت سی واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
متمثل ہوئے اور فرمایا! اے فرزند دانا! آگاہ ہو جا کہ ان دو بالوں کو ہم نے احتیاطاً  
کے نیچے رکھا ہے، وہاں سے تو پالے گا۔ میں بیدار ہوا اور بالوں کو وہاں سے پالیا اور  
کے ساتھ ایک جگہ محفوظ کر دیئے۔

بعد ازاں فرمایا: ان دو بالوں کے خواص تین ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اولاً آئین میں  
ہوتے ہیں۔ جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے  
ہیں۔ دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ تین منکروں کے امتحان کا ہوا میں ان کے اولیٰ سے تو اسی رہتا ہے  
جب مناظرہ نے طول پکڑا تو وہ عزیز (بغرض امتحان) ان دو بالوں کو دھوپ میں لے گئے  
فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس نے بالوں کو دھوپ سے لے لیا کہ آئینہ رحمت کو دھوپ  
اور ابر کا موسم ہرگز نہ تھا۔ ایک نے توبہ کی۔ دوسرے نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ



بالوں کو نکالا۔ پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، دوسرے نے بھی توبہ کی۔ تیسرے نے کہا۔ یہ بھی  
تفاقیہ قضیہ ہے۔ تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا۔ پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ تیسرا بھی  
تائبین کی لڑی میں منسلک ہو گیا۔

تیسرا یہ کہ ایک مرتبہ بہت لوگ برائے زیارت جمع تھے۔ میں نے آ کر ہر چند کوشش  
کی کہ چابی لگ جائے اور تالا کھل جائے تاکہ ہم سب لوگ زیارت کر لیں مگر تالا نہیں کھلتا  
تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ فلاں آدمی جنبی ہے۔ اس کی شامت  
جنابت کی وجہ سے قفل نہیں کھلتا، میں نے عیب پوشی کی اور سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا۔  
جب جنبی اس مجمع سے باہر چلا گیا، قفل آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت ایشاں در آخر عمر تبرکات قسمت می حضرت والا نے آخر عمر میں تبرکات کو تقسیم  
فرمودند یکے ازاں دو موئے بکاتب فرمایا تو ان دو مبارک بالوں میں سے ایک  
حروف عنایت فرمودند **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کو بھی عنایت  
**رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔** (انفاس العارفین ص ۴۱) فرمایا۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔**

برادران ملت! مندرجہ واقعہ سے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی  
اور حضور علیہ السلام کا عشق اور آپ کے موئے مبارک سے عقیدت و محبت کا بخوبی پتہ چلتا  
ہے اور اس کے علاوہ ایک بہت بڑا مسئلہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب  
نے فقط خیالی صورت نہیں دیکھی تھی بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جسم اقدس کے ساتھ  
تشریف فرما ہوئے تھے۔ کیونکہ بال مبارک جو عطا فرمائے، جزو جسم تھے اور شاہ صاحب  
نے پچشم خود دیکھا کہ آپ نے اپنی مجسم ریش مبارک سے الگ کر کے عطا فرمائے اور پھر  
ریش مبارک کا حسی تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے تھا۔ جس سے ثابت ہو گیا  
کہ حضور علیہ السلام جسم مقدس کے ساتھ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔ گو دوسروں نے نہیں  
دیکھا، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجلس اقدس میں بذات خود تشریف لاتے اور حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ان کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے ارشاد فرمایا:



مَنْ زَانِيَ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ زَانِيَ قُلُوبًا  
الشَّيْطَانُ لَا يَتَمَلَّقُ فِي حُوزَتِيْ-

(صحاح ستہ)

کیوں نہ ملت کا ہر زخم ہو مندمل  
ہر جراحت بنی صحت مستقل

حالہ ماہ قدرت پہ لاکھوں سلام

مہ کو گھیرے ہوئے ہے سنہری کرن

موج دریا رواں ہے کنار چین

بہرہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

### داڑھی کی اہمیت

داڑھی رکھنا حضور سرور کوہین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت  
قدیمہ متواترہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد خلفائے راشدین، صحابہ کرام، ائمہ  
عظام، اہلبیت اطہار، علمائے کرام و مشائخ عظام کا اس پر دوامی و استمراری عمل رہا ہے اور  
کسی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ داڑھی ہندوؤں کا  
ایک مشیت سے کم کرنا گناہ ہے۔ آجکل بعض لوگ قرع کٹ یا قرین قلع رکھتے ہیں اور  
بعض بالکل ہی صفایا کر دیتے ہیں، یہ سب نصیحت کی اجازت ہے۔

### قرآن پاک کا حکم

بعض نادان داڑھی کی مشروعیت کا انکار کرتے اور اس کا لزاق اڑاتے ہیں اور کہتے  
ہیں کہ قرآن میں کہیں داڑھی رکھنے کا حکم اور مشروعیت نہیں ہے۔ یہ تو کلمہ اولیٰ ہے اور یہ کہ  
منکر ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چھوڑنا یہ قرآن کی شان کی جارح ہے۔  
داڑھی رکھنا ضروری ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔



أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (محمد: ۳۳) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

مَّا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ (حشر: ۷) جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں، وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ ہر امر و نہی میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے۔ واڑھی رکھنا اور بڑھانا حضور علیہ السلام کے قول و فعل اور امر سے ثابت ہے۔ منڈانے اور ترشوانے کی ممانعت میں صریح نہی وارد ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ واڑھی رکھنے اور بڑھانے والے قرآن پاک کی ان آیات پر عامل ہیں اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں اور واڑھی منڈانے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (النساء: ۸۰) جس نے حکم مانا رسول کا تو بیشک اس نے حکم مانا اللہ کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا مطیع اور فرمانبردار ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور جو حضور علیہ السلام کا فرمانبردار نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (النور: ۶۳) پس ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو رسول اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے حکم کے خلاف کرنے والے دنیا میں فتنہ و بلا کے سزاوار اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِلُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ خَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (النساء: ۶۵) اے محبوب! تمہارے رب کی قسم۔ وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک آپس کے اختلافات میں تمہیں حاکم نہ مانیں اور پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں، اس سے اپنے دلوں میں





رکاوٹ نہ پائیں بلکہ ان ایمان والوں کے دل

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے فیصلے کو نہ مانے یا اپنے دل سے دل میں رکاوٹ دیتی محسوس کرے، وہ مومن نہیں۔ دائیں رکنا اور چھوٹنا شرعاً حلال ہے۔ اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بھونچو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(قرآن حکیم ۲۹)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی، جو پہلے یہودی تھے۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو کر بھی اونٹ کے گوشت سے نفرت کرتے تھے کیونکہ ان کے سابقہ دین میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیزیں بچپن سے استعمال میں آتی ہیں ان سے رغبت ہوتی ہے اور جن چیزوں سے طبیعت بچپن میں متعلق ہو، ان کے استعمال سے طبیعت میں ضرور رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور پھر اونٹ کا گوشت کھانا فرض و واجب اور سنت مکتدہ تو ہے ہی نہیں جس کے ترک سے اسلام کی مخالفت لازم آتی، جائز اور مباح ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اس خیال سے کہ اونٹ کے ترک سے اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہوتی اور اپنی سابقہ شریعت پر بھی عمل جو مباح ہے اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اور مسلمان بنے تکلفی سے اونٹ کا گوشت کھاتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ساتھ اونٹ کا گوشت کھانے میں تامل کیا اور کراہت کرتے گئے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات ملاحظہ ہوئی اور آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ جو چیزیں اسلام میں جائز اور حلال ہیں، ان سے کراہت نہ کرو، اور جو احکام ملبوس ہو گئے ہیں ان سے تمسک نہ کرو۔ غور فرمائیے کہ ایک جائز اور مباح امر کا ترک موجب نقصان اسلام ہوتا ہے جو امر واجب اور سنت مکتدہ ہو، اس کا ترک اور ان سے تمسک نقصان اسلام ہوتا ہوگا۔ اس سے واضح ہوا کہ دائیں چھوٹنے والوں کے اسلام میں رکاوٹ نہ پائیں بلکہ ان ایمان والوں کے دل



پورے اسلام میں داخل نہیں ہیں۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا  
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ  
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ  
جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(قرآن حکیم ۵/۸۳)

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے  
کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ۔  
اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی  
راہ سے، تو ہم پھیر دیں گے اسے جدھر وہ خود  
پھرا ہے اور ڈالیں گے اسے جہنم میں اور وہ  
بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق بات واضح ہونے کے بعد جو شخص حضور علیہ السلام  
کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے طریقے کو چھوڑ کر اپنی جدا راہ اختیار کرے، اس کا  
ٹھکانا جہنم ہے۔

بلاشبہ تمام انبیاء مرسلین، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمیع صحابہ تابعین، تبع  
تابعین، آئمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین، اولیاء کرام اور تمام مؤمنین صالحین سلف سے  
خلف تک سب کا داڑھی پر قوی و فعلی اتفاق ہے۔ سب نے داڑھی رکھی اور رکھنے کا حکم دیا لہذا  
جو شخص ایسی عظیم الشان سنت کی مخالفت کرے، وہ سزاوار غضب الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس  
سے بیزار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہیں۔

اے کاش! مسلمان قوم کا ہر فرد اسلامی تعلیمات کا آئینہ اور سلف صالحین کے اخلاق و  
اعمال کا نمونہ ہوتا۔ اور اسلامی شہنشاہ کی حفاظت کرتا، تاکہ دوسری اقوام پر اس کے دین و  
مذہب، علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا اثر پڑتا۔ لیکن۔

اس کی نظر میں دلفریب رنگ تمدن فرنگ

کر دیئے محو سر بسر اپنے سلف کے واقعات

مغربی علم ہو گیا باعث فخر اب اسے

مصحف پاک اور حدیث ہو گئے کہنہ واقعات

فعل نحو سے منحرف اور نہ شوق بندگی

تھیٹر و سینما ہیں اب اس کے رہن التفات



اس پر فتن دور میں جبکہ چاروں طرف سے الٹا سیدھا کام ہو رہا تھا  
و شعاردین ہیں اور نفوس پر شہوات نفسانی کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے کہ جسے دینی امور  
سلم پر چلنا دشوار اور شرم و عار کا باعث ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن حضور میں حضور علیہ السلام  
طریق ہدایت پر چلنے اور سنت پر عمل کرنے سے بے شمار اجر و ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ  
أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ۔  
جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے  
جبکہ میری امت میں فتنہ و فساد پھیل جائے

(مشکوٰۃ ص ۳۰) اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر و ثواب ہے۔  
اللہ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی غلامی و محبت نصیب فرمائے اور  
اسلامی روایات و احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اے مرنے بھائی ذرا واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
شرم کر بہر خدا واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
ہیں بظاہر بال، لیکن نور ہے اسلام کا  
شکل نورانی بنا واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
شکل سے بیزار ہیں تیری خدا و مصطفیٰ

ان کو راضی کر ذرا واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
اپنی چوٹی بھی کسی ہندو نے کاٹی ہے بتا؟  
تو نے کیوں ایسا کیا واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
آل و اصحاب و نبی نے بھی ایسا کیا  
تو ہے کیوں ان سے جدا واڑھی منڈانا چھوڑ دے

واڑھی کترانا، موٹنا، موٹنا سب ہے گناہ  
مان حکم مصطفیٰ واڑھی منڈانا چھوڑ دے  
فرض ہے بھائی بھائی کو سب سے پہلے  
اس لئے میں نے کہا کہ



ہو جمیل قادری کی التجا یا رب قبول!  
امت خیر الوری داڑھی منڈانا چھوڑ دے

(آمین)

### داڑھی کی مقدار

داڑھی کا ایک مشت ہونا سنت ہے۔ اس سے کم کرنا جائز نہیں اور اس سے اگر کچھ زیادہ ہو جائے تو جائز بلکہ اولیٰ ہے اور اس قدر لمبی چوڑی رکھنا کہ حد شہرت تک پہنچ جائے اور تمسخر کا سبب بن جائے، مکروہ ہے۔  
(ارشاد الساری شرح بخاری ص ۸/۳۵۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَ فِرُوا اللَّحَى  
وَاخْفُوا الشَّوَارِبَ۔  
مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ  
اور مونچھیں کٹاؤ۔

(بخاری شریف ص ۲/۸۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللَّحَى  
خَالِفُوا الْمَجُوسَ۔  
مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔

(مسلم شریف ص ۱/۱۲۹)

برادران ملت! ان دونوں حدیثوں میں داڑھیاں بڑھانے، مونچھیں کٹوانے اور مشرکین و مجوس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئمہ حدیث نے تصریح فرمائی ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجوس و مشرکین میں سے بعض داڑھی چھوٹی رکھتے اور بعض منڈوا دیتے اور مونچھیں بڑی بڑی رکھتے تھے۔ لہذا ان کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا کہ داڑھی نہ تو چھوٹی رکھو اور نہ منڈواؤ بلکہ بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔

(تفصیل کے لئے عینی ص ۱۸۵، معاشیات ص ۳۱، ترمذی ص ۱۰۵، مشکوٰۃ بمعہ حواشی ص ۳۸۱،

مسند امام اعظم ص ۳۶، مجمع الفی فی اعضا للحی ص ۳۳)



سیاہ داڑھی دا خط حلقہ مدور  
چمکدے وال سدھی بھاری داڑھی  
داڑھی کے فوائد

طب یونانی کی رو سے داڑھی مرد کے لئے زینت اور گردن و سینہ کے لئے محافظ ہے۔  
..... ۵ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی جاتی ہے۔  
..... ۵ دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

..... ۵ اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مردانہ قوت کم ہوتے ہوئے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گی۔

..... ۵ امریکی ڈاکٹر چارلس ہو مرنے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔ لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے اس گتج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجیب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے، جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے اور داڑھی رکھنے سے واقعی انسان میں سچ بولنے کا مردانہ حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔

(نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۳ء، صفحہ ۱۰۸۲)

## داڑھی اور کنگھی

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تَسْرِیْحُ اللَّحِیَةِ عَقَبُ کُلِّ وُضُوءٍ یَنْفِیُ  
الْفَقْرَ۔ (کنز الحقائق علی جامع صغیر ص ۱۰۵)



مَنْ مَرَّحَ رَأْسَهُ وَلِحْيَتَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ  
عُوفِيَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ وَزِيدَ فِي  
عُمْرِهِ۔ (الحادی للفتاویٰ ص ۳۸۲)  
تَسْرِخُ الدَّاسِ وَاللَّحْيَةِ يَسْلُ  
الدَّاءَ مِنَ الْجَسَدِ سَلًا۔

جس نے سر اور داڑھی کو ہر رات کنگھی کی کئی  
بلاؤں سے محفوظ کیا جائے گا اور اسکی عمر میں  
برکت دی جائے گی۔  
سر اور داڑھی کو کنگھی کرنا جسم سے بیماری نکال  
دیتا ہے۔

(کنوز الحقائق برجامع کبیر ۱۰۵)  
عَلَيْكُمْ بِالْمِشْطِ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الْفَقْرَ  
وَمَنْ مَرَّحَ لِحْيَتَهُ حَتَّى يُصْبَحَ كَانَ  
لَهُ أَمَانًا حَتَّى يُمَسِيَ لِأَنَّ اللَّحْيَةَ  
زَيْنُ الرِّجَالِ وَجَمَالُ الْوَجْهِ۔  
(الحادی للفتاویٰ ص ۳۹۲)  
تم پر کنگھی سنت لازمہ ہے کیونکہ اس سے  
محتاجی دور ہوتی ہے۔ جس نے صبح اپنی داڑھی  
کو کنگھی کی، وہ شام تک امن میں رہے گا۔  
داڑھی مردوں کی زینت اور ان کے چہرے  
کا جمال ہے۔

## فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کی ہر وقت خبر رکھتے ہیں اور جب چاہیں۔ جہاں  
چاہیں، تشریف لا سکتے ہیں اور غلاموں کے درد دور فرما کر ان پر رحم و کرم کرتے ہیں۔
- ۲۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے موئے مبارک بے مثل اور بے نظیر ہیں کہ بادل ان پر سایہ کرتے  
ہیں اور انکو درد و شریف پڑھنے کا علم ہو جاتا ہے۔ جمی وہ سیدھے اور الگ ہو جاتے ہیں۔
- ۳۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ایسے مقدس اور پاک ہیں کہ ناپاک آدمی ان کی  
زیارت نہیں کر سکتا۔
- ۴۔ یہ کہ بزرگان دین اپنے تصرف اور نور فراست سے ظاہری اور باطنی حالات معلوم کر سکتے  
ہیں۔ جیسے کہ حضرت عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تشریف لا کر چار پائی کا رخ  
بدلنے کا حکم دیا۔
- ۵۔ یہ کہ داڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے جس کا تارک مرتکب گناہ ہے۔
- ۶۔ یہ کہ داڑھی میں کنگھی کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس سے محتاجی دور ہوتی ہے۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۱۲

### گردن، کندھے، پشت مبارک

جس میں نہریں ہیں شیر و سحر کی رواں  
دوش بردوش ہے جن کے شان شرف  
روئے آئینہ علم پشت حضور  
اس گلے کی نصارت پہ لاکھوں سلام  
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام  
پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام  
جو کہ عزم شفاعت پہ کھینچ کر بندھی  
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام



حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت خوبصورت اعتدال کے ساتھ  
طویل اور چاندی کی طرح سفید تھی اور حسین ایسی کہ  
كَانَ عَنْقُهُ اَبْرَيقُ فِضَّةٍ۔  
گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی۔

(شمائل ترمذی۔ خصائص کبریٰ ص ۷۵۱)

خود سروں کی تنی گردنیں جھک گئیں سرکشوں کی اٹھی گردنیں جھک گئیں  
تھی جو اونچی وہی گردنیں جھک گئیں جس کے اگے کھنچی گردنیں جھک گئیں  
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

### کندھے

آپ کے کندھے مبارک بھی عجیب شان کے تھے۔ نہایت خوبصورت کہ کسی انسان  
کے ایسے نہ تھے۔ ابن سبع اور زرین نے آپ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ  
اِنَّهُ كَانَ اِذَا جَلَسَ يَكُونُ كَيْفَهُ . جب آپ لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کا  
اَعْلَى مِنْ جَمِيعِ الْمَجَالِسِ۔ کندھا مبارک سب سے اونچا ہوتا۔  
(زرقاتی علی المواہب ص ۲۰۰/۲، جواہر البحار ص ۹۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے  
جب کبھی ننگے ہو جاتے تو  
فَكَانَ مَا سَبِيكَةً فِضَّةٍ۔  
یوں معلوم ہوتا جیسے چاندی کے ٹکڑے  
ہوئے ہیں۔ (بیہقی۔ ترمذی۔ بزار۔ خصائص کبریٰ)

### ابو جہل مرعوب

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو جہل حضور علیہ السلام کو  
پتھر مارنے کے ارادہ سے آیا تو  
رَاى عَلَى كَتِفِهِ ثُعْبَانَيْنِ فَانْصَرَفَ  
مَرْغُوبًا۔ اس نے دوں آقہس پر دو بڑے بڑے  
اڑدھے دیکھے تو ڈر کر بھاگ گیا۔

(تفسیر کبیر۔ زرقاتی ص ۱۹۵/۵، احیاء القلوب ص ۱۰۲)



مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے  
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے  
کندھوں پر چڑھایا تو ان مبارک کندھوں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ  
اِنِّیْ لَوْشِثْتُ نِلْتُ اَفَقَ السَّمَاۤءِ۔ اگر میں چاہتا تو میں آسمان کے کنارے تک  
(المسند رک۔ خصائص کبریٰ ص ۲۶۴)

موڈھے پاک نبی دے بھارے  
طاقت بہت بھی سرکارے  
موڈھے شانے حضرت بھارے  
آہے سوہنے اپن اپارے  
سوہنے کل اعضاء سن سارے  
صلی اللہ علیہ وسلم  
زور آور وچ عالم سارے  
صلی اللہ علیہ وسلم

### باب العلم بردوش مدینۃ العلم

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بڑے جاہ و جلال، بڑی آب و تاب  
اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مکہ معظمہ میں ورود فرمایا۔ بیت اللہ شریف میں تین سو  
ساتھ بت تھے، جن کی پرستش ہوتی تھی۔ ارشاد ربانی ہوا کہ اے میرے محبوب علیہ السلام  
ان بتوں کو توڑ کر میرے گھر کو پاک کر دو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی لی اور  
بتوں کو توڑنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پڑھتے جاتے تھے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔

(قرآن حکیم ۱۵/۹)

قریب والے بت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیئے مگر چند بت اونچے نصب  
تھے۔ آخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن علی۔ علی کہاں ہے؟

صدائے نبوت سن کر شہنشاہ ولایت فوراً حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ آقا! کیا حکم ہے؟

کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! ان بتوں کو توڑ دو عرض کی کہ آقا! اگر ان کو توڑا

ہے تو ان کو بھی خود ہی توڑ دو۔ آپ نے فرمایا میں توڑ دوں مگر بت اونچے ہیں اور میرا ہاتھ



وہاں تک نہیں پہنچتا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں بھی سمجھ نہیں آتی۔ اس لئے کہ یہاں کہتے ہو میرا ہاتھ نہیں پہنچتا اور وہاں انگلی کا اشارہ کرتے چودھویں رات کا چاند توڑ دو۔ پھر عرض کی۔ آقا! اگر آپ کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا تو سہی، میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ میری پشت پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑ دیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا۔ علی! تم نے ٹھیک کہا۔ لیکن اگر شیر خدا ہو مگر نبوت کا بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ حضرت علی نے عرض کی کہ سرکار پھر کیا کیا جائے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑ دو۔ چنانچہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے مبارک کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑنے لگے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ علی! اس وقت تم کہاں تک پہنچ گئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آقا! اگر حکم دو تو عرش عظیم کے پائے کو پکڑ کر نیچے کھینچ لاؤں۔

غور کیجئے! جس نبی کے کندھوں پر بیٹھ کر علی عرش عظیم کے پائے کو پکڑ سکتا ہے، وہ نبی معراج کی رات کو خود کہاں تک پہنچا ہوگا۔

عرش کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں

شب معراج جہاں پہنچے ہیں رفعت والے

الغرض بت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی نیچے اتر آئے تو مسکرائے۔ کبلی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مسکراتے کیوں ہو؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نے عرش سے چھلانگ لگائی ہے مگر مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ علی! چڑھایا میں نے تھا۔ اور اتارا جبریل نے ہے۔

(مدارج النبی ص ۱۸۵)

آستان یوں جن کا جہان شرف

بیش پردوش ہے جن سے شان شرف

ایسے شانوں کی شوکت

جھک گیا جن کے آگے نشان شرف

صدقے جن کے شرف پر ہے جان شرف

ایسے شانوں کی شوکت



## پشت مبارک

حضرت محرش کعسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت جحرانہ سے عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھا۔

فَنَظَرْتُ إِلَى ظَهْرِهِ كَانَ سَبِيكَةً  
فِضَّةً۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۳۱، زرقانی علی  
المواہب ص ۱۸۸/۲)

تو میری نظر آپ کی پشت مبارک پر پڑھی  
تو وہ ایسی تھی کہ گویا وہ چاندی کی ڈھالی  
ہوئی تھی۔

پشت مبارک تاج رسولاں  
تکیہ گاہ ہے اسماں ملولاں

پشت پناہ ہے سب مقبولاں  
صلی اللہ علیہ وسلم

## بارش بوسیلہ پشت مبارک

حضرت جلیلم بن درفطہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ میں آیا۔ اس وقت ساکنان مکہ قحط کے سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ قریش مل کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا۔ اے ابوطالب! لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ نکلو اور خدا سے مینہ مانگو۔

فَخَرَجَ أَبُو طَالِبٍ وَمَعَهُ غُلَامٌ كَانَتْ  
شَمْسٌ دَجَنَ تَجَلَّتْ عَنْهَا مَحَابَةُ  
قَتْمَاءَ وَحَوْلَهُ أُغْلِمَةٌ فَأَخَذَهُ  
أَبُو طَالِبٍ فَالْصَقَ ظَهْرَهُ الْكُعْبَةَ وَلَا  
ذَالْغُلَامِ بِأَصْبَحِهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ  
قُدْعَةٌ فَأَقْبَلَ السَّحَابُ مِنْ هَاهُنَا  
وَهَاهُنَا وَاعْدَقَ وَاعْدَقَ وَانْفَجَرَ  
لَهُ الْوَادِي وَأَخْضَبَ الْبَادِي  
وَالنَّادِي وَفِي هَذَا يَقُولُ  
أَبُو طَالِبٍ۔ (ابن عساکر۔ بیعتی فی دلائل النبوت۔  
زرقانی علی المواہب ص ۱۹۰، الخصائص الکبریٰ ص ۸۶/۱)

پس ابوطالب نکلے اور ان کے ساتھ ایسا نورانی  
بچہ تھا کہ گویا وہ ایک آفتاب تھا، جو کالے  
بادلوں سے نکلا ہو۔ اور اس کے گرد چند بچے اور  
بھی تھے۔ (بیت اللہ شریف پہنچ کر) ابوطالب  
نے اس نورانی بچہ کی پشت دیوار کعبہ سے لگا  
دی۔ اس نورانی بچہ نے انگلی سے آسمان کی  
طرف اشارہ کیا۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر  
بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا مگر اس کے اشارہ سے  
چاروں طرف سے بادل آگیا اور اتنا برساکہ  
جنگل بہہ نکلے اور اہل شہر و دیہات خوب  
سیراب ہو گئے۔ (اور قحط کی مصیبت دور ہو گئی)



ابوطالب نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَابْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

يَمَالُ الْيَتَمَى عِصْمَةُ بِلَالٍ

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے چہرہ انور کے صدقہ میں ابر کا اپنی مانگا جاتا ہے  
کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔

يَلْؤُذِبِهِ الْهَلَاكُ مِنَ الْإِهَامِ

فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَفَوَاطِلِ

بنی ہاشم جیسے غیور لوگ ہلاکت و تباہی کے وقت ان سے التجا و فریاد کرتے ہیں اور  
آپ کے پاس آ کر عظیم نعمتیں اور برکتیں پاتے ہیں۔

(ذرقانی علی المواہب ص ۱۹۰، خصائص الکبریٰ ص ۸۶۱)

سوہنی کنڈ عجیبہ آہی امت کارن پشت پناہی

دتی اللہ نور صفائی صلی اللہ علیہ وسلم

پتھر موم ہو گیا

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف سے مشرق کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر منیٰ کا میدان  
ہے۔ یہاں منیٰ میں مسجد خیف سے نزدیک اوپر گھائی پر مسجد صعب واقع ہے۔ اس میں ایک  
غار ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس غار میں حضور علیہ السلام جلوہ افروز  
ہوئے تو آپ کا سر مبارک اور پشت مبارک پیچھے غار کے پتھر سے مس ہوا تو پتھر موم ہو گیا  
پشت اور سر کا نشان اس پتھر پر لگ گیا۔

نوٹ: اس غار کو غارِ مرسلات کہتے ہیں کیونکہ سورہ مرسلات ص ۱۲۹ اسی غار میں نازل ہوئی  
تھی۔

(رہنمائے سفر حجاز ص ۹۱)

فوائد

- ۱۔ یہ کہ آپ کی گردن مبارک خوب صورت اور اعتدال کے ساتھ طویل تھی۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کے دوش مبارک مجالس میں اونچے دکھائی دیتے اور قوت کا یہ عالم کہ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا بلکہ پایہ عرش عظیم کو بھیج لیتا۔
- ۳۔ یہ کہ آپ کی پشت مبارک اگر پتھر سے مس ہوئی تو وہ موم ہو گیا اور اگر دیوار کے  
لگی تو بارانِ رحمت ہونے لگی۔



## باب ۱۳ مہر نبوت

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک  
فتح باب نبوت پہ بے حد درود  
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام  
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام  
حجر اسود کعبہ جان و دل  
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام



حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے اور ہر ایک نے اس کا اقرار کیا ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ مہر نبوت کس جگہ تھی اور اس کی ہیئت و جسامت کیا تھی؟

### دو شانوں کے درمیان

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمْ يَتَّبِعِ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا وَقَدْ كَانَتْ عَلَيْهِ شَامَةٌ النُّبُوَّةِ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى إِلَّا نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ شَامَةَ النُّبُوَّةِ كَانَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔  
(عَم۔ الخصائص الكبرى ص ۶۱۱)

نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مگر اس کی مہر نبوت اس کے دائیں ہاتھ پر ہوتی تھی۔ سوائے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

### ابھری ہوئی نورانی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہر نبوت حضور علیہ السلام کے دونوں مونڈھوں کے عین وسط میں ابھری ہوئی صاف اور نورانی دکھائی دیتی تھی۔  
(خصائص کبریٰ ص ۱۱۵)

مونڈھیاں اندر مہر نبوت  
عالی ہمت بھاری برکت  
اللہ دیتی بہت قوت  
صلی اللہ علیہ وسلم

### انڈے کی مانند

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ الْخَاتِمَ عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ۔  
(مسلم شریف ص ۲۵۹/۲)

میں نے آپ کی مہر نبوت کو آپ کے شانے کے پاس کبوتری کے انڈے کی شکل دیکھا۔ رنگت کے اعتبار سے وہ آپ کے جسم کے

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی رنگت کی



جانب کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔  
(خصائص کبریٰ ص ۱۵۲)

وچ کتفین مبارک حضرت	ختم پیغمبراں مہر نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم	بخشی سی رب نال سطوت
بہت کتاباں دین گواہی	آنڈے وانگوں صورت آہی
صلی اللہ علیہ وسلم	وچ کلمہ لکھیا قلم الہی

### مہر میں کلمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ  
كَانَ خَاتِمُ النَّبُوَّةِ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْبُنْدَقَةِ مِنْ لَحْمٍ مَكْتُوبٌ فِيهَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔  
حضور علیہ السلام کی پشت اقدس پر مہر نبوت گوشت کے ٹکڑے کے مانند تھی۔ جس میں گوشت کے ساتھ یعنی قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا۔ ”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“

(ابن عساکر۔ حاکم۔ خصائص کبریٰ ص ۹۱/۱) صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ کی گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور دونوں شانوں کے درمیان ماہ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا۔ جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (نثر الطیب ص ۱۸۲)

اور نیچے کی سطر۔ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (خصائص کبریٰ ص ۱۸۲)

مہر نبوت کے متعلق جو مختلف روایتیں ہیں، ان میں تطبیق اس طرح کی جائے کہ جس کسی نے اسکو جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی ہے، وہ اپنے ذہن کے مطابق دی ہے اور تشبیہ ہر شخص کے ذہن کے موافق ہوتی ہے۔

بدن بے سایہ سی عمدہ نورانی	سجے موڈے دل مہر دی نشانی
کیٹی اس مہر دی جس نے زیارت	بہشتی ہو گیا صاحب بشارت



## خاتم النبیین

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بَيَّنَّ كَتَفِيهِ خَاتِمَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتِمُ  
النَّبِيِّينَ۔ (شائل ترمذی۔ تشریط ص ۱۵۷)

یہ مہر نبوت سے ہوتا ہے ثابت

ہے ختم رسل تاجدار مدینہ

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ  
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ۔  
(احزاب: ۴۰)

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ  
خَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ قَبْلَهُ وَقَلَّ يَكُونُ  
نَبِيٌّ بَعْدَهُ۔ (تویر المعیاس من تفسیر ابن عباس ص ۲۶۳)

یعنی پہلے نبیوں کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو  
گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں

کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

شفاعت کے جو طالب ہو تو کہہ دو دار پر چڑھ کر

پیغمبر مصطفیٰ کے بعد کوئی ہو نہیں سکتا

## عالمگیر رسالت ختم نبوت

حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخَتَمَ بِهِ  
النَّبِيُّونَ۔ (مقلدہ ص ۵۱۲)

میں خالق کی ہر مخلوق کا رسول بن کر بھیج دیا  
لایا اور ان کو ختم نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔



اَنَا رَسُولُ مَنْ اَذْرَكْتُ حَيًّا وَ مَنْ  
يُولَدُ بَعْدِي۔ (شفاء شریف ص ۲۰۶)

جو میری حیات ظاہری میں ہے، اس کا بھی  
اور جو قیامت تک میرے بعد پیدا ہوگا، اس کا  
بھی میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔  
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ۔

(ترمذی۔ طبرانی)

لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے عمر بھی نبی نہیں  
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا تم راضی نہیں کہ تم مجھے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ  
علیہ السلام سے، مگر تم نبی نہیں۔

برادران ملت! جب حضرت عمر فاروق و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات  
کو نبوت نہ مل سکی تو امت میں ان سے بڑھ کر کون ہے، جو نبوت کا دعویٰ کرے؟ جبکہ دین  
کامل ہو گیا اور سلسلہ نبوت بھی ختم ہو گیا۔ حضور تو حضور ہیں۔ قیامت تک نہ آپ کے  
خلفاء الراشدین جیسا کوئی پیدا ہوگا اور نہ نبی ہوگا۔

شاعر اہلسنت جناب سید مرغوب احمد اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔

کتنی ارفع ہے شان حبیب خدا مالک دوسرا، سرور انبیاء  
مقتدی جس کے سب، سب کا جو مقتدا جس کے زیر لوا آدم و من سوا

اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیر نگین ہیں سماک و ممک جس کے حلقے میں ہیں چاند سورج فلک  
جس کا سکہ رواں فرش سے عرش تک جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک

اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

شمع روشن ہے قرآن کے متصل دیکھ کر جن کو ہیں چاند، سورج و نخل  
ہے عذار رسالت پہ تابندہ تل حجر اسود کعبہ جان و دل

یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

یہاں رسالت سے مراد ”درجہ رسالت و نبوت“ ہے یعنی مہر نبوت نے مجسم رسالت و  
نبوت کو خوبصورت بنا دیا ہے (بلا تشبیہ) جس طرح کسی حسین و جمیل کے رخسار کا تل



پورے حسین مجسمہ کو چکا دیتا ہے۔

### فوائد

۱۔ یہ کہ حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، محبت الفقراء والغریاء، والیتمنی والمعاکین، رسول الشقیلین، غیاث الکولین، معیت الدائرین، حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان اکٹھی ہوئی، صاف اور نورانی دکھائی دیتی تھی۔

۲۔ یہ کہ حضور سید عالم، فخر آدم و بنی آدم، تاجدار عرب و عجم، شفیع امم، رسول محترم، آسمان نبوت کے نیر اعظم، نور مجسم، رحمت عالم، سرور کشور رسالت، رونق ممبر نبوت، ہشمر عالم، حکمت، نازش مسند امامت، ختم دور رسالت، صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت و رسالت عالمگیر نبوت و رسالت ہے۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی (ظلی، ہروری) نبی نہیں آ سکتا۔

۳۔ یہ کہ مہر نبوت میں قدرتی طور پر کلمہ عظیم لکھا ہوا تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ

۴۔ یہ کہ جب خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہلبیت عظام، آئمہ اطہار و مشائخ کبار میں سے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو پھر اور کسی کی کیا مجال کہ دعویٰ نبوت کر سکے۔



## باب ۱۴

### بغل مبارک

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود      پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام  
نورعین لطافت پہ الطف درود      زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام  
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام  
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک غلیں نہایت پاکیزہ، صاف اور خوشبو دار غلیں کی بغلوں کا رنگ متغیر نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہی آپ کی بغلوں میں پال تھے۔

(زرقانی علی المصاہب ص ۱۸۶، خصائص کبریٰ ص ۱۲۱)

رنگ سفید تے نور اجالا جو دیکھے ہوئے متوالا  
دیکھو قدرت حق تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

### سفید بغلیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ ابْطِئِهِ۔ (بخاری ص ۹۳۸)

میں نے حضور علیہ السلام کو دعاء استغناء میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ يُرَى بَيَاضُ ابْطِئِهِ۔

حضور علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ یا کرتی۔

(طبقات ابن سعد۔ خصائص کبریٰ ص ۶۳۱)

خوشبو عطروں و دھنکالی  
صلی اللہ علیہ وسلم

بغلاں چٹیاں چمک نرالی  
بخشی رب نے ہمت عالی

### خوشبودار بغلیں

داری نے بنی حریش کے ایک ثقہ سے روایت کی کہ جب رسول کو عین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو اس کے اقرار پالنا پر سگسار کرنے کا حکم دیا تو اس کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھ میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔

تو حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا اور اسے اس کا مالک کر دیا

فَضَمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَ عَلَيَّ مِنْ عَرَقٍ ابْطِئِهِ



کَلْ زَيْحِ الْمُسْكِ۔ مجھ پر ٹپک رہا تھا جس سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی۔  
انوار محمدیہ ص ۲۷۲، خصائص کبریٰ ص ۶۷۱، بزرگانی

لی الموابہ ص ۱۸۷

بغلاں حضرت دی خوشبوئی زیادہ کستوری تھیں ہوئی  
چودیں طبقیں لگی لوئی صلی اللہ علیہ وسلم  
ناظرین گرامی! حضرت معز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ایک صحابی ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ ایک ایسا فعل مکروہ ترین سرزد ہو گیا جو ایک صحابی کی  
شان رفیع کے ہرگز شایان نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر یہ واقعہ نہایت فبیح ہے لیکن  
غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں درس عبرت اور خطا کاروں کے لئے ایک بہترین  
اسوہ و نمونہ موجود ہے۔ اس سے بہتر اور اس سے بڑھ کر توبۃ النصوح کی مثال نہیں مل سکتی۔  
چنانچہ ایک مرتبہ جذبات نفس سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس وقت تو  
جذبات کے طوفان میں کچھ نہ سوچا۔ بعد میں جب ہوش آیا تو آنکھیں کھلیں اور شدت  
سے احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے۔ اسی بیتابی کے عالم میں دوڑتے ہوئے حضور علیہ السلام کی  
خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے پاک کیجئے۔ آپ سمجھ گئے  
لیکن پردہ پوشی فرماتے ہوئے فرمایا۔ جاؤ خدا سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔  
یہ جواب سن کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ!  
مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا کہ جاؤ، اللہ سے توبہ و استغفار کرو۔ پھر چلے گئے۔  
تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ! مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے پھر وہی  
فرمایا۔ پھر لوٹ گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر آ کر عرض کیا۔ حضور! مجھے پاک کیجئے۔ اب آپ نے  
صراحت پوچھا۔ کس چیز سے پاک کروں۔ عرض کیا زنا کی گندگی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
جرم کے ایسے صریح اعتراف سے بہت متعجب ہوئے کیونکہ اس کی سزا بھی بڑی دردناک تھی  
یعنی سنگساری۔ اس لئے آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ ان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا۔ نہیں!  
پھر فرمایا۔ شراب تو نہیں پی ہے؟ ایک صاحب نے اٹھ کر منہ سونگھا تو شراب کا بھی کوئی اثر  
نہیں تھا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم نے واقعی زنا کیا ہے؟ حضرت معز نے عرض



کیا۔ ہاں۔ اس اقرار کے بعد آپ نے ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد ان کے متعلق صحابہ کی مختلف آراء تھیں۔ بعض کا خیال یہ تھا کہ وہ خطاؤں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور بعض کہتے تھے کہ ان کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں دو تین دن تک اسی قسم کی رائے زنی ہوتی رہی۔ پھر حضور علیہ السلام صحابہ کے مجمع تشریف لائے اور السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ ماعز بن مالک کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ سب نے مل کر مغفرت کی دعا کی۔ دعا کے بعد

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوْ سَعَتْهُمْ۔ (مسلم شریف ص ۶۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو تمام امت تقسیم کر دیا جائے تو تمام امت کے لئے بھی ایک توبہ کافی ہے۔

اللہ اللہ! کتنا عجیب و غریب، پر دروہ و شہسوز، سبق آموز اور بصیرت افروز واقعہ یہ ہے کہ فرمائیے یہ گناہ انہوں نے علانیہ نہیں، بلکہ چھپ کر کیا تھا۔ اور کسی کو اس کا علم بھی نہیں تھا اور اگر وہ چاہتے تو کسی کو علم ہونے بھی نہ دیتے۔ مگر ان کی روح کی پاکیزگی اور قلب کی صفائی کا عالم دیکھیئے کہ وہ اپنے کردار کی سفید چادر پر معصیت کے اس دھبے کو برداشت نہیں کرتے اور بار بار آ کر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ! اس دھبے کو دور کر دیجئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خیال سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہے تو اس کو دنیا میں کیوں رسوا کیا جائے۔ پردہ پوشی فرماتے ہوئے بار بار فرماتے ہیں کہ جاؤ توبہ کرو۔ اللہ سے مغفرت چاہو۔ لیکن ان کے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ حلاکت ان کو یہ ابھی طرح معلوم تھا کہ اس گناہ کی سزا بڑی سخت ہے۔ اگر اعتراف کیا تو رسوائی بھی ہوگی اور اگر مار مار کر ہلاک بھی کر دیا جاؤں گا مگر وہ کسی چیز کی بھی پروا نہیں کرتے اور وہیاستے پاک صاف اٹھنے کا تہیہ کرتے ہیں تاکہ آخرت کا کوئی مواخذہ باقی نہ رہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر! حضور کی صحبت نے مجاہدین کو کتنے کلمے سکھائے جن سے ان کی حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام اخلاق حسنا اور کردار پاک تھے۔



کاروں کے لئے ایک ایسی مثال کی بھی ضرورت تھی جس میں ان کے لئے یہ سبق ہوتا کہ دنیا میں ان کے گناہوں کا کفارہ اس طرح ادا کیا جاتا ہے۔

### بے بال بغلیں

طبری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ایک یہ ہے کہ آپ کی بغل مبارک کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا۔ حالانکہ تمام انسانوں کی بغلوں کا رنگ مختلف ہوتا ہے۔

قرطبی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنے اضافہ کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۵۹)

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ آپ کی مبارک بغلوں کا رنگ دیگر آدمیوں کا طرح متغیر نہیں ہوتا تھا۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کی مبارک بغلیں اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح خوشبودار تھے۔
- ۳۔ یہ کہ آپ کی مقدس بغلوں میں دیگر آدمیوں کی طرح بال نہ تھے
- ۴۔ یہ کہ آپ کے صحابہ کرام اخلاق حسنہ اور کردار فاضلہ کے نمونہ تھے۔







## باب ۱۵

### دست و بازو مبارک

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں  
کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستون  
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا  
جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم  
نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں  
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام  
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام  
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام  
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام  
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام  
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال  
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام



حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کف دست اور بازو کے مبارک پرکھنے پر کسی ریشم سے بڑھ کر نرم اور بے حد خوشبودار تھے۔ جس شخص سے آپ مصافحہ کرتے، وہ وہاں اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا۔ اور جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست مبارک رکھ دیتے خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

میں یہ بیضا کے صدقے اے کلیم  
لیکن کہاں ان کی کف دست کا جواب

### خوشبودار ہاتھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مَا مَسَسْتُ دِيَاجَةً وَلَا حَرِيرًا أَلَيْنَ  
مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شِمَمْتُ مِسْكَ  
وَلَا غَبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری ص  
۲۶۳/۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۸۰/۱، مشکوٰۃ شریف ص

۱۵۶، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۵۲)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ أَصَافِحُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمَسُّ جِلْدِي  
جِلْدَهُ فَاتَعْرِفُهُ بَعْدَ فَيَ يَدِي وَأَنَّهُ  
لَا طِيبَ رَائِحَةٍ مِنَ الْمِسْكِ۔

(نکاتی۔ ابن عساکر۔ انوار محمدیہ ص ۲۷۲۔ زرقانی علی

المواہب ص ۱۸۳/۳)

میں حضور علیہ السلام سے مصافحہ کرتا یا میرا  
بدن آکے بدن مبارک سے مس کرتا تو میں  
اس کا اثر بعد ازاں بھی پاتا کہ میرا ہاتھ  
کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔



سلام اندر جنہوں پنجہ پھڑاون

سدا اسدے ہتھوں خوشبویاں آون

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسارے پر اپنے ہاتھ مبارک پھیرنے لگے۔ میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیر دیا۔

فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا وَرِيحًا كَأَنَّهَا  
أَخْرَجَهَا مِنْ جُوفَةِ عَطَّارٍ۔

(مسلم شریف ص ۲۵۶، ۲۵۷۔ انوار محمدیہ ص ۲۷۲)

اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچے سے نکالا ہے۔

### صحابہ کرام آپ کا ہاتھ اپنے چہروں پر ملتے تھے

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ و

سلم نماز پڑھ کر تشریف لائے تو۔

لوگ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے چہروں کو ملنے لگے۔ میں نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ بِيَدِهِ  
فَيَمْسَحُونَ بِهَا وَجُوهَهُمْ قَالَ  
فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى  
وَجْهِیْ فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ  
أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ۔ (بخاری شریف)

### دست مبارک کی برودت

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں مکہ معظمہ

میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عیادت کو۔ اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا نیز میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا۔ میں آج تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خنکی کو محسوس کرتا ہوں، جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۸۰)



جس کی لہروں میں روح سرور کرم  
شایخ دریائے آب ظہور کرم  
جس کے ہر خطہ میں ہے صبح اور  
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! یہی وہ نورانی ہاتھ ہیں کہ کونین کی نعمتیں ان ہی مبارک ہاتھوں میں ہیں اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں میں پوشیدہ ہیں۔

## خزانوں کے مالک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اَتَيْتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوَضِعَ فِي يَدَيَّ۔ (مسلم شریف ص ۲۳۶/۲۔ بخاری ص ۱۰۴۲/۲)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے ہیں۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنِّیْ اَعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنٍ ۚ بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی  
الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ۔ چابیاں دیا گیا ہوں۔

(مسلم ۲/۲۵۰، بخاری ص ۵۵۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَقَدْ أُوتِيَ خَزَائِنَ الْأَرْضِ وَمَفَاتِيحَ  
الْبِلَادِ۔  
(نثر الملبس ص ۱۶۶)

آپ کو تمام خزائن روئے زمین اور تمام  
شہروں کی کنجیاں عطا کی گئی تھیں۔

سجھیاں تمہیں دیں اپنے خزانوں کی خدائے

محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

ناظرین گرامی! کبھی آپ نے غور کیا کہ زمین کے خزانے کون کون سے ہیں اور کتنے

ہیں؟ ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی، لوہا، پتیل، کانسی وغیرہ اور تمام دھاتیں تیل، پٹرول،

یہ سب زمین ہی کے خزانے ہیں۔ پھر تمام نباتات، ہر قسم کے اناج، پھول، پھل، لہسن کے

خزانے تو زمین ہی میں ہیں اور حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں کہ زمین کے تمام خزانوں کی

کنجیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔



حضرات! کسی کے ہاتھ میں تالا کنجی دینے کا مطلب کیا ہوا کرتا ہے؟ دنیا جانتی ہے کہ کسی کے ہاتھ میں تالا کنجی دینے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس شخص کو تصرف کا اختیار دے دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ہاتھوں میں زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دیکر زمین کے تمام خزانوں پر اقتدار و اختیار بخش دیا ہے کہ محبوب خدا زمین کے خزانوں میں سے جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

کف دست رحمت میں ہے سارا جہاں  
زمین آپ کی، آسمان آپ کا

### ہر چیز کی کنجی دی گئی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
أَوْتِيَتْ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ۔  
مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

(طبرانی۔ خصائص کبریٰ ص ۱۹۵/۱)

### سرخ و سفید دیئے گئے

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
أُعْطِيَتْ الْكَنْزَيْنِ الْأَخْمَرَ وَالْأَبْيَضَ۔ (مسلم شریف۔ مقلوۃ ص ۵۱۲)  
مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید یعنی سونا اور چاندی عطا فرمائے گئے۔

### قیامت کی سرداری

حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
إِذَا نَسِوُا الْكِرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحَ يَوْمَئِذٍ  
بِيَدِي وَلِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي۔  
قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے۔ عزت و کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن (داری۔ مقلوۃ ص ۵۱۳)

میرے ہاتھ میں ہوگا۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں



## حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ

هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ  
بَعْدِي۔ (ص: ۳۵)

مزاوار نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر ان کو روئے زمین کی بادشاہت عطا فرمائی اور وہ صرف دنیا کے حکمران ہوئے مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ کو دنیا و آخرت کی حکومت و سلطنت عطا فرمائی گئی۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام صرف فرش کے حاکم اور حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرش و عرش دونوں کے بفضلہ تعالیٰ حاکم ہیں۔

اللہ اللہ شہ گونین جلالت تیری  
فرش کیا عرش پہ جادی ہے حکومت تیری

## ساری دنیا پر قبضہ

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا

يَقُولُ قَبْضَ مُحَمَّدٍ عَلَى مَفَاتِيحِ  
النُّصْرَةِ وَ مَفَاتِيحِ لِلرِّبْحِ وَ مَفَاتِيحِ  
النُّبُوَّةِ۔

کہہ رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرمالیا ہے۔

بَخْ بَخْ قَبْضَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ  
يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي  
قَبْضَتِهِ۔ (خصائص کبریٰ ص: ۴۸۱)

واحدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ کوئی مخلوق ملکہ نہ رہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

برادران ملت! اگر زمین و آسمان کی مخلوق کی تعداد کا اندازہ ہو جائے تو صرف زمین کی مخلوق گنتی و شمار میں آئے گی۔



حیوانات، جمادات، وحوش و طیور، جن و انسان ہیں اور ان سب پر حضور علیہ السلام کا قبضہ حکومت و سلطنت ہے۔ اور آسمان کی مخلوق فرشتے وغیرہ ہیں۔ فرشتے بھی حضور کے امتی و علام ہیں۔ عام فرشتوں کو چھوڑیے۔ ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین کو دیکھیے۔

### پیدائش جبریل کا مقصد

حضرت سیدی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔  
وَجَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقَ لِعِخْدَمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
جبریل علیہ السلام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

(جواہر البحار ص ۶۵۴)

### قدموں کو بوسے

شب معراج یہی جبریل امین سرکار کے قدم پاک پر اپنی نوری پیشانی رکھے آپکو بیدار کر رہے ہیں اور مالک الملک فرما رہا ہے کہ  
يَا جِبْرِئِلُ قَبْلُ قَدَمَيْهِ۔  
اے جبریل! میرے محبوب کے قدموں کو چوم لے۔  
(ریاض الناصحین ص ۳۰۲)

فلک سے اونچا ہے ایوان محمدؐ کا  
جبریل معظم ہے دربان محمدؐ کا

### جبریل دربار نبوت میں

ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس سے راوی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب لڑائی ختم ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام ہتھیاروں سے مرصع ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ! مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور حکم دیا کہ میں آپ سے اس وقت تک نہ جدا ہوں۔ جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں تو کیا سرکار مجھ سے  
إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكَ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَفَارِقَكَ حَتَّى تُرْقِضَنِي هَلْ رَضِيتُ قَالَ نَعَمْ رَضِيتُ فَأَنْصَرِفَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۰۳)



## آپ کے وزیر

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں راسی ہوں۔ جبریل میرا راس ہے۔ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں، جبریل میکائیل (علیہما السلام) اور دو وزیر زمین میں ہیں، ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما)

(جواہر البحار شریف ص ۸۶/۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام زمین و آسمان کے حاکم ہیں اور زمین و آسمان سلطنت عظمیٰ کے دو صوبے ہیں۔ قانون سلطنت یہی ہے کہ ہر صوبہ کا وزیر علیحدہ ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے خطہ زمین کی وزارت حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو عطا فرمائی۔ اور خطہ سموات کی وزارت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کو دی۔

## حضور مالک ہیں

سب جانتے ہیں کہ ایک آدمی اگر اپنے سوٹ کیس پر اپنا نام لکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سوٹ کیس کا مالک وہ ہے، جس کا نام اس پر لکھا ہے۔ اللہ قاضیہ کے مطابق آئیے ذرا احادیث کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز پر اپنے محبوب علیہ السلام کا نام لکھ دیا ہے تاکہ اس حقیقت کا اعلان ہو جائے کہ خالق کائنات نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کائنات بنا دیا ہے۔

## ہر شے پر حضور کا نام

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیٹھے تھے۔ ایک پرندہ دیکھا جس کے منہ میں سرور اللہ تعالیٰ کا نام لکھا تھا۔



نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پھینک دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس موتی کو دیکھا تو اس سبز رنگ کے موتی پر ایک سبز رنگ کا کیڑا تھا۔ اس کیڑے پر زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا۔  
(حجتہ اللہ علی العالمین ص ۲۱۲)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

### پتوں پر

علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک جزیرہ میں ایک ایسا درخت پایا گیا جس کے پتوں پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا تھا۔

### پھل سے

بلاد ہند میں ایک ایسا درخت دیکھا گیا ہے جس کا پھل اخروٹ کی مانند ہوتا ہے۔ اسے توڑا جائے تو اس میں سے ایک سبز رنگ کا کاغذ سا نکلتا ہے، جس پر سرخی سے لکھا ہوتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

### درخت کے وسیلہ سے بارش

پھر براوی نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ

وَهُمْ يَتَبَرَّكُونَ بِتِلْكَ الشَّجَرَةِ وَيُسْتَسْقُونَ بِهَا إِذَا مُنِعُوا الْغَيْثَ۔  
لوگ اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں، اور بارش بند ہو جائے تو اس درخت کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں تو بارش ہونے لگتی ہے۔

ناظرین گرامی! یہ فیض و برکت اس درخت میں کیسے آگیا صرف اسی پاک نام کی

برکت سے۔

### مچھلی پر

ایک مچھلی ایسی شکار کی گئی جس کے ایک پہلو پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور دوسرے پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا تھا۔

### بکری پر

راوی فرماتے ہیں کہ ۹۷۴ھ میں میرے پاس ایک بکری تھی جس نے ایک بچہ



جنا۔ جس کا رنگ سیاہ تھا اور اس پر کچھ سفید گول دھبے تھے۔  
لکھا ہوا تھا۔

### آنکھ کی سفیدی میں

راوی فرماتے ہیں کہ افریقہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا، جس کی دائیں آنکھ  
سفیدی میں باریک سرخ خط میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

### بکری کے سر پر

راوی فرماتے ہیں کہ قطب کبیر حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے  
کتاب ”لواقح الانوار القدسیہ“ میں فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس بکری کا بھنا ہوا سر لایا اور  
مجھے دکھایا۔ اس کی جبین پر لکھا ہوا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ يَهْدِي بِهِ  
يَشَاءُ ۝

قارئین کرام! یہ ایک بہت بڑے قطب وقت کا مشاہدہ ہے اس میں شک کرنے والا  
دل کا اندھا ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عبدہ السلام  
کا نام ان اشیاء پر لکھ کر اپنے محبوب کی عظمت اور آپ کی ملک و حکومت کا اظہار فرمایا ہے۔

### ہرنی کے کانوں پر

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”تحفۃ الاخیار“ میں  
فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں ایک محلہ میں ایک ہرنی دیکھی۔ جس کے دونوں کانوں  
پر ”محمد“ لکھا ہوا تھا۔

### پتھر پر

حضرت مقری فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۰۶۶ھ میں شرفاس میں ایک سیارہ رنگ کا  
ہتھیلی بھر پتھر دیکھا۔ جس پر قلم قدرت سے ایک طرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور دوسری طرف  
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔



اس پتھر کی مالک ایک عورت تھی۔ میں نے اس پتھر سے دو گنا سونا دیکر اسے خریدنا چاہا۔ مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ عورتیں اس پتھر سے بڑا فائدہ حاصل کرتی ہیں۔ عسر و ولادت کے وقت جو عورت اس مبارک پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لے، بچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

اے صل علی نام ہے کیا نام محمد

ہر درد سے لیتا ہے بچا نام محمد

برادران ملت! جس کے نام پاک میں یہ فیض و برکت ہے کہ ایک پتھر پر نقش ہو کر اس پتھر کو لا علاج امراض کی دوا بنا دیتا ہے۔ بھلا خود اس نام والے وجود باوجود میں کس قدر برکتیں ہوں گی۔ اور پھر وہ اللہ والے، جن کے دلوں میں یہ نام پاک نقش ہے۔ ان اللہ والوں کے فیوض و برکات سے انکار کرنا کیوں جہالت نہ ہوگی؟

نوٹ: مندرجہ بالا واقعات اور ان کے علاوہ اور بھی کئی واقعات حضرت علامہ نبھانی علیہ الرحمۃ کی کتاب "حجتہ اللہ علی العالمین" میں ص ۲۱۰ سے لے کر ۲۱۶ تک موجود ہیں۔

مچھلی پر

علم الحیوانات کے ماہر عالم اور اسلامی دنیا کے مایہ ناز محقق حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "حیات الحیوان" میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں بحر مغرب میں سفر کر رہا تھا کہ ایک ایسے شہر میں پہنچا، جس کا نام برطون تھا۔ میرے ساتھ ایک غلام تھا، جس کے پاس مچھلی پکڑنے کا جال تھا۔ اس نے جال ڈالا تو ایک ایسی مچھلی جال میں آگئی جو بالشت بھر تھی۔ ہم نے اسے دیکھا تو اس کے داہنے کان کے نیچے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور سر پر مُحَمَّدٌ اور بائیں طرف نیچے رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا تھا۔

(حیات الحیوان ص ۲۳۲)

حضرت آدم کے ناخنوں پر

انجیل برناباس میں لکھا ہے کہ

Adam besought God saying lord grant me. This wrting



آدم نے خدا کی منت کی کہ خداوند! یہ تحریر میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر درج فرما دے۔ تب خدا نے پہلے انسان کے انگوٹھوں پر تحریر درج کر دی۔ وہ انہیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا۔ ”خدا ایک ہی ہے“ اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا ”محمد خدا کا رسول ہے“ تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھیں ملیں، اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے۔

امام طبرانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی۔

بَيْنَ كَتَفَيْ آدَمَ مَكْتُوبٌ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

(خصائص کبریٰ ص ۱۹۱، الوقاص ۱۴۰)

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ

كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ سُلَيْمَانَ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
 (خصائص کبریٰ ص ۲۰۔ جامع الصفات ص ۲۳)

تورات میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودی کی شناخت

امام جلال الدین سیوطی، ابو نعیم، احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب



جیسے جلیل القدر محدثین و مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پھر وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی میت کو مزبلہ (روڑی، کوڑا کرکٹ والی جگہ) پر پھینک دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم فرمایا کہ اس شخص کا جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کے متعلق یہ شہادت دیتی ہے کہ دو سو سال تک یہ شخص تیری نافرمانی کرتا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو کہا جاتا ہے، بالکل ٹھیک ہے۔

إِلَّا إِنَّهُ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَةَ  
وَنَظَرَ إِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَهُ وَوَضَعَهُ عَلَى  
عَيْنَيْهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهُ  
ذَلِكَ وَغَفَرْتُ ذُنُوبَهُ وَزَوَّجْتُهُ  
سَبْعِينَ حُورًا۔

مگر وہ جب تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھتا تو وہ اس نام مبارک کو چومتا اور اپنی آنکھوں سے لگاتا اور اس پر درود بھیجتا۔ پس اس کے بدلے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۳، انصاف الکبریٰ ص ۳۶۱، سیرت حلبیہ ص ۱۳۶، حلیۃ الاولیاء جلد نمبر ۳۔)

(الانوار الحمدیہ فی السیرۃ المصطفیٰ ص ۲۳۶، اعظم ص ۵۵۱)

### انجیل میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تقبیل

قاضی سلیمان منصور پوری ابن سعد کی تصنیف لطیف طبقات الکبریٰ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ سہل مولیٰ عجمہ کہتے ہیں کہ اہل مرلیس کے اندر ایک نصرانی تھا، جو انجیل پڑھا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت انجیل میں درج ہے۔ وہ اسمعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے۔ اور ان کا نام احمد ہوگا۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۴۰۹/۲)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم نے مثنوی شریف ص ۲۲ دفتر اول میں لکھا ہے کہ

بود در انجیل نام مصطفیٰ آں سر پیغمبراں بحر صفا

بود ذکر علیہ ہا و شکل او بود ذکر غزو صوم دا کل او



طاائفہ نصرانیوں پر ثواب

بوسہ داندی بدال نام شریف

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی مجددی ملاح اشعار کا ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ انجیل میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا تھا جس کے

کے سردار اور دریائے صفا ہیں۔ آپ کا علیہ شریف بھی اس میں مذکور تھا اور آپ کی شکل

صورت کا اور آپ کے جہاد کا اور روزہ و اکل و شرب کا، ان سب امور کا اس میں بیان

نصرانیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اس مبارک نام و خطاب پر (تلاش

کرتے وقت) پہنچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپ کے اسم شریف کو بوسہ دیتے اور آپ کے

اوصاف لطیف پر رخسار ملتے (محبت و تعظیم سے)۔

(کلیہ شہید، ص ۱۱۲)

## عرش پر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: شبِ معراج

رَأَيْتُ عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (خاص کبریٰ)

میں نے عرش پر لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا دیکھا۔

## عرش کا سکون

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ

السلام کو وحی فرمائی کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور اپنی امت کو حکم

دو کہ ان میں سے جو کوئی ان کو پائے، وہ ان پر ایمان لائے۔

اگر محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہوئے تو میں حضرت آدم علیہ السلام کو یہ حکم

کر دیتا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوئے تو میں جنت و عذاب کو یہ حکم کرتا

کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوئے تو میں جنت و عذاب کو یہ حکم کرتا

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا

مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ

وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ فَأُضْطَرِبُ

فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ فَسَكَنَ۔



إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ لَكَا تَوَهُ  
ساکن ہو گیا۔

(کتاب الوقایہ جزی ص ۶۰۱ - شواہد الحق ص ۱۳۹، خصائص کبریٰ ص ۱۹۱)

### جنت کے دروازے پر

ابن عساکر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔  
مَكْتُوبًا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ جنت کے دروازہ پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ مسطور ہے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۷۷)

### جنت کی ہر چیز پر

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا:  
إِنَّ رَبِّي أَسْكَنَنِي الْجَنَّةَ فَلَمْ أَرَفِي  
اللَّهُ نِي جَب مَجْه جَنَّت مِی ٹْهَرَا تَو مِی  
الْجَنَّةِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَةً إِلَّا اسْمِ  
نِي هَرْجَه نَام مَحْمَد لَكَا دِيَكَا۔ ہر محل و چبارہ پر  
مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ  
یہ نام نظر آیا۔ حضور علیہ السلام کا نام نامی میں  
اسْمِ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَى نَحْوِ  
نِي حَوْر عِیْن كِي سِیْنُوں، جَنَّت كِي ٲتُوں، شَجَر  
الْحَوْرِ الْعَيْنِ عَلَى وَرَقِ قَصَبِ  
طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ كِي ٲتُوں پُر اور پردوں  
اجَامِ الْجَنَّةِ وَ عَلَى وَرَقِ شَجَرَةِ  
كِي كَنَارُوں پُر اور فرشتوں كِي آنكھوں مِی  
طُوبَى وَ عَلَى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُتَهَى  
لَكَا پَاپَا۔  
وَ عَلَى أَطْرَافِ الْحُجُبِ وَ بَيْنِ  
أَعْيُنِ الْمَلَائِكَةِ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۷)

حضرات! اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو حضور علیہ السلام کا نام ہر

شے پر لکھ دیا آخر کیوں؟

یاد رکھیے۔ صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جان جائیں کہ اللہ تعالیٰ، جو خالق

کل ہے، اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ہر شے کا مالک بنا دیا ہے۔



خالق کل ہے آپ کو مالک کل کا  
دونوں جہان ہیں آپ کے بغیر اختیار میں

## مالک جنت

حضرت آدم علیہ السلام کو سکونت بہشت کی اجازت ملتی ہے اور میرا علیہ السلام کو جنت کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔ وہ صرف جنت میں رہتے تھے اور حضور علیہ السلام جنت عطا فرماتے ہیں۔ وہ ساکن بہشت تھے اور یہ مالک بہشت ہیں۔ وہ ساکن جنت ہیں اور یہ معطی جنت ہیں۔ فردوس لٹاتے ہیں اور مقام اعلیٰ علیین پر پہنچاتے ہیں۔  
تجھ سے بڑھ کر نہیں کوئین میں ہمت والے

تو نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شب جبکہ میری قسمت کا ستارہ چمکا، میں نے حضور علیہ السلام کے لئے وضو کا پانی حاضر کیا۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔  
فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ رَبِيعَةُ كَيْفَ مَا لَكَ فِي جَنَّتِكَ مِنْ عَرْشٍ كِي - حضور  
مُرَافَقَتِكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْغَيْرَ مَا لَكَ هُوَ - جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں۔  
ذَلِكَ قُلْتُ ذَاكَ - (مشکوٰۃ ص ۴۸) فرمایا: کچھ اور! میں نے عرض کی بس یہی۔

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو

معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھے

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور معطی جنت ہیں۔ ربیعہ کو جنت عطا فرما رہے ہیں اور مالک جنت بھی ہیں۔ کیونکہ جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے مامون و مختار ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ جو مالک کے خبیث

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا حیرا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ



از اطلاق سوال کرو کہ فرمودہ کہ سل بخواہ  
و تخصیص نکر و مطلوبے خاص معلوم مے شود  
کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت او  
است ہر چہ خواہد و ہر کہ خواہد پروردگار خود  
بد ہد۔ (اشعۃ المذہبات)  
ہیں، جو چاہتے ہیں، عطا فرماتے ہیں۔  
حضور علیہ السلام نے کسی خاص چیز کے  
مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ  
کارخانہ الہیہ کی باگ ڈور حضور علیہ السلام  
کے دست تقدس میں ہے، آپ جسے چاہتے

## لفظ سل کی تفسیر

ذرا لفظ سل کی عظمت و رفعت اور عموم و اطلاق پر غور کیجئے۔ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ و  
سلم کس بے نیازی سے فرما رہے ہیں کہ ”ربیعہ مانگو“ یہ نہیں فرماتے کہ فلاں چیز مانگو۔ بلکہ  
ارشاد ہوتا ہے، جو جی میں آئے، مانگو۔ کیونکہ لفظ سل میں عموم و اطلاق ہے اور اتنا بڑا عظیم  
دعویٰ وہی کر سکتا ہے، جس کے قبضہ قدرت میں ساری خدائی ہو۔ پھر ربیعہ کے مانگ لینے  
پر حضور فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو۔ جو اس امر پر دال ہے کہ جنت ہی کیا، ہم  
ہر چیز عطا فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے، جو ہر چیز کا مالک ہو۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں  
دنیا تیری گلی میں، عقبی تیری گلی میں

مسلمانو! اپنے عقیدے پر جمے رہو کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدائی بھر کے مالک و  
مختار ہیں اور یہ شان اللہ نے انہیں عطا فرمائی ہے وہ دینے والا ہے اور یہ لینے والے ہیں۔  
تماشہ یہ ہے کہ وہ دیتا ہے، یہ لیتے ہیں اور دشمنان رسول جلتے ہیں اور کیوں نہ جلیں جبکہ انہیں  
جلنا ہی ہے۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ ایسے لوگ حاسد اور بخیل ہیں اور ان کا عجب حال ہوتا  
ہے۔ دیتا کوئی ہے اور جلتے یہ ہیں۔ چنانچہ ایک منظوم لطیفہ ہے۔

## منظوم لطیفہ

بیوی بولی شوم کی کیوں ہے بدن علیل  
کیا گرہ سے کھل پڑا یا کسی کو ویل  
یعنی ایک بخیل کی بیوی نے اپنے بخیل خاوند کو دیکھا کہ وہ بہت پریشان سا نظر آ رہا ہے



تو پوچھا کیا کچھ گرمیا ہے؟ یا کسی کو کچھ دے دیتے ہو؟  
بخیل بولا۔

نہ گره سے کھل پڑا نہ کسی کو دیا۔

دیتے دیکھا اور کو تو ہے ہنسا علیل

یعنی نہ تو کچھ گره سے گرا ہے نہ کسی کو کچھ دیا ہے بلکہ کسی اور سے آویں کا کھیت

دیکھا ہے۔ اس لئے پریشان ہوں۔

برادران گرامی! یہی حال ان دشمنوں کا ہے کہ حضور کا خدا حضور کو دیتا ہے اور میں اس کی

دیکھ کر جلتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں اور اسی پریشانی میں نہ جانے کیا کچھ کہہ جاتے ہیں

رہے گا یونہی ان کا چہ چا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جائے والے

### قاسم جنت

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری منوہب اللہ علیہ میں فرماتے ہیں۔

وَ كُنِيَّتُهُ أَبُو الْقَاسِمِ لِأَنَّهُ يُقْسِمُ الْجَنَّةَ

بَيْنَ أَهْلِهَا۔ (منوہب اللہ علیہ ص ۱۹۵/۱) ہے۔ اس لیے کہ آپ مستحقین میں جنت

تقسیم فرماتے ہیں۔

حضرات گرامی! اگر حضور علیہ السلام جنت کے مالک ہی نہ ہوں تو اسے تقسیم کیسے

فرمائیں گے؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ! کہ جنت بھی حضور علیہ السلام کی اور ہم گنہگار امت بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور امید ہے کہ حضور علیہ السلام کی نظر جنت کے حصے سے ہم

جنت میں ضرور جائیں گے۔ اس لئے کہ۔

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے گا کیوں ہو

جو یہ جنت تھم کی ہے اس سے تمہاری

ہاں! جو شکر کو نہیں، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ہم گنہگار امت کی



میں نہیں، وہ بیشک جنت سے محروم رہیں گے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔  
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب اے منکر دور ہو  
ہم رسول اللہ کے، جنت رسول اللہ کی

### مَفَاتِيحُ الدُّنْيَا

امام احمد و ابن حبان و ضیائی و ابو نعیم بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

أُوتِيتُ بِمَكَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرْسٍ  
أَبْلَقٍ جَاءَ نِيَّ بِهَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ مِنْ سُندُسٍ۔  
میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔  
جبریل امین ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر  
میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی  
چادر پڑی ہوئی تھی۔

زرکانی علی الموابہ ص ۲۶۷، ہراج النیر ص ۳۲۱، خصائص کبریٰ ص ۱۹۵، جواہر البیان ص ۳۹۶

برادران گرامی! دنیا ماسویٰ اللہ کو کہتے ہیں، یعنی اللہ کے سوا جتنی اشیاء ہیں۔ وہ سب دنیا ہے۔ مثلاً جنت و دوزخ، لوح و قلم جن و انسان وغیرہ وغیرہ۔  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، زمین و آسمان کے خزان کی کنجیاں، غرضیکہ ساری کائنات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے۔

شہنشاہ زمانہ با ہزاراں کروفر آئے  
کیا دنیا پہ قبضہ ملک میں سب خشک و تر آئے

### ضعیف گھوڑی میں طاقت و برکت

حضرت جلیل بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ میری گھوڑی جس پر میں سوار تھا، نہایت ضعیف اور دہلی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں، تو تشریف لائے اور فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہے؟



قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَجَفَاءُ مِنْهُنَّ  
فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ مُخَفِّقَةً مَعَهُ فَضَرَبَهَا وَقَالَ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيهَا فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي  
مَا أَمْلِكُ رَأْسَهَا أَنْ تَقْدَمَ النَّاسُ  
وَلَقَدْ بَعَثَ مِنْ بَطْنِهَا بِأُتَيْيَ  
عَشْرَ أَلْفًا (یعنی۔ جناتیں کبریٰ ص ۶۳/۲)

میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
دہلی اور ضعیف ہے۔ اس حضور علیہ السلام  
ہاتھ مبارک میں جو چھڑی تھی، اس سے اس  
نے اسکو مارا اور فرمایا اے اللہ! اس (حضرت)  
کے لئے اس میں برکت فرما۔ حضرت  
فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی  
میں اسکی لگام نہیں تھام سکتا تھا۔ اور سب  
آگے بڑھ جاتی اور اس سے اتنی اولاد ہوتی  
میں نے ان کو بارہ ہزار میں بیچا۔

برادران ملت! دہلی اور ضعیف گھوڑی کا بغیر خوراک اور مصالحہ وغیرہ کھلانے کے صرف  
چھڑی مارنے سے چست اور چالاک ہو جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ اور سید کوئین صلی  
اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور چھڑی مارنے سے اس کی فطرت ہی بدل گئی اور ایک نئی روح اور نئی  
طاقت اس کے اندر پیدا ہو گئی اور آپ کی دعائے برکت کا اثر پورے طور پر یوں ظاہر ہوا کہ  
اسکی اولاد کے بارہ ہزار ملے۔

اہل ایمان اس قسم کے واقعات سے بخوبی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام خدا  
تعالیٰ کے پیارے حبیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آپ کی ہر حرکت سے برکتوں کا  
ظہور ہوا اور ثابت ہو جائے کہ آپ کا مثل و نظیر کوئی نہیں ہے۔

معذور اونٹ تیز ہو گیا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس غزوہ ذات الرقاق  
میں ایک اونٹ تھا۔ جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے  
گزرے مگر اونٹ کی سست روی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ میں آپ کا ساتھ  
دے سکوں۔ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اعضاء لے کر اونٹ پر  
تین بار گھسایا اور پھر چلو پانی کا بھر کر اس پر چھڑ کا لہر حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ مجھے قسم ہے کہ



عدا کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا۔ آنحضرت جس قدر تیز چلاتے تھے، میرا اونٹ پیچھے نہیں رہتا تھا، بلکہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔ (شواہد النبوة ص ۱۳۹)

### حذیفہ کو سردی نہ لگی

جب لیلۃ الاحزاب میں حذیفہ بن الیمان کو لشکر احزاب کی طرف روانہ کیا گیا تو جانے سے پہلے حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ ان کے سینے اور کندھوں پر پھیرے اور یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ۔

اس رات سخت سردی تھی حذیفہ کہتے ہیں۔ جب میں روانہ ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے میں گرم حمام میں ہوں۔ مجھے سردی کا احساس تک نہ ہوا۔ میں احزاب پہنچا اور خبریں فراہم کر کے واپس آ گیا اور صحابہ کرام کو ملا۔ اس کے بعد مجھے سردی کا کچھ احساس ہوا۔

(شواہد النبوة ص ۱۳۳)

### قوت حافظہ مل گئی

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے قرآن شریف یاد نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا سبب ایک شیطان ہے جس کو خنزب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ میں قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا۔ میں نے اس کا فیض ٹھنڈک کی صورت میں اپنے شانوں کے درمیان پایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے شیطان! عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ عثمان کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری یہ حالت ہو گئی کہ

فَمَا سَمِعْتُ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْئًا إِلَّا  
حَفِظْتُهُ۔ (بیہقی۔ ابوعبید۔ خصائص کبریٰ ص ۱۵۲)

یہاں اطباء کو حیرانی ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک نسیان کی وجوہات کچھ اور ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ شیطان بھی بھلا دیا کرتا ہے اور اس کی تائید قرآن حکیم ص ۱۲ سے بھی ثابت ہوتی ہے (فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ۱۵/۱۲) یہ حیرانی اس وقت تک دفع نہیں ہو سکتی، جب تک خدا تعالیٰ کی قدرت پر پوری طرح ایمان نہ لایا جائے۔



غور کیجئے کہ مثلاً ایک شخص کی عمر سو برس کی ہے اور اس کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ جو کچھ وہ سنتا ہے، یاد رکھتا ہے اور ہر قسم کے علوم اور مضامین اس کے حافظے میں جمع ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب اس نے پہلی مرتبہ کسی چیز کو سنایا دیکھا تو وہ اس کے دماغ میں نقش ہو کر محفوظ ہو گئی۔ اس کے بعد جب دوسری بات دماغ میں پہنچی تو وہ بھی اسی طرح پہلی بات کے ساتھ نقش ہو گئی۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً جو چیزیں اس کے دماغ میں پہنچیں، وہ سب کی سب نقش ہوتی گئیں اور دماغ میں معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اگر وہ تمام معلومات تحریر میں لائی جائیں تو صد ہا جلدوں کی کتاب بن جائے، کیونکہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ادراک ہوتا ہی رہتا ہے۔

کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ایک چھوٹا سا دماغ اتنا بڑا کتب خانہ بن جائے اور پھر ان محفوظات دماغ سے اگر کوئی کتاب لکھی جائے تو اس میں تقدیم و تاخیر مضامین کی ضرور ہوگی۔ پہلے صفحے کا مضمون دوسرے صفحے میں نہ ہوگا اور اگر کوئی بات اس میں دیکھنا منظور ہو تو صد ہا بلکہ ہزار ہا ورق الٹنے کی ضرورت ہوگی؟ ہرگز نہیں۔

بائے دماغ میں جو چیزیں محفوظ ہیں، ان کی یہ حالت ہے کہ جس وقت جو مضمون نکالنا چاہیں، چاہے وہ کتنی ہی مدت کا واقعہ کیوں نہ ہو، فوراً پیش نظر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دماغ میں جس قدر مضامین و معلومات ہیں وہ یکے بعد دیگرے جمع ہوئے ہیں۔ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس طرح کتاب کی ورق گردانی کر کے مضمون نکالا جاتا ہے، یہاں بھی اسی طرح تفحص کیا جاتا، مگر ایسا نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ عادت نہ ہونے کی وجہ سے ایسے امور کی طرف خیال نہیں کیا جاتا، مگر تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے تو اس میں عقل کو کوئی حیرانی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھتے ہوئے کہہ دیا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے قوت حافظہ کی تخلیق ہی اس طرح کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس کو جس طرح چاہے، پیدا کرے، اس طرح خدا کی قدرت پر ایمان کامل ہو جائے گا۔

اس حدیث کے مضمون کو بھی اگر خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے اور کہا جائے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے قوت حافظہ کو عجیب الخلقت بنا کر دماغ میں رکھا ہے۔ اسی طرح حضور



جاتا تھا۔ اس کا رکھنا بھی بے سبب نہ ہوتا تھا۔ چونکہ شرح صدر بغیر حکم الہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسلئے دعا بھی فرمائی اور عالم اسباب میں ظاہری سبب کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اپنا دست مبارک بھی رکھاتا کہ اسکی بھی تاثیر ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح دوائیں وغیرہ عالم اسباب میں تاثیر کیا کرتی ہیں، اس طرح دست مبارک میں بھی تاثیر رکھی گئی تھی، جس کا ظہور بے شمار مقامات پر ہوا۔

قارئین کرام! یہی وہ دست شفا ہے کہ جس کے محض چھونے سے وہ بیماریاں دور جو جاتی ہیں، جن کے علاج سے اطباء عاجز ہیں اور یہی وہ دست رحمت ہے کہ کبھی کوئی سائل ان سے محروم نہیں پھرا۔

### شاق شکستہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتبک، ابورافع یہودی (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) کو قتل کر کے اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنے عمامہ سے باندھ لی اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر اپنا حال عرض کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست شفا پھیر دیا۔ آپ کے دست رحمت کے پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسی درست ہو گئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَبْسَطُ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ بِرِجْلِي  
فَمَسَحَهَا فَكَانَ مَا لَمْ أَشْتِكْهَا قَطُّ۔  
(بخاری ص ۵۷۷/۲۔ المغازی للواتدی ص ۳۹۳/۱۔  
البدایہ ص ۱۴۰/۴)

ہوتی ہے شفا دم میں، دم آتا ہے بے دم میں  
محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفا خانہ



## گنجائیں دور ہو گیا

حضرت ہلب بن یزید بن علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہ کہنے لگے۔

فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَتَبَّتْ شَعْرَةٌ. فَسَمِعَ الْهَلْبُ۔ (طبقات ابن سعد۔ شفا شریف۔

خاص کبریٰ ص ۸۴۲)

ہو گیا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ

مَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ شَعْرَةً فَتَبَّتْ وَاسْتَوَى شَعْرُهُ۔ (شفا شریف ص ۲۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھٹے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا گھٹا جاتا رہا اور سارے بال برابر ہو گئے۔

نبی حضرت کعبہ دے سر ہتھ لائے  
شفا ہوئی تے جلدی وال آئے

## رسولی ختم

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی کے ہاتھ پر رسولی کی کئی علاج کئے مگر افاقہ نہ ہوا۔ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا دست شفا اس صحابی کی رسولی پر رکھا اور ہاتھ کو چکرو دیا تو رسولی فوراً غائب ہو گئی اور ہاتھ اچھا ہو گیا۔

ان کے ٹار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو  
جب یاد آ گئے پھر سب غم بھلا دیئے

## اونٹوں کو شفاء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چتر گڑھی کے قریب تھے تو ایک ٹار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو گیا۔ آپ نے اس کی رسولی پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کو چکرو دیا تو رسولی فوراً غائب ہو گئی اور ہاتھ اچھا ہو گیا۔



بدبودار بیماری میں مبتلا تھے، جس کا کوئی علاج نہ تھا۔ لوگ ان کے پاس جانے بلکہ اس علاقہ سے گزرنے سے گریز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جاندار جانور بھی وہاں نہ جاتے تھے۔

ناگہان آں مغیث ہر دو کون

مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو ان اونٹوں نے قدم بوسی کی اور بزبان حال کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضور! ہم بیکس سخت مہلک بیماری میں مبتلا ہیں، کرم فرمائیے! تب حضور علیہ السلام اپنے اونٹ سے اترے اور اپنا دست شفا ہر ایک بیمار اونٹ کی پشت پر پھیرا۔ فی الفور انہیں صحت کامل نصیب ہو گئی۔

(احیاء القلوب ص ۳۵)

### برص سے شفاء

حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی کو برص کا مرض تھا۔ انہوں نے دربار رسالت میں عرض کی:

فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَيْهَا فَأَذْهَبَ اللَّهُ الْبَرَصَ۔

حضور علیہ السلام نے اپنے دست رحمت سے اپنے عصا مبارک کو ان کے جسم پر پھیرا تو

(زرقاتی شریف ص ۲۰۱/۵) فوراً برص کا مرض جاتا رہا۔

رافع نافع وافع شافع

کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

### ورم کا تہلیل ہونا

ابن سعد عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی

گردن میں ورم تھا۔

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَمَسُحُهَا فَذَهَبَ الْوَرَمُ۔

حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان کی گردن پر پھیرا تو ورم جاتا رہا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۷۰۲)



نہ ہو آرام جس کو مدارے دمانے ہوں

وہ آئے حضور علیہ السلام کے آستانے میں

### دست شکستہ

ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ ایک روز پہلے اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اور اس پر باندھ رکھی تھی۔ آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر پٹی کھول دی اور اپنا دست مبارک وہاں دیا، اسی وقت تندرست ہو گیا۔ لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ کھانا آیا تو سب نے کھایا۔ بچے کو کہا گیا کہ اس پٹی کو اپنے گھر لے جانا، پھر کام آئے گی۔ جب وہ بچہ اپنی قوم کی طرف واپس گیا، تو وہاں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ابھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ کا کیا حال ہے؟ بچے نے تمام واقعہ سنایا تو وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۱۳)

### مجنون کا اچھا ہونا

ابو نعیم حضرت زراع سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے مجنون بچے کو دربار نبوت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے چہرہ پر دست رحمت پھیرا اور دعا بھی فرمائی۔ پس

فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ دَعْوَةِ النَّبِيِّ أَغْقَلَ مِنْهُ۔  
آپ کی دعا کے بعد وہ لڑکا سب سے زیادہ عقلمند ہو گیا۔  
(خصائص ص ۷۱۲)

### کنکریوں کی تسبیح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھا انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے، بتائیے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ تو کاہن کا کام ہے۔



فَقَالُوا كَيْفَ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ  
اللَّهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفًّا مِنْ حَصْنِي فَقَالَ  
هَذَا يَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَسَبَّحَ  
الْحَصْنِي فِي يَدِهِ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ  
رَسُولُ اللَّهِ۔ (جواہر البحار ص ۶۲، خصائص کبریٰ  
ص ۷۵/۲ ابو نعیم ص ۱۹۱)

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ  
آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے ایک مٹھی  
کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا: دیکھو یہ گواہی دیتے  
ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور کے  
دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ یہ  
سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے  
ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تو نے لیا  
کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب، کلمہ پڑھا

اسی قسم کی بہت سی روایات ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دست  
مبارک میں کنکریوں نے بلند آواز سے تسبیح اور کلمہ پڑھا۔

نوٹ: اس میں شبہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قلوب کی کیفیتوں پر مطلع تھے۔  
جس کا ثبوت متعدد احادیث میں ملتا ہے مگر اس موقع پر جو فرمایا کہ یہ کاہن کا کام ہے۔ اس  
میں ایک بہت بڑی مصلحت تھی، اور وہ یہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سوچی ہوئی  
بات بتا دیتے تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یہ کام تو کاہن بھی کیا کرتے ہیں اور ممکن  
تھا کہ ان کو اس قسم کا کوئی واقعہ شبہ میں ڈال دیتا۔ چونکہ انہوں نے نبوت و رسالت کے  
پرکھنے کا معیار دل کی بات جان لینے کو قرار دیا، جو اتنی بڑی بات نہ تھی۔ اس لئے فرمایا کہ یہ  
کام تو کاہن بھی کر لیتے ہیں۔ ہم تمہیں معجزہ دکھاتے ہیں کہ کسی اور سے ممکن ہی نہ ہو۔  
چنانچہ کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔

یہ سنگریزے جو جماد محض ہیں، حضور علیہ السلام کے دست اقدس میں آنے سے زندہ  
ہو گئے، بولنے لگے اور حضور علیہ السلام کو پہچاننے لگے، کنکریوں کا تسبیح کرنا پرندوں کے  
اڑنے سے افضل اور دست اقدس میں ان سنگریزوں کا زندہ ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام  
کے نفع روح سے افضل واقویٰ ہے۔



ہے لب پہلی سے جان کی نرالی بات

سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالہ ہاتھ

سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ انہوں نے ریشمی لباس پہنا ہوا تھا حضور علیہ السلام

نے فرمایا:

فَمَا بَالُ هَذَا لِحَرِيرٍ فِي أَغْنَاكُمْ؟ قَالَ

فَشَقْوَةٌ مِنْهَا فَالْقَوَّةُ۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی انہوں نے اس  
لباس کو پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیا۔

سبحان اللہ! یہ ہے مسلمان ہونا کہ ریشمی لباس کا ناجائز ہونا سنتے ہی پھاڑ پھاڑ کر پھینک  
دیا اور ہم ہیں کہ جانتے تو سب کچھ ہیں مگر عمل کچھ نہیں، اے اللہ! یہ طفیل نبی رحمت  
اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو سچا مسلمان بنا۔ آمین۔

### دست شفاء

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن کی عمر میں دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے  
خاندان کا کوئی فرد اگر بیمار ہو جاتا تو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم کا دست مبارک دھو کر اس بیمار کو پلا دیتیں تو بفضل خدا جلد ہی شفا ہو جاتی۔

### فرشتے کو شفاء

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی عادت کریمہ  
تھی کہ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ کرام سے محو گفتگو ہوتے۔ ایک دن آپ نماز سے سلام  
پھیرتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر مسجد نبوی سے باہر شریف لے گئے صحابہ کرام  
دیکھ رہے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ آپ کہاں شریف لے جا رہے ہیں۔  
حضور علیہ السلام اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کمرے  
لے گئے۔ اور دروازہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر اندر لے گئے۔



اور کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں اور ملائکہ مبارکبادی کے لئے برابر اتر رہے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام اندر گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے متعلق پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ اندر تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میرے لئے اندر آنے کی حضور علیہ السلام سے اجازت لے آئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ! امام حسین پیدا ہوئے ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار ملائکہ مبارکبادی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حیران ہوئے اور دروازہ پر بیٹھ گئے۔ ذرا سی دیر کے بعد تمام صحابہ کرام وہیں دروازہ پر جمع ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو وہی بات بتائی، جسے سن کر صحابہ کرام حیران ہوئے۔

کچھ دیر بعد حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے اور سب کو اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے آگے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمام واقعہ سنایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں ملائکہ کی تعداد کیسے معلوم ہوئی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے ملائکہ کو گروہ درگروہ زمین پر اترتے دیکھا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور اپنی تعداد بتا رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعا دی۔

پھر حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے صدیق! کیا اس سے عمدہ بات نہ بتاؤں؟ آج ملائکہ ایک ایسے فرشتہ کو اپنے ساتھ لائے، جس کے ہاتھ اور پاؤں ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی کہ یہ معاملہ تیرے ساتھ کیسے ہوا؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں مقرب ملائکہ میں سے ہوں۔ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا ہوا تھا میں نے دنیا کی طرف نظر کی۔ مجھ کو ایک آدمی نظر آیا، جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اس زندگی سے تو موت اچھی ہے جس میں خیر نہیں۔ جوں ہی یہ لفظ میری زبان سے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ویسے ہی کر دیا اور میرے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور مجھے ایک جزیرہ میں گرا دیا گیا۔ سات سو سال تک وہیں



پڑا رہا۔ آج مبارکبادی کے لئے فرشتے اترے اور محمدؐ کی آپسے ہاتھ ملانے کی دعا کی۔  
رب العزت میں امام حسین کے صدقے میں شفاعت فرمائی کہ میں نے اس  
کے لئے دعا کی تو جبریل امین تشریف لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ  
کی دعا قبول فرمائی ہے۔ آپ اپنے ہاتھ سے امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر اس فرشتے کے  
پھیر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا، وہ فرشتہ فوراً تندرست ہو گیا۔

سبحان اللہ! حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک سے امام حسین کو برکت ملی اور امام حسین  
کے ہاتھ مبارک کے مس کرنے سے فرشتہ کو شفا نصیب ہوئی۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

الْحُسَيْنُ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

(کوکب دری ص ۲۱۴، تنویر الیقین فی معجزات الرسول الامین ص ۱۱۳، ماہ طیبہ اہل بیت مئی ۱۹۶۲ء)

### درد شکم دور ہوگئی

رافع بن خدیجہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک دیگ ہے جسے پکایا جا رہا  
ہے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے گوشت کا ایک بڑا سا ٹکڑا عنایت فرمائیں، مجھے  
بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نے لے کر کھایا مگر پورا ایک سال میرا پیٹ درد کرتا رہا۔ میں نے  
آپ کے پاس جا کر عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس گوشت پر سات آدمیوں کا حق تھا۔  
آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ مارا تو وہ ٹکڑا باہر جا پڑا، اس کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔ مجھے اللہ کی  
قسم ہے۔ اس کے بعد میرے شکم میں درد کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ (شواہد اہل بیت ص ۲۱۴)

### عمر صد برس ہوگئی

امام بیہقی نے عبد اللہ بن بسر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کے  
سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ

يَحْيِيْ هَذَا الْفَلَامُ قَرْنًا وَكَانَ لِيْ  
وَجْهٌ تُوَلُّوْا قَالَ لَا يَمُوْتُ هَذَا

یہ لاکھ قرن زندگی پائے گا میں نے  
اس کا رخ کر دیا تو اس نے نہ مرے گا



حَتَّى يَذْهَبَ التُّوْلُومُ مِنْ وَجْهِهِ۔ فرمایا۔ ان کے مرنے سے پہلے دور ہو

(حجۃ اللہ ص ۵۰، جامع الصفات ص ۱۳۳) جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے

مملو ہیں تیرے فیض سے کون و مکان ارض و سما

### دست مبارک رکھنے کا اثر

حضرت حظلہ بن حزم رضی اللہ عنہ کے سر پر

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّ اَكْرَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا دست

مبارک پھیر کر فرمایا: تجھ میں برکت دی گئی۔

حضرت ذیال فرماتے ہیں کہ اس کے بعد

میں نے دیکھا کہ کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ

یا انسان کے کسی مقام پر ورم ہو جاتا تو اس

کو حضرت حظلہ کے پاس لے آتے اور وہ

اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈال کر اپنے سر

پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ اِثْرِيْدِ

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم

فورا اتر جاتا۔

(بخاری فی التاریخ۔ ابن سعد۔ احمد۔ ابویعلیٰ۔ بغوی۔ شفا

شریف۔ خصائص کبریٰ ص ۸۳۲۔ زرقانی ص ۸۶۳)

برادران ملت! یہاں یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ کے بچپن میں ان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور اس کا اثر ان کی عمر بھر رہا

اور وہ بھی کیسا کہ فقط وہی اس سے مستفید نہ تھے بلکہ دوسرے انسان و حیوان بھی اس سے

فائدہ اور شفا حاصل کرتے۔

غور فرمائیے کہ دست مبارک کی برکت ان کے سر کے پوست پر قائم ہوئی اور جب وہ

اپنا ہاتھ اس پر لگاتے تو ان کے ہاتھ میں آ جاتی، اور پھر وہ برکت بیمار تک پہنچتی اور وہاں جا



کر یہ اثر کرتی کہ اسکو صحت ہو جاتی، خیال کیجئے کہ کبھی دیوانہ عاقل ہو جاتا ہے۔  
عقل متوسطہ کے احاطہ ادراک سے خارج ہے۔ کہیں نہ عقل متوسطہ کا  
جسمانیات سے ہے روحانیات سے ان کا کیا تعلق؟

آرموڈ عقل دور اندیش رہا  
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش رہا

دھدر ختم

حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد (دھدر) تھا۔ چونکہ ان کی  
ناک کو چیر گیا تھا اور اسکی وجہ سے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔  
فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ عَلَى رَأْسِهِ  
سَلَّمَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَلَمْ يَمَسْ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَمِنْهَا آثَرٌ۔  
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر ان کے  
چہرے پر دست مبارک پھیر دیا۔ شام  
ہونے پائی کہ داد کا کوئی نشان نہ رہا۔

(الخصائص الكبرى ص ۷۵۲)

حضرات! کتنا بڑا طبیب حاذق اور ماہر سرجن کیوں تھے، اگر وہ ایسے داد کا علاج  
کرے تو اسکو کتنا زائد درکار ہے۔ پھر داد (دھدر) اگر زائل بھی ہو جائے تو ناک، جن کو  
دھدر نے چیر دیا تھا، اس کا اصلی ہیئت پر آ جانا دشوار ہے۔ ایسی سخت بیماری کو رحمت عالم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے صرف دست مبارک پھیر کر دور فرما دیا۔

بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ رحمت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ رحمت عالم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ  
اور سر پر دست رحمت پھیر دیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ  
فَكَانَ لَا يَمَسُّهُ شَيْءٌ إِلَّا يَوَاقُ۔  
بشیر جس سر پر ہاتھ پھیرا وہ کسی شے سے نہیں ٹکرتا۔

(الخصائص الكبرى ص ۷۵۲)

برادران ملت! بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ رحمت عالم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ اور سر پر دست رحمت پھیر دیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ



آگئی؟ ان کے ہاتھ میں بیمار کو اچھا کر دینے کی قوت کیوں پیدا ہوگئی۔ ان کے ہاتھ ساری دنیا کے ہاتھوں سے ممتاز کیوں ہوئے؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کے سر پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ پھر گیا تھا۔ یہ سب حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کی برکت اور اسی کا تصرف اور اسی کا فیض تھا، جو حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔

سبحان اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شفاۓ امراض کا معجزہ ملا تھا (قرآن حکیم پ ۳) مگر حضور علیہ السلام نے دوسروں کے ہاتھوں میں ہر مرض کے ازالہ کی طاقت عطا فرمادی تھی۔ (الخصائص ص ۷۴۲)

یہ فیض دیئے وہ جو دیکئے کہ نام لیئے زمانہ جیئے  
جہاں نے لیئے تمہارے دیئے یہ اگر میاں تمہارے لیئے

### حضرت جابر کا گھوڑے سے نہ گرنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے دربار نبوت میں عرض حال کی حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان کے سینہ پہ پھیرا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد وہ کبھی گھوڑے سے نہ گرے اور طاقت ور ہو گئے۔ (تواریخ حبیب اللہ ص ۱۴۱)

### حضرت جریر کا گھوڑے سے نہ گرنا

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سواری کی حالت میں گھوڑے سے گر جاتا تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض حال کی تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے دست مبارک کے مارنے کا نشان اپنے سینہ پر دیکھا اور فرمایا۔

اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اسکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کر دے۔  
حضرت جریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُّهْدِيًا فَمَا  
مَقَطْتُ مِنْ قَرْصِي بَعْدُ۔ (بخاری ص

۶۱۳۲، ابوعبید ص ۲۸۹، الخصائص الکبریٰ ص ۲۷۲)



حاتم جیسے لکھ سوال

ایہو حضرت دی سی جالی

ناہ کدی ناں کرن زبانوں

خلق عظیم ہے اسدی شانوں

چہرہ روشن ہو گیا

ابن عسا کر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ أَبِي أَيَّاسٍ مَسَحَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهُ

وَأَلْقَى يَدَهُ إِلَى صَدْرِهِ فَكَانَ أُسَيْدُ

يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلِمَ فَيُضِيءُ - (ابن

عسا کر کنز العمال - ج ۲۸ ص ۸۵۲، خصائص ص ۸۵۲)

داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی۔

مبارک ہتھ جی دے منہ تے لاوے

ہنیرے وچ سب کجھ نظری آوے

سبحان اللہ! یہ کیسا نوری ہاتھ تھا، جس نے حضرت اسید کو ایسا روشن کر دیا کہ ان کا چہرہ

دوسری چیزوں کو روشن و منور کرنے لگا۔ خیال تو کیجئے، جس کے مبارک و مقدس ہاتھوں نے

حضرت اسید کو ایسی بے مثل روشنی عطا فرمائی، ایسے نورانی ہاتھ والا خود کیسا روشن و منور ہو گا۔

لا مکاں تک اجالا جس کا وہ ہے

ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

چہرہ میں اشیاء کا عکس

حضرت ابوالعلاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَجْهَهُ فَتَادَا ابْنُ مِلْحَانَ فَكَانَ

بِوَجْهِهِ يَرِيقُ حَتَّى كَانَ يَنْظُرُ فِي

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قادیہ بن ملحان

کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان

کے چہرے میں ایسی عکس پیدا ہوئی کہ ان کے



وَجْهَهُ كَمَا يَنْظُرُ فِي الْمِرَاةِ۔

(یعنی۔ شفا شریف ص ۱۲۰، شواہد المتنبیہ ص ۲۰۶)

چہرے میں اشیاء کا عکس اس طرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔

اس حدیث پاک میں قابل غور بات یہ ہے کہ رحمت کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کے چہرے پر دست رحمت پھیرا، وہ محض محبت کی وجہ سے تھا یا یہ مقصود تھا کہ ان کا چہرہ روشن ہو جائے، کچھ بھی ہو، دست مبارک کی تاثیر ضرور ثابت ہوتی ہے۔ اگر محض محبت کی وجہ سے بغیر قصد روشنی دست مبارک پھیرنے سے چہرہ روشن ہو گیا تو اور زیادہ پر لطف بات ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور یہ ہے کہ بغیر حضور علیہ السلام کی درخواست کے آپ کی حرکات وہ آثار مرتب کر دیں، جو دنیا میں کسی سے نہ ہو سکیں، جن سے آپ کا نام تمام دنیا میں روشن رہے اور اگر روشنی کے قصد سے دست مبارک کے پھیرنے سے چہرہ روشن رہے اور اگر روشنی کے قصد سے دست مبارک کے پھیرنے سے چہرہ روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ارادہ فرماتے، ویسا ہی ہو جاتا۔

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر

جو ان کی رضا ہو، وہی خالق کی رضا ہو

### حبشی کا چہرہ روشن ہو گیا

عرب کے بیابان میں ایک بہت بڑا قافلہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گیا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ

درمیان آں بیابان ماندہ

کاروانے مرگ برخود خواندہ

یعنی وہ قافلہ پیاس کے مارے موت کو دعوت دے رہا تھا۔

اشتراں شاں رازباں آ وینختہ

خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ

اور ان کے اونٹوں کی (پیاس کے مارے) زبانیں لٹک رہی تھیں اور ہر طرف مخلوق

ریت پر پڑی ہوئی تھی۔



ناگہان آن منیٹ پر مدد کوئی

مصلی پیدا شدہ از ہر دوں

اچانک ان لوگوں کی مدد کے واسطے دونوں جہانوں کے فریادوں کا عالم صلی  
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے۔

حضرات غور کیجئے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ حضور علیہ السلام کو دونوں جہانوں کا فریاد  
لکھ رہے ہیں۔ اب اگر کسی کو تو حید کا مروڑاٹھے تو وہ مولانا روم کو مشرک کہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی دونوں جہانوں کے فریادوں میں ہیں۔ اللہ کی رحمت  
اگر کام نہ آئے، مصائب و آلام کو دور نہ فرمائے، تو وہ رحمت ہی کب ہوگی؟ مسئلہ  
ہمارے حضور اللہ کی رحمت ہیں اور وہ دو عالم کے لئے فریادوں میں ہیں۔ یہی حقیقت ہے اور  
اسی پر ایمان رکھو۔

ہاں! تو وہ قافلہ جو پیاس کے مارے مر رہا تھا، اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا۔ جب اس  
نے دیکھا کہ ہماری مدد کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے ہیں تو اس کی جان میں جان  
آئی۔ رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان قافلہ والوں کی یہ حالت دیکھ کر رحم آ گیا اور فرمایا  
چند آدمی اس ٹیلے کی طرف جائیں۔ ٹیلے کے اس پار ایک سیاہ رنگ کا جیشی غلام اونٹ پر  
پانی کی مشک لا رہا ہے اور اپنے آقا کی طرف جا رہا ہے۔ اس جیشی غلام کو اونٹ سمیت  
میرے پاس لے آؤ۔ اگر خوشی ہے آئے تو بہتر، ورنہ پکڑ کر سنے آؤ۔ چنانچہ چند آدمی ٹیلے  
کے اس پار گئے تو دیکھا۔ واقعی ایک جیشی غلام پانی کی مشک لئے اونٹ پر سوار جا رہا ہے۔  
انہوں نے اس جیشی سے کہا کہ تجھے حضور علیہ السلام بلا رہے ہیں۔ جیشی بولا: میں نہیں جانتا  
وہ کون ہیں۔ وہ بولے کہ وہ حضور چاند کے چہرے والے اور مٹھی جادو والے ہیں۔  
الغرض صحابہ نے اس سے حضور کی طرح طرح کی تعریفیں کیں۔ مگر وہ بولا میں ان کے پاس  
نہیں جاؤں گا۔ صحابہ کرام اسے پکڑ کر زبردستی حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیشی کو تسلی دینا کہ تم کو میری کوئی تکلیف نہ ہوگی  
جائے گی اور تمہارا پانی بھی بالکل چھینا نہ جائے گا۔ اور اسے کہہ دیا کہ تم میرے  
سے وہ مشک لیکر حضور علیہ السلام نے اپنا رخسار مبارک دھو کر رکھو۔



سے فرمایا کہ لو سب آ کر پانی پی لو۔ خود بھی پیو، جانوروں کو بھی پلاؤ اور اپنے سارے برتن بھی بھرو، تاکہ راستے میں کام آئے۔

جملہ را از مشک او سیراب کرد

اشتراں و ہر کے زان آب خورد

حضور نے اس مشک کے تھوڑے سے پانی سے ان سب کو سیراب کر دیا۔ اونٹوں اور سب لوگوں نے اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پیا اور مشک ویسی کی ویسی بدستور بھری ہوئی تھی۔ حبشی یہ معجزہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور والہانہ طور پر آگے بڑھا۔

مصطفیٰ دست مبارک بر رخش

آں زماں مالید کرد او را در رخش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے پر اپنا دست نور پھیرا تو اس سیاہ رنگ حبشی کا سیاہ رنگ کافور ہو گیا اور وہ نور علی نور ہو گیا۔ اور چمکنے لگا۔

شد سفید آں زنگی زادہ حبش

ہچوں بدر و روز روشن شد شبش

وہ حبشی چودھویں کے چاند کی طرح سفید ہو گیا۔ اور اس کی رات دن بن گئی۔

پھر وہ حبشی مسلمان ہو گیا اور اجازت لیکر اپنے مالک کے گھر پہنچا، تو مالک نے پوچھا: تو کون ہے؟ غلام بولا۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ مالک نے کہا۔ جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ میرا غلام تو کالا سیاہ ہے۔ مگر غلام بولا میں اس کے پاس سے ہو کر آیا ہوں جس نے ساری کائنات کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور فرما دیا ہے۔ پھر غلام نے اپنا سارا قصہ سنایا۔ جسے سن کر اس کا مالک بھی مسلمان ہو گیا۔

میدان کارزار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست شفاء

حضرت عاید بن عمر مزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم جنگ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عین سامنے جنگ کر رہے تھے۔ اچانک غیم کی طرف سے ایک تیر میری پیشانی پر آ کر لگا، جس کے اثر سے میری پیشانی، سفید داڑھی اور سینہ پر خون بہنے لگا۔ حضور علیہ السلام



نے اپنے دست اقدس سے میری پیشانی، چہرے اور سینے سے کون ساکت کر دیا۔  
عاید رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں یہ واقعہ نہایت فخر سے سنایا کرتے تھے جب ان کی وفات  
ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عاید رضی اللہ عنہ کے جسم کے جس حصے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیرا، وہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (شواہد و خبریں ص ۱۹۱)  
**کھجور کی شاخ روشن ہو گئی**

سقادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات، جبکہ بارش ہو رہی تھی، دیر تک  
علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جب جانے لگے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے انکو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔

وَقَالَ انْطَلِقْ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيُضِيْءُ لَكَ  
مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ عَشْرًا وَمِنْ  
خَلْفِكَ عَشْرًا۔ اور فرمایا۔ اسکو لے جاؤ۔ یہ دس قدم  
تمہارے آگے اور دس قدم تمہارے پیچھے  
روشنی کرے گی۔

(شفا شریف۔ خصائص کبریٰ ص ۸۱۲، حجتہ اللہ ص ۱۷، طبقات ابن سعد ص ۲۷۳، اسد الغابہ ص ۱۰۶۳، انصار ص ۱۵۵/۲)

میں دید بیضا کے صدقے اے کلیم  
لیکن کہاں ان کی کف دست کا جواب  
ناظرین گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ دید بیضا کی یہ شان تھی کہ خود ان کی  
ہاتھ چمک اٹھتا تھا۔ (قرآن حکیم ۹۲) مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دید بیضا کی شان  
شان کا یہ عالم ہے کہ جس چیز پر دست انور مس کرنا ہے، وہ دید بیضا کی طرح چمک اٹھتی ہے۔  
اللہ رے دست مقدس کا معجزہ  
وابستہ جو ہوا اسے پروردگار دیا

**صحابہ رضی اللہ عنہم کی لائٹھیاں روشن ہو گئیں**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ  
علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے اسے لائٹھیاں ملنے لگیں اور ان کے ہاتھوں پر لائٹھیاں



نحت ظلمت (تاریکی) چھا گئی۔ پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لائٹی روشن ہو گئی۔ جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو

أَصْنَاءُ بِالْآخِرَى عَصَاةُ فَمَشَى دوسرے صحابی کی لائٹی بھی روشن ہو گئی اور یہ  
كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا فِي ضَوْءِ عَصَاةٍ ۝ دونوں صحابی ان لائٹیوں کی روشنی میں اپنے  
حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ۔ گھر تک پہنچ گئے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۳۳، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۷)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن تھا، مگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سر تا پا ایسے روشن و منور تھے کہ جس چیز کو آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا، وہ بھی روشن ہو گئی۔

### یا نچوں انگلیوں کو روشن کر دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے راستہ سے گزر رہے تھے تو منافقوں نے سازش کی کہ راستہ میں ایک گھاٹی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دیا جائے (معاذ اللہ)۔ جب حضور علیہ السلام اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی گھاٹی پر چلنا چاہا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے منافقوں کی اس سازش کا پتہ چل گیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ گھاٹی پر چلنے کی بجائے وادی میں چلو۔ کیونکہ وادی کا راستہ زیادہ مناسب اور زیادہ وسیع ہے، لیکن خود اسی گھاٹی پر چلنے لگے۔ حضرت عمار سے فرمایا کہ تم میری اونٹنی کی مہار پکڑے چلو اور حذیفہ بن یمان سے فرمایا کہ تم پیچھے پیچھے میری اونٹنی کو ہانکتے آؤ۔ آپ اسی طرح اس گھاٹی پر چلتے رہے۔ اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ آگے کچھ لوگ (وہی منافقین) محاصرہ کرتے آ رہے ہیں۔ (رات کا اندھیرا تھا، منافق اس اندھیرے میں اپنی سازش کو کامیاب بنانا چاہتے تھے) حضور علیہ السلام نے اپنی سواری کو روک کر حضرت حذیفہ سے فرمایا کہ ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں، واپس لوٹا دو۔ حضرت حذیفہ نے اپنی سوئی سے ان کی اونٹنی کو مار مار کر پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا۔ اس سے منافق سمجھ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی سازش کا علم ہو گیا ہے۔





چنانچہ وہ جلدی سے اس گھائی سے اتر گئے اور جا کر دوسرے گھاٹی میں جا کر بیٹھ گئے۔  
حضرت حذیفہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آئے اور آپ کی سواری کی طرف سے  
جب آپ منافقوں کی سازش کو ناکام بنا کر پھر واپس اس گھائی سے گزر رہے تھے  
کو جہاں ٹھہرانا تھا، وہاں ٹھہرا لیا تو حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ اے حذیفہ! تم ان لوگوں کو  
پہچانتے ہو، جنہیں تم نے گھائی سے واپس لوٹایا؟ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! انہوں نے  
تھا اور انہوں نے اپنے منہ چھپائے ہوئے تھے، اس لیے میں ان کو نہ پہچان سکا۔ البتہ ان  
کی سواریوں کو پہچان لیا۔ اور آپ کا وہاں کچھ سامان گر گیا ہے (لیکن اندھیرے میں کیسے  
ڈھونڈا جائے)

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی کہتے ہیں کہ

فَنَزَلْتُ فِي أَصَابِي الْخَمْسِ  
فَأَصَانَ حَتَّى كُنَّا نَجْمَعُ مَا سَقَطَ مِنَ  
السُّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِمَا حَتَّى مَلَأَ  
بَقِي مِنَ الْمَتَاعِ شَيْءٌ إِلَّا جَمْعَنَاهُ۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲/۱۰۳۳، الاصابہ ص ۲۸۶۔ البدایہ  
والنہایہ ص ۱۹۸، ص ۶/۲۷۸، معجزات معطی ص ۱۸۲)

کف دست سے روشنی

روایت ہے کہ جنگ خیبر اور جنگ خیبر کے دن حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کی  
ہتھیلی سے سورج کی سی روشنی ظاہر ہوئی اور اہل ہروشی کی شعاع سے اکثر لوگ غل میں پھنس  
گئے، یہ فتح و کامرانی کی نشانی تھی۔  
(احیاء القلوب ص ۱۰۰)

چہرہ تر و تازہ

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہو کر حضرت عباس علیہ السلام سے ملے



فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَهُ فَمَا زَالَ وَجْهَهُ جَدِيدًا حَتَّى مَاتَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۸۳۲) ان کا چہرہ تروتازہ رہا۔

یعنی بڑھاپے سے جو تغیرات واقع ہوتے ہیں، وہ نہ ہونے پائے گویا دست مبارک کے فیض و اثر سے ہر وقت ان کے چہرے سے تازگی اور جوانی نمایاں تھی۔ دست مبارک کا یہ اثر کہ ہمیشہ جوانی باقی رہی، ایک روحانی اثر ہے، ورنہ ہر سن کے فطرتی آثار و لوازم کسی طرح بھی رک نہیں سکتے۔

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست کرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ کر دعا فرمائی۔ دست مبارک کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ جوان و تندرست معلوم ہوتے تھے۔ (احیاء القلوب ص ۹۵)

### دست مبارک کی تاثیر سے بال سیاہ

حضرت مدلوک فرازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا آقا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا تو رحمت عالم سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعائے برکت فرمائی اور میرے سر پر اپنا دست رحمت پھیرا۔ میرے سر کا وہ حصہ، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست رحمت نے مس کیا تھا، سیاہ ہی رہا۔ (۱۱ ص ۱۱)

تخلیق کے چہرے کی ضیاء ہے تیری ہستی  
تہذیب کے ماتھے کا ہے جھومر تیری سیرت

### سو سال بعد بھی چہرہ تروتازہ اور بال سیاہ

حضرت ابو زید عمرو بن الخطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَلِحْيَتِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ قَالَ قَبْلَ بَضْعَا وَمِائَةً  
حضور علیہ السلام نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی کہ  
الہی! اسے زینت بخش! راوی کہتے ہیں کہ



سَنَةً وَ مَا فِي لِحْيَتِهِ تَبَاحُشٌ وَ لَقَدْ  
كَانَ مُنْبَسِطُ الْوَجْهِ وَ لَمْ يَلْقِبْهُ  
وَجْهَةً حَتَّى مَاتَ۔

(انوار محمدیہ للنہائی ص ۱۲۳، حیدر اللہ ص ۳۳، خصائص  
کبریٰ ص ۸۳/۲، الاستیعاب القسم الثالث ص ۱۶۲  
البدایہ والنہایہ ص ۱۶۶، لاصابہ لابن حجر عسقلانی ص  
۷۳، احیاء القلوب ص ۹۵، معجمت مصطفیٰ ص ۱۳۹)

## پانی دودھ بن گیا

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک مشکیزہ بھر لیا اور اس کا حق پانی دودھ بن گیا۔

فَلَمَّا حَضَرَتْهُمْ الصَّلَاةُ نَزَلُوا  
فَحَلَّوْهُ فَإِذَا بِهِ لَبَنٌ طَيِّبٌ وَ زُبْدَةٌ  
فِي قِمِّهِ۔ (قرطاس مقبول فی معجمت رسول ص ۷)

(۸۷، شفا شریف ص ۲۲۰)

حضور اکرم مشک دج پانی پایا

ہو یا اودہ دودھ صحابہ نوں پلایا

## لکڑی تلوار بن گئی

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محسن بن خزمان الاسدی حلیف بنی شمس بن عبد مناف نے اپنی تلوار سے لڑائی کی۔ حتیٰ کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی، وہ حضور علیہ السلام کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کا ایک سوکھی لکڑی عطا فرما کر فرمایا: جاؤ اور لڑو۔

فَعَادَنِي يَدُهُ سَيْفًا صَارَ مَا طَوَّلَ  
الْقَامَةِ أَيْضًا شِدِيدَةً أَلَمَنُ فَقَاتَلَ بِهِ  
ثُمَّ لَهُ يَزَلُ عِنْدَهُ يَشْهَدُ بِهِ الْمَوَاقِفُ  
إِلَى أَنْ سَتَشْهَدُنِي فَقَالَ أَهْلُ الرِّقَابَةِ

حیدرہ لکڑی لکڑی کے ہاتھ میں لکڑی کی تلوار لکڑی  
نہایت شامانہ تھی۔ جنگ بدر میں حضور علیہ السلام  
نے فرمایا: جاؤ اور لڑو۔



وَ كَانَ هَذَا السَّيْفُ يُسَمَّى الْعُونُ۔  
(البدایہ والنہایہ ص ۲۹/۳، اسد الغابہ ص ۳۲۳، خصائص  
کبریٰ ص ۲۰۵/۱، سیرت ابن ہشام القسم الاول ص  
۶۳۷، الاستیعاب ص ۱۰۸، شواہد النبوة ص ۱۲۸)

کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ  
قتال اہل الردہ میں شہید ہو گئے۔ اور وہ  
تکوار العون (یعنی مددگار) کے نام سے  
موسوم ہوئی۔

جے حضرت سکی لکڑی ہتھ پھڑاوے  
بنے تکوار کافر مار و نجاوے

حضرات! یہاں سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کے اختیار و قدرت میں ہے۔ نیز یہ کہ نبی  
اپنے معجزے سے چیزوں کی جنس و حقیقت اور ماہیت بدل سکتے ہیں اور یہ کہ نبی کی دی ہوئی  
چھڑی تکوار بن کر مدد کر سکتی ہے اور اس کا نام بھی ”العون“ سرپاؤ مدد رکھا گیا۔ تو پھر خود نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ”عون و معین“ مددگار کیونکر نہیں کہلا سکتی اور یہ کہ نبی علیہ السلام  
نافع بھی ہیں اور دافع البلا بھی، کہ عکاشہ کی پریشانی کو دور کر دیا۔

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا  
نہتوں کا سہارا عصائے محمد

جنگ بدر میں سلمہ بن اکوع کی تکوار ٹوٹ گئی اور وہ نہتے ہو گئے تو

فَاعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَضِيًّا فِي يَدِهِ فَقَالَ اضْرِبْ  
بِهِ فَإِذَا هُوَ سَيْفٌ جَيِّدٌ۔  
حضور علیہ السلام نے انہیں ایک تازیانہ عطا  
فرمایا۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا: اس  
کے ساتھ لڑ۔ پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی

تکوار بن گئی۔ (مجموعہ اللہ ص ۲۳۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکڑی کی نوعیت بدلی (قرآن حکیم ۹۲) مگر کچھ دیر بعد وہ  
لکڑی پھر لکڑی ہی ہو گئی۔ لیکن حضور علیہ السلام کا یہ اعجاز و کمال ہے کہ جب لکڑی تکوار بنی تو  
ہمیشہ تکوار ہی رہی اور حضرت سلمہ بن اکوع ہمیشہ اسی تکوار سے جہاد کرتے رہے۔

امام واقدی اسامہ بن زید اور وہ داؤد بن حصین اور انہوں نے بنی عبد الاشہل کے  
متعدد حضرات سے روایت کیا کہ غزوہ بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تکوار ٹوٹ گئی تو وہ  
خالی ہاتھ رہ گئے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں



کھجور کی ایک گیلی چھڑی عنایت فرمائی خدا آپ کے دست انہی میں سے ہے  
نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔

فَإِذَا مَسِيفٌ جَدِيدٌ۔ (المغازی للواقدی ص ۲۹۱) تودہ ایک بہترین نئی تلوار تھی۔

(۹۳/۱، البدایہ والنہایہ ص ۲۹۱/۳)

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو

فَاعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسِيًّا مِنْ نَخْلٍ فَرَجَعَ فِي يَدِهِ مَسِيفًا (المخاص ص ۲۱۷/۱) حضور علیہ السلام نے ان کو کھجور کی ایک عطا فرمائی۔ جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی ایک نہایت عمدہ تلوار تھی۔

نوٹ: اس کا دستہ بدستور کھجور کا رہا۔ اسی لئے دکان یسعی العرجون اور اس تلوار کا نام عرجون رکھا گیا۔

(الاصابہ ص ۲۸۷/۲، البدایہ والنہایہ ص ۳۲۲/۳، الاستیعاب ص ۵۷۹، قسم ثالث، معجم ص ۹۳)

ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے جو مختلف آثار ظاہر ہوتے تھے، وہ بحسب استعداد مقامات ہوں، جیسے آگ تر چیز کو نہیں جلاتی اور خشک چیز کو جلا دیتی ہے۔ اور بعض چیزوں کو پگھلا دیتی ہے اور کبھی پتلی چیز کو گاڑھا کر دیتی ہے، جیسے انڈے کی زردی اور سفیدی وغیرہ کو۔ اور کسی میں اس کا اثر کچھ نہیں ہوتا، جیسے ابرک کو بالکل نہیں جلاتی۔ اور کسی کو جلا کر خاکستر (سیاہ) کر دیتی ہیں، جیسے گھاس، لکڑی وغیرہ کو۔ یہ سب آثار ہر چیز کے آگ کے ہیں مگر قابلیت مادہ کے لحاظ سے مختلف طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن ادنیٰ تا اعلیٰ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں استعداد کو بھی کوئی دخل نہیں، کیونکہ دست مبارک کی تاثیر ہے چھڑی تلوار بن گئی اور اس قسم کے مختلف آثار ظاہر ہوئے۔ حالانکہ چھڑی میں نہ لوہا بننے کی صلاحیت ہے نہ استعداد۔ بلکہ اس صورت میں یہی کہنا پڑے گا کہ دست مبارک کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کے تابع تھا۔ اس میں مادہ کی قبالتی صلاحیت اور عدم صلاحیت کو کوئی دخل نہیں۔



## نفرت محبت میں بدل دی

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ حنین کے راستے پر جا رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین فتح کر کے واپس اسی راستے پر تشریف لارہے تھے۔

ایک جگہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہو گئی (تو ہم کچھ ایک طرف ہو کر ٹھہر گئے) حضور علیہ السلام کے مؤذن نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دی۔ ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو اس کی نقل اتارنے اور مذاق کرنے لگے۔ ہماری اس نقلی اذان کی آواز اور مذاق اڑانے کو حضور علیہ السلام نے سن لیا۔ آپ نے ہمیں اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ نقلیں کون اتار رہا تھا؟ میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ اس بد تمیزی میں، میں ہی پیش پیش تھا۔ آپ نے سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا: قُمْ فَأَذِّنْ یعنی کھڑے ہو اور اذان کہو۔ میں کھڑا ہوا۔ اس وقت میرے دل میں حضور علیہ السلام سے نفرت تھی اور جس بات کا مجھے حکم دیا تھا۔ اس سے بڑھ کر میرے دل میں کوئی ناپسند بات نہ تھی۔ (لیکن ڈر کے مارے میں کھڑا ہوا) آپ نے فرمایا: جیسے میں اذان کہلاؤں، تم ویسے کہتے جاؤ۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

جب میں اذان کہہ چکا تو آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور ایک تھیلی عطا فرمائی۔ اس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے منہ اور چھاتی پر پھیرا۔ حتیٰ کہ آپ کا ہاتھ مبارک میری ناف تک پہنچا۔ پھر فرمایا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَبَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَبَارَكَ اللَّهُ فِيكَ۔ اور تجھ پر برکت فرمائے اور تجھ پر برکتیں فرمائے۔



وَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ عِشْيَانِ لِرَسُولِ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ  
مُحَرَّاهِ دَعَادِ ذَلِكَ كُلُّهُ مُحَبَّةٌ  
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ۔

آپ کے دست مبارک پھیرنے سے میری دنیا میں دل کی ہر شے چھوٹ گئی  
یعنی جس قدر حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے  
میرے دل میں نفرت و کدواہت تھی، کچھ  
رہی اور آپ کی محبت میرے دل میں رہ گئی  
گئی کہ میرے جسم کا روکھا روکھا  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو گیا۔

اور میرے دل میں آپ سے بڑھ کر کسی کی محبت نہ تھی۔ پھر میں نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! مجھے مکہ معظمہ میں بھیج کر وہاں کا مؤذن مقرر کر دیجئے۔ چنانچہ دعوت آئی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مکہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید کے پاس بھیج کر وہاں  
مؤذن مقرر کر دیا۔

سنن بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت ابو محمد زورہ کی اولاد کئی پشتوں تک مکہ معظمہ کی  
مؤذن رہی۔

(سنن النسائي ص ۵۲، سنن البيهقي ص ۳۹۲/۲ و ۳۸۸/۲، تفسير ابن كثير ص ۲۲۲، الاصابه شريف ص ۱۷۵/۲)  
فضالہ بن عمیر نے بظاہر مسلمان بن کر حضور علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ شریف کا  
طواف شروع کیا اور یہ خیال دل میں تھا کہ دوران طواف موقع پا کر آپ کو شہید کر دوں  
اثنائے طواف جب اسی خیال سے آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارا نام فضالہ  
ہے؟ کہنے لگا: نعم یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: میرے دل میں کیا خیال ہے؟ عرض کی کہ  
نہیں! صرف خدا کی یاد کر رہا ہوں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ ہوئے اور فرمایا  
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہ اس جھوٹ پر خدا تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر آپ نے فضالہ کے سینے پر اپنا  
دست مبارک رکھا تو اس کے دل کی کایا پلٹ گئی اور فضالہ کا دل بغض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
پاک ہو کر حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ بن گیا۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ  
وَاللّٰهِ مَا رَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِي حَتَّى  
مَآ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ  
مِنْهُ۔

خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے میری  
پشت پر ہاتھ مبارک اٹھایا تو میری  
دنیا کی ہر شے چھوٹ گئی اور میرے دل میں  
صرف خدا کی یاد رہ گئی۔



سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ تھی۔

(الاصابہ شریف ص ۳۱۳، سیرت ابن ہشام ص ۴۱۷، قسم ثانی، البدایہ والنہایہ ص ۳۰۸/۳)

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، جان و مال اولاد سے پیارا

ناظرین! حضرت فضالہ نے کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ ذکر الہی میں مشغول ہوں مگر بارگاہ نبوت میں ایسی چالاکیاں کب چل سکتی تھیں۔ جہاں کائنات کا ذرہ ذرہ مثل کف دست پیش نظر تھا۔ وہاں دلوں کی کیفیتیں بھلا پوشیدہ رہ سکتی تھیں؟

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر!

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس موقع پر مسکرا کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ کے دل پر ہوا ہوگا،

اس کو انہی کا دل جانتا ہوگا۔ اور دست مبارک کے رکھنے کی تاثیر یہ ہوئی کہ شقاوت دور ہوئی

اور محبت پیدا ہو گئی اور وہ بھی اتنی کہ آپ سے زیادہ وہ کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔

جب ایسے لوگوں کے ساتھ، جو قتل کی تاک میں رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شفقت کا یہ حال ہے تو خیال کیا جائے کہ محبان صادق پر کیسی عنایات ہوں گی۔

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ بادشماں نظر داری

عمار رضی اللہ عنہ پر نار گلزار ہو گئی

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار

بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دینا چاہا تو تیار تھے کہ آگ میں پھینک دیتے کہ

ناگہان آں مغیث ہر دو کون

مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور اپنا دست رحمت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے

سر پر رکھ دیا۔



فَيَقُولُ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا

عَلَى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتَ عَلَى

إِبْرَاهِيمَ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاطِنَةُ

(زرقاتی ص ۱۹۳/۵، خصائص کبریٰ ص ۸۰۲)

میں فرمایا اے آگ عمار پر ٹھنڈی

جیسے کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی

عمار تیرے سرے کا یہ وقت نہیں

باغیوں کا ایک گروہ تجھے قتل کرے گا

آپ کا فرمان سن کر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اور بعد ازاں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

کے عہد خلافت میں حضرت عمار شامی باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور آپ کی

گوئی پوری ہوئی۔

مندرجہ واقعہ سے جہاں دست مبارک کا اعجاز عیاں ہو رہا ہے وہاں ان لوگوں کے لئے

جائے عبرت بھی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا علم

نہیں، حالانکہ آپ کئی برس بعد میں ہونے والے واقعہ اور عمار بن یاسر کی موت کی خبر دے

رہے ہیں۔ کسی اہل محبت نے خوب کہا۔

تو دانا ئے ماہ کان اور مایکون ہے

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

## رومانہ جلا

حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انس بن

مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ ہم کھانا

کھائیں گے۔ اس نے لا کر چھا دیا۔ فرمایا کہ رومان بھی لاؤ وہ ایک رومان لے آئی۔ وہ چھوٹا

میلا تھا۔ فرمایا: اس کو تنور میں ڈال دے۔ اس نے تنور میں ڈال دیا۔ جس میں آگ کے بھڑک

رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اسے نکالا گیا تو

وہ ایسا سفید تھا، جیسا کہ دودھ۔ ہم نے

حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت

انس نے فرمایا کہ یہ وہ رومان ہے جس سے

حضرت عمار علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو شہید کیا

أَبْيَضُ كَأَنَّهُ اللَّبَنُ فَقُلْنَا مَا هَذَا؟ قَالَ

هَذَا مِنْ دِيلِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهِ وَجْهَهُ

فَإِذَا انْسَخَ صَنَعَتَابِهِ هَكَذَا لِأَنَّ النَّارَ



۱۰ تَاْكُلْ شَيْئًا مَّرَّ عَلٰی وَجْهِهِ كَرْتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم

الْاَنْبِيَاءِ۔ (قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۱۸) اسکو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں۔

ابو نعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۸۰۶، شواہد النبوت ص ۲۳۵) کیونکہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر

گزرے آگ اسے نہیں جلاتی۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں اس مبارک واقعہ کو لکھنے کے بعد

فرماتے ہیں کہ

اے دل ترسندہ ازناں و عذاب باچتاں دست و لبے کن اقتراب

چوں جمادے راچتاں تشریف داد جان عاشق راچہا خواہد کشاد

اے وہ دل، جس کو نار جہنم اور عذاب دوزخ کا ڈر ہے۔ ان پیارے پیارے ہونٹوں

اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں نہیں حاصل کر لیتا، جبکہ بے جان چیز دسترخوان کو ایسی

فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے۔ تو جوان کے عاشق صادق اور بندہ

بارگاہ بے کس پناہ ہیں، ان پر جہنم کیوں نہ حرام ہو؟

برادران ملت! حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ گلزار ہوئی تھی۔ قرآن عیم

۱۷/۵) ہمارا ایمان ہے کہ یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ تھا۔ مگر حضور علیہ السلام کا یہ اعجاز ہے کہ

آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جس دسترخوان میں ہاتھ اور منہ صاف کیا تھا، وہ بار

بار آگ کے تنور میں ڈالا جاتا، لیکن جلنے کی بجائے وہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ! اگر خدا کے خلیل کے جسم کے لئے ایک بار آگ گلزار ہوئی تو حبیب رب

جلیل کے رومال کے لئے بار بار آگ گلزار بنی۔

نبی جس چیز نوں چاہتہ لگاوے

حرارت آگ دی ہستوں کدی نہ ساڑے

یہاں ایک معرکہ الا را فطرت کا مسئلہ پیش ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کا اپنی فطرت کے

مطابق کام کرنا ضروری ہے۔ آگ کا کام ہے جلانا۔ اس کی کتنی ہی خوشامد کیجئے، وہ اپنا جلانا

نہ چھوڑے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن مومن کا یہ ایمان ہے کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے

پیدا کیا اور اس میں جلانے کی تاثیر بھی اسی نے رکھی ہے۔ جب خدا اس کے پیدا کرنے پر



قادر ہے تو اس کی صفت احراق کو فلا کرنے پر مبنی ہے۔ یہاں پر اس کا مطلب ہے کہ  
آگ کو گلزار بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ہم کو بیکار کر دیں۔ غرض کہ جب خدا تعالیٰ کی قدرت جان لیں تو قدرت خداوندی  
جھکڑا خود بخود مٹ جاتا ہے۔

فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر فائدہ ہے

مرد نمومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے

خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم سے برتا  
نہیں کرتی اور جو لوگ خدا کی قدرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے سے  
نہیں، ہمیں ان سے کوئی بحث نہیں۔

الحاصل ہر مسلمان کے لئے یہ ماننا ضروری ہے کہ آگ حکم الہی کے خلاف نہیں کرتی۔  
اسی کو جلاتی ہے جس کو جلانے کا حکم ہوتا ہے۔ مگر عادت الہی جب یونہی جاری ہے کہ جلانے  
کا کام آگ ہی سے لیا جاتا ہے تو مسلمان کو چاہئے کہ اس سے بچے۔ اگر اس میں کوئی جانتے  
یا اپنا مال اس میں ڈال دے تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ حسب عادت خود کشی یا استلاف مال کا شرعاً  
اس پر الزام عائد ہوگا۔

ایک بات اس میں اور قابل غور یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایات دھونے  
کا جو طریقہ اختیار کیا تھا، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ اور کیا کسی روایت سے ثابت  
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ طریقہ تعلیم فرمایا؟ ہرگز نہیں! تو جب کسی  
روایت سے یہ ثابت نہیں اور نہ ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسی بات فرمائی جس  
سے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ انہیں بتایا تھا تو ثابت ہوا کہ روایات  
دھونے کا یہ طریقہ انہوں نے اپنی ذات سے ایجاد کیا تھا۔ کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور روئے انور کا مساس ان روایات کو حاصل ہے۔ لہذا آگ  
اسے ہرگز نہیں جلائے گی، ورنہ وہ متبرک روایات کو جان سے غریزہ قرار آکر ان کے  
جانے کا خوف یا خیال بھی ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ لہذا اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے تبرکات کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہوئے ان کے ساتھ ایسا کیا تو وہ اپنے آپ کو



سبحان اللہ! یہ تھے صحابہ کرام کے مستحکم اعتقاد، جنہوں نے شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ آجکل کے بعض مسلمان ایسے بھی ہیں کہ ان کی نظروں میں تبرکات تو کیا، خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں۔ جس طرح اس زمانہ کے کفار کہتے تھے کہ حضور علیہ السلام نعوذ باللہ ہمارے ہی جیسے ایک بشر ہیں۔ یہ بھی وہی کہتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

کافراں دیدند احمد را بشر  
ایں ندانستہاں شق القمر

کافروں کی نظر میں فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک بشر ہیں بصیرت کے اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حضور علیہ السلام کی وقعت و محبت جو مسلمانوں کے دلوں میں تھی، اس نے اسلام میں بڑے بڑے کرشمے دکھائے اور جب سے وہ جاتی رہی۔ تنزل اور خرابی کا سامنا ہے۔ اگرچہ ایک جماعت مسلمانوں کے اندر اب بھی ایسی ہے جس کے احوال و افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت و محبت ان کے دلوں میں اس قدر زیادہ ہے کہ مخالفین نے انکو بدعتی وغیرہ مشہور کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور سچی محبت ہمارے دلوں میں مستحکم کرے۔ آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

سوز صدیقؐ و علیؑ از حق طلب  
عشق کو روزیست اور اشام نیست  
بحر و بر در گوشہ دامان دوست

ذره عشق نبیؐ از حق طلب  
روح راجز عشق او آرام نیست  
ہر کہ عشق مصطفیؐ سامان دوست

ذویب پر نار گلزار ہو گئی

ابن وہب بن لہیعہ روایت کرتے ہیں کہ اسود غسی نے دعویٰ نبوت کیا اور صنعاء پر غالب آیا، تو اس نے حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت ذویب بن کلب کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ مگر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ آگ ان کے لئے گلزار بن گئی۔ جب



حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمِّيْنَا  
مِثْلَ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔

پاک ہے اس ذات کبریا کے لئے جس نے

امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جسے

(خاص کبریٰ ص ۸۰۲) ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مثل بنادیا

آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایمان پیدا

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

سبحان اللہ! جو منصب خلیل اللہ علیہ السلام کو ملا، اسی کا پرتو بوسیدہ جلیلہ حضور علیہ السلام  
حضور علیہ السلام کے غلاموں کو عطا ہوا۔

### ناقص زمین میں گندم فی الفور اگی اور پکی

جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور ابویوب انصاری کے گھر  
جلوہ افروز ہوئے تو ان کا ایک ٹکڑا زمین کا ناقص تھا، جس میں کچھ نہیں اگتا تھا۔ آپ نے  
ایک مٹھی بھر گہیوں اس میں چھڑک دیئے، آپ کے دست تقدس کی برکت سے وہ فی الفور  
اگے اور پک کر تیار ہو گئے۔ تب کھیت کو کاٹا گیا اور پکا کے کھایا گیا۔ (انبیاء القلوب ص ۹۹)  
حضرات گرامی! یہی وہ دست قدرت ہے کہ جس چیز کی طرف اشارہ کر دیا، وہی عالم  
وجود میں آگئی اور یہی وہ ہاتھ ہے جو بدر میں کافروں پر کنکر پھیلتا ہے اور کائنات کا خالق  
فرماتا ہے کہ

مَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ  
رَمٰی۔ (قرآن حکیم ۹/۱۸)

پھینکے..... ہم نے پھینکے ہیں۔

سگریزہ می زند دست جناب

و ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

### کفار کی آنکھوں میں ذرات

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ  
عنہ نے حضور علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا اور کفار کو ہلاک کیا اور ان کے گھر کو



اکھڑ گئے اور کافروں نے ہجوم کر کے آپکو گھیر لیا۔ فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے تشریف لائے اور

ثُمَّ قَبْضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ  
شَاهَتْ الْوُجُوهُ فرمایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

(خصائص کبریٰ ص ۲۶۸، شاہد النبوة ص ۱۶۶) وہ تمام کفار کی آنکھوں میں پڑی اور دشمن پیٹھ دیکر بھاگا۔

اللہ اکبر! حضور علیہ السلام نے ایک مشت خاک سے کفار کے لشکر جرار کو شکست اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ  
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

### بیعت خدا

بہن! وہ مبارک ہاتھ ہے جس نے درخت کے نیچے صحابہ کرام کو بیعت کیا، تو خالق کائنات نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ  
اللَّهَ۔ (فتح: ۱۰) محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہاتھ پر بیعت، ہمارے ہاتھ پر بیعت ہے۔

دست احمد عین دست ذوالجلال

آمدہ در بیعت و اندر قتال

### ہجرت کی رات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ پر جلوہ افروز تھے کہ کفار و مشرکین نے آپ کو شہید کرنے کی نیت سے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًا فَأَعْشَيْنَهُمْ فَمَا يَصِيدُونَ۔ (قرآن حکیم ۲۲/۱۸) کی تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک لے کر کفار و مشرکین کی طرف پھینکی۔ وہ ہر



السلام کو نہ دیکھ سکے۔ کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا۔ کیوں گھر سے نکلتے ہو؟  
 علیہ وسلم تمہاری آنکھوں میں دھول چھونک کر تشریف لے جا چکے ہیں۔ کانٹوں کے  
 سر اور منہ سے مٹی جھاڑی تو نہایت شرمندہ ہوئے۔

**نوٹ:** محاصرہ کرنے والے ایک سو آدمی تھے۔ (تفسیر بیس ص ۱۰، ۳۱۵، ۳۱۶ اور غیب القرآن ص ۲۷)

کفاروں کو جو مٹی دلائی  
ہوئے انھیں رہی نہ کچھ پیمائی

## چڑیا بنائی

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی قوم کو دعوت اسلام دی تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مارتے تو وہ اڑ جاتی۔ اگر آپ بھی ایسا ہی کریں اور معجزہ دکھائیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ تب آپ نے گیلی مٹی لیکر اپنے ہاتھ سے چڑیا بنائی اور اللہ کا نام لے کر چھوڑی تو بحکم پروردگار وہ ہوا میں اڑنے لگی اور اپنے ہم جنسوں سے جا ملی۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ تمام عیسائی مسلمان ہو گئے۔

(احياء القلوب من ۱۰۱، قصص الانبياء من ۳۶۸، قرطاس مقبول في الخيرات من ۱۰۱)

## زانی کا نفسیاتی علاج

ایک نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں  
کہ میں زنا کرتا رہوں۔ صحابہ کرام کو اس کے اس سوال سے سخت غصہ آیا۔ مگر حضور علیہ  
السلام نے اسے پاس بٹھا کر پوچھا۔ کیا تمہیں یہ چیز پسند ہے کہ لوگ تمہاری مال سے  
کریں۔ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا دوسرے لوگ بھی اس طرح پسند کریں گے۔ پھر فرمایا  
کیا تم چاہتے ہو کہ دوسرے تمہاری بیٹی سے رونا کہیں؟ کہا: نہیں۔ فرمایا دوسرے لوگ بھی  
اسی طرح نہیں چاہتے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ لوگ تمہاری بیوی سے  
کریں؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اسی طرح کہ لوگ تمہاری بیوی سے کریں گے۔  
مگاہ۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اعلان کیا کہ جو شخص اس سے کہے کہ میں زنا کرتا رہوں



اغتر ذنبه طهر قلبه۔ حصن فرجه۔ پھر اس نے کسی کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۱۳)

## ہبل کی گواہی اور بارہ ہزار مسلمان

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ ہزار کی تعداد میں یمن کے باشندے حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ سونے کے جڑاؤ کئے حریر کے کپڑے پہنے ہوئے ایک بت تھا، جس کا نام ہبل تھا۔ یعنی لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی تمہارا بت ہبل میری رسالت و نبوت کی گواہی دے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے۔ تب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بت کو بلایا اور وہ چلا آیا، اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے پیٹ پر رکھا اور فرمایا: بتا میں کون ہوں؟ تب وہ ہبل بت بولا کہ

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ      آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اور أَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُولُ اللَّهُ

پھر آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں پتھر ہوں۔ ان لوگوں نے مجھے معبود بنا رکھا ہے اور یہ محض غلط ہے۔ جب یہ احوال ان لوگوں نے دیکھا تو یکبارگی بارہ ہزار کے بارہ ہزار ہی سجدے میں گر پڑے اور پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(احیاء القلوب ص ۹۸، قصص الانبیاء ص ۲۶۸، قرطاس مقبول ص ۲۲)

## دست نبوت کی عصمت

ابوشہیم کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کو جا رہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک حسین ترین عورت دکھائی دی۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب لوگ روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہی ہو لیا۔ میں نے مدینہ پہنچ کر چاہا کہ حضور علیہ السلام سے بیعت کر لوں تو آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا۔ اور اشارتا مجھے بتا دیا کہ یہ ہاتھ نامحرم عورتوں کو چھوتا رہا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ میں نے وعدہ کرتے ہوئے یقین دلایا



کہ آئندہ یہ خطا سرزد نہ ہوگی۔ پھر مجھے شرفِ وحشت عطا ہوا۔  
**بھوک ختم**

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ ان کا چہرہ زرد تھا۔ حضور شرفِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھ کر پہچان گئے کہ بھوک کے یہ ایسا ہے تو آپ نے اپنا دست مبارک ان کے گلے کے نیچے جہاں ہار ہوتا ہے۔

فَرَفَعَ يَدَهُ فَوَضَعَهَا عَلَى صَدْرِ  
هَافِي مَوْضِعِ الْقِلَادَةِ وَفَرَجَ بَيْنَ  
أَصَابِعِهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُشْجِعُ  
الْجَاعَةِ وَرَافِعُ الْبُؤْسِ ارْفَعْ  
فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ قَالَ عِمْرَانُ  
فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا وَقَدْ ذَهَبَ الصُّفْرَةُ مِنْ  
وَجْهِهَا فَلَقِيْتُهَا بَعْدَ فَسَالَتْهَا فَقَالَتْ  
مَا جُعْتُ بَعْدَ يَا عِمْرَانُ۔ (دلائل النبوة۔ ۱۷۲)  
عیم م ۳۹۷، خصائص کبریٰ م ۱۷۲)

حضرات! اس حدیث پاک سے اہلیت کے گزراں کا حال ظاہر ہے کہ حضرت موصوفہ پر کتنے وقت کا فاقہ گزرا ہوگا کہ جسم کا خون تحلیل ہو کر چہرے پر زردی نمایاں ہوئی۔ باوجود اس کے ایک روز بھی زبان پر نہ لائیں کہ ہم تو ایسے فقروں کی باتیں کرتے ہیں اور آپ خزانے کے خزانے لٹا دیتے ہیں، جن سے دوسرے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ ہیں وہ لوگ جن کو نفوس قدسیہ کہتے ہیں۔

خود اپنی سادگی دیکھو مجھوں کو جو گوارا ہے  
شہنشاہی جہاں کی بٹری ہے خاندانِ سلطنت میں



## پٹھوری سے دودھ

حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف جا رہے تھے تو راستے میں ایک چرواہا ملا، جو بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ نے اس سے دودھ طلب فرمایا اس نے کہا: میرے پاس دودھ دینے والی بکری نہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے کوئی لے آؤ۔ وہ ایک پٹھوری لے آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔ آپ نے دواہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ چرواہے کو پلایا اور خود پیا۔ چرواہا حیران ہو گیا۔

اور کہنے لگا آپ کون ہیں؟ خدا کی قسم! میں نے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ وہ سن کر بولا۔ آپ وہی ہیں، جن کے بارے میں قریش کا یہ گمان ہے کہ وہ نیا دین لے کر آیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں! وہ تو ایسا ہی کہتے ہیں وہ بولا (وہ جو کچھ بھی کہیں) مگر میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ آپ لیکر آئے ہیں، وہ حق ہے اور جو کام آپ نے کیا ہے، وہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

فَقَالَ الرَّاعِي مَنْ أَنْتَ فَوَاللَّهِ  
مَا رَأَيْتُ مِثْلَكَ قَطُّ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنْتَ الَّذِي تَزْعُمُ  
قَرِيشٌ أَنَّهُ صَابٌ قَالَ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ  
ذَلِكَ قَالَ فَأُشْهِدُ أَنَّكَ نَبِيُّ اللَّهِ  
وَإِنْ مَا جِئْتَ بِهِ حَقٌّ وَإِنَّهُ لَا يَفْعَلُ  
مَا فَعَلْتَ إِلَّا نَبِيٌّ۔

(بیہقی۔ طبرانی۔ ابویعیم۔ ابویعلی۔ خصائص ص ۱۸۹)

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے  
اس شان کا دنیا میں کوئی آیا نہیں ہے

## ام معبد کی بکری

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کا اصل نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے۔ جب حضور



علیہ السلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچا لارہے تھے تو راستے کے خیمہ سے گزرے۔ وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرنی اور مسافروں کو سالی کھانا کھلاتی تھی۔ آپ نے اس سے کجوریں خریدنے کا قصد فرمایا۔ مگر اس کے پاس دنوں میں قحط سالی کی وجہ سے کوئی چیز نہ تھی۔ اس لیے مسافروں کی خدمت کے جذبے کے باوجود ام معبد نے معذرت کی اور عرض کی کہ اگر میرے پاس کچھ ضرور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی۔ بلکہ اب تو خشک سالی کی وجہ سے بکریوں کا دودھ بھی خشک ہوا جا رہا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ام معبد کے خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری کھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا:

مَا هَذَا الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ؟  
اس نے عرض کی:

شَاةٌ خَلَفَهَا الْجُحْدُ عَنِ الْغَنَمِ۔

یہ بکری چارہ نہ ملنے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو چکی ہے کہ دوسری بکریوں کے ساتھ جا کر چل پھر نہیں سکتی۔

پھر آپ نے پوچھا کہ

کیا اس میں کچھ دودھ ہوگا؟

هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟

اس نے عرض کی

هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذَالِكِ۔

یعنی یہ بکری بھوک کی مشقت کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکی ہے۔

اس سے دودھ کی کوئی توقع نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں

اس سے دودھ دوھ لوں؟ ام معبد نے عرض کی۔ میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اگر آپ کو توقع ہے تو میری طرف سے اجازت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو اپنے پاس منگوا لیا اور



سَحَّ يَدِهِ ضَرْعَهَا وَ سَمَّى اللَّهَ  
عَالِي وَ دَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا فَتَفَا جُثْ  
عَلَيْهِ وَ ذَرَّتْ وَ اجْتَبَرَتْ فَدَعَا بِأَنَاءِ  
تَرْبِضُ الرَّهْطُ فَحَلَبَ فِيهِ ثَجًا حَتَّى  
عَلَاهُ الْبِهَاءُ ثُمَّ ثَقَّاهَا حَتَّى أَوَيْتْ وَ  
مَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوَّاتُمْ شَرْبَ  
آخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءِ  
حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءُ ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا وَبَا  
يَعَهَا وَارْتَحَلُوا عَنْهَا۔

(معجزات مصطفیٰ ص ۷۴، قصیدۃ النعمان ص ۷۶،  
الاصابة ص ۴۷۴، استیعاب قسم الربع ص ۱۸۷،  
البدایہ والنہایہ ص ۱۹۰، شواہد النبوت ص ۱۱۶، اسد الغابہ  
ص ۳۷۷، سیرت ابن ہشام ص ۴۸۷، قسم اول حاشیہ  
۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴)

اپنا دست مبارک اس کے تھنوں پر پھیرا اور  
اللہ کا نام لیا اور دعا کی تو بکری نے آپ کے  
لئے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں اور دودھ  
اتار لیا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن طلب  
فرمایا، جو جماعت کو سیراب کر دے اور اس  
میں دودھ دودھ کر بھر دیا۔ یہاں تک کہ اس  
میں جھاگ آ گئی۔ پھر ام معبد کو پلایا وہ سیر  
ہو گئی۔ پھر اپنے ساتھیوں (ابو بکر صدیق اور  
ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ یثی)  
کو پلایا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔  
سب کے بعد آپ نے پیا۔ پھر دوسری مرتبہ  
دودھ دودھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہی  
برتن پھر بھر دیا اور اسکو بطور نشان ام معبد کے  
پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا۔  
پھر سب وہاں سے چل دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ام معبد کا خاوند آیا۔ اس نے دودھ جو دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ  
دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہیں، جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام  
معبد نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا سوہنیاں زلفاں والا

چند گھڑیاں خیمے وچ بیٹھا، کر گیا نور اجالا

کہ ایک مبارک شخص آیا تھا، جس کی باتیں میٹھی، صورت پیاری، زبان فصیح اور حلیہ ایسا

ایسا تھا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ وہ بولا: خدا کی قسم! یہ قریش میں سے ایک صاحب ہیں،

جن کا مکہ میں ہم نے چہ چاہنا ہے۔



لَقَدْ هِمَمْتُ أَنْ أَصْحَبَهُ وَلَا تَعْلَمُ

إِنْ وَجَدْتُ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلًا

میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس کے ساتھ

آتا تو میں اس پر ہاتھ لگا کر اس کے ساتھ

میں شامل ہو جاؤں گا۔

چنانچہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

(کنز العمال - سیرۃ النبی ص ۱۰۱)

ام معبد فرماتی ہیں کہ وہ بکری بہت دیر تک ہمارے پاس رہی، یہاں تک کہ

السلام کا وصال مبارک ہو گیا۔ پھر زمانہ خلافت صدیقی بھی گزر گیا۔ پھر حضرت عمر رضی

عنه کے زمانہ میں، جبکہ قحط پڑ گیا اور خشک سالی کی کوئی حد نہ رہی (جسے عام الرمادہ

ہیں) اور چارہ کا ایک تنکا بھی زمین پر نظر نہیں آ رہا تھا تو وہ بھوک پیاسی ہونے کے باوجود

صبح و شام دودھ برابر دیتی رہی۔ (ابونعیم - حجه اللہ علی العالمین - طبقات ابن مسعود)

نبی جس بکری نوں ہتھ وچ پکڑ دے

تھناں خشکاں تھیں چوون دودھ ہر دے

ف: مندرجہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ کے اظہار کی قدر

ہوتی ہے اور وہ اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مختار ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ نبی صلی

علیہ وسلم کا ام معبد کے گھر کو دودھ سے بھر کر ان کی بلا و مصیبت اور قحط زدگی کو دور فرما دیا، اس

بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دافع البلاء اور مشکل کشا کیا ہے۔

کیوں رضا مشکل سے ڈریے

جب نبی مشکل کشا ہو

خشک درخت سرسبز ہو گئے

ام معبد کی خالہ زاد بہن ہند سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے

خیمے میں آرام فرمایا۔ جب بیدار ہوئے تو پانی کا لگا اور ہاتھ دھوئے۔ کلی کر کے پانی خیمے

کے پاس ہی ایک درخت کی جڑ پر پھینک دیا۔ صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ وہاں ایک درخت

تیار درخت اگا ہوا ہے اور پھل سے لدا ہوا ہے۔ اس سے ہم نے پانی پیا اور کھانے کا



سے زیادہ بیٹھا تھا۔ جسے اگر بھوکا کھاتا تو سیر ہو جاتا۔ اگر پیاسا کھاتا تو اس کی تشنگی دور ہو جاتی اور اگر بیمار کھاتا تو شفا یاب ہو جاتا۔ جو بھیڑ بکری اس کے پتے کھاتی، پر شیر ہو جاتی۔ ہم نے اس درخت کا نام مبارکہ رکھا تھا۔ لوگ دور دور سے ہمارے پاس بیماروں کو لے کر آتے، جو اس کا پھل کھاتے ہی شفا یاب ہو جاتے۔ (شواہد النبوت ص ۱۱۷)

## شیر و چربی کی کثرت

حضرت ابو قرق صافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں بحالت یتیمی میں اپنی والدہ اور خالہ کے زیر پرورش تھا اور اپنی چند بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھے اکثر کہتی کہ اے بیٹے! اس شخص یعنی حضور علیہ السلام کے پاس نہ جانا۔ ورنہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ لیکن میں نے چراگاہ میں جا کر بکریوں کو چھوڑ دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ارشادات عالیہ سنتا رہا۔ پھر بکریوں کے پاس گیا تو ان کو دہلی اور تھنوں کو سوکھے پایا۔

میری خالہ نے مجھ سے کہا کہ آج تیری بکریوں کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور اپنی بکریوں اور خالہ کا حال عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی بکریاں لے آؤ۔ میں بکریوں کو لے کر حاضر ہوا۔

وَدَعَا فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَاَمْتَلَانِ شَحْمًا  
وَلَبْنَا فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى خَالَتِيْ بِهِنَّ  
قَالَتْ يٰنِيْ هَكَذَا فَارُعْ فَاخْبِرْتَهَا  
الْخَبَرَ فَاَسْلَمْتُ هِيَ وَ اُمِّيْ۔ (دلائل النبوت ص ۳۸۸، ابوعبید - خصائص کبریٰ ص ۲۹۷)

آپ نے تھنوں اور پشتوں پر ہاتھ پھیر کر دعائے برکت فرمائی۔ اسی وقت وہ دودھ اور چربی سے بھر گئیں۔ پھر جب میں ان بکریوں کو لیکر خالہ کے پاس گیا تو وہ دیکھ کر بولی۔ اے بیٹے! ایسے ہی چرایا کریں۔ جب میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ دونوں بھی یعنی والدہ اور خالہ مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

کیوں نہ بے ساختہ لب پہ آئے درود اٹھ گیا آنکھ سے پردہ ہست و بود



آ گیا مظهر ذات رب دودھ

۱۱

قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

## چھوٹی بکری سے دودھ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی بکری میں چھوٹی بکری سے دودھ پیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور مجھے فرمایا: کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے عرض کی: ہے ضرور۔ امانت ہے۔ میں اس میں خیانت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: کوئی ایسی بکری لا، جسے دیکھ کر ہو۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں ایک پھوری (چھوٹی بکری) لے آیا۔

فَمَسَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرْعَهَا وَدَعَى اللَّهَ وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ بِصُخْفَةٍ فَحَلَبَ فِيهَا وَقَالَ لَا بِيَّ بَكْرٍ أَشْرَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ أَقْلَصُ فَعَادَ كَمَا كَانَ وَكَانَ هَذَا هُوَ سَبَبُ إِسْلَامِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ۔  
(بیہقی۔ شفا شریف۔ اسد الغابہ ص ۳۶۲، اصافیہ ص ۳۶۱/۲، طبقات ابن سعد ص ۱۰۶/۳، المسند لایمام احمد ص ۲۱۰/۵، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۵/۳، مس ۳۲/۳، الاستیعاب قسم اول ص ۹۸، القسم الرابع ص ۱۳۰، مسند ابوداؤد طیاسی ص ۴۷/۲، معجزات مصطفیٰ ص ۵۶)

تو حضور علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر دست رحمت پھیرا اور اللہ سے دعا کی کہ حضرت ابوبکر نے ایک بڑا چوڑا پیالہ لایا۔ حاضر کیا۔ آپ نے اس میں دودھ دوا۔ پھر بھر گیا اور ابوبکر سے فرمایا۔ لو پیو اور تھنوں کو حکم دیا کہ تم جیسے تھے، ویسے ہی رہو جاؤ چنانچہ وہ جیسے پہلے تھے، ویسے ہی ہونے لگے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے مسلمان ہونے کا یہی سبب ہے۔

اگرچہ یہ دودھ عقبہ کی بکری کا تھا مگر اس کی ملکیت نہ تھا۔ ورنہ حضور علیہ السلام بھی اس میں تصرف نہ فرماتے کیونکہ اس کی تخلیق بطور عادت نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا۔ چونکہ تخلیق خاص قسم کی ہوئی، اس لیے احکام بدل گئے اور دودھ حضور علیہ السلام کی ملک ہو گیا۔ کیونکہ اس کا واسطہ دست مبارک ہوا۔  
نوٹ: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی حضور اس کلام سے بھی تعلیم فرمائیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:



يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ تم علم والے ہو گے تمہیں تعلیم دے دی گئی۔

برادران ملت! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بکری کے تھنوں کو مس کیا۔ تو ان میں شیر معدوم موجود و مؤجزن ہو گیا۔ ابن مسعود پر نظر کرم فرمائی تو وہ صاحب علم ہو گئے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کا مقدور اور نبی کے اختیار میں ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے اذن و ارادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر سکتے ہیں۔ نیز ظاہری نعمتوں کے ساتھ علم و معرفت جیسی باطنی نعمت کے بھی آپ ہی قاسم ہیں۔ گویا ہر نعمت آپ کے وسیلے سے ملتی ہے اور آپ کے دست کرم سے عطا ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

### جو کی مقدار میں برکت

امام مسلم و بیہقی و بزاز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے

حضور علیہ السلام سے غلہ مانگا تو آپ نے

اس کو نصف و سق عطا فرمایا۔ اس میں اتنی

برکت ہوئی کہ وہ روز اپنے لئے اپنی بیوی

اور مہمانوں کے لئے اس میں سے خرچ کرتا

تھا اور کمی نہ ہوتی تھی، ایک دن اس نے اسکو

تولا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور

علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم اسکو نہ تولتے تو

ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہتا (یعنی قیامت

تک کھاتے رہتے، کبھی کمی نہ ہوتی)

فَاطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيرٍ فَمَا زَالَ

الرَّجُلُ يَا كُلُّ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ

وَضَيْفَا حَتَّى كَاَلَهُ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَكَلِّمْ

لَا كَلْتُ مِنْهُ وَ لِقَامَ بِكُمْ۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۵۲۲)



## تین ہزار آدمی سیر شکم ہوا

حضرت بشیر بن سعید کی صاحبزادی نعمان بن بشیر کی بہن فرماتی ہیں کہ مجھے والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کچھ کھجوریں دیں تاکہ میں اپنے والد اور اپنے ماحول کے لئے رواحہ رضی اللہ عنہا کو دوں۔ میں کھجوریں لے کر جا رہی تھی کہ حضور علیہ السلام کو لپکے بیٹھے دیکھا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی تھوڑی سی کھجوریں ہیں پھر میں نے وہ کھجوریں آپ کی پھینکی پر رکھ دیں۔ آپ نے کپڑے کی جھولی میں ڈال لیں اور کسی کو کہا۔ خندق والوں کو بلاؤ کہ سب آئیں۔ سب آگئے تو سب نے وہ کھجوریں کھائیں اور واپس ہوئے۔ یہ تین ہزار افراد تھے مگر ہر ایک کھجوریں جھولی میں موجود تھیں۔

(شواہد النبوت ص ۱۳۳، التنازع ص ۲۷۲، البدایہ ص ۹۷۳، سیرت ابن ہشام قسم ثانی ص ۱۱۷)

## آدھ سیر جو میں برکت

ابن سعد و ابن ابی شیبہ، طبرانی و ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ وہ سب حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے ایک برتن میں ”ضیح“ جو ایک قسم کا کھانا جو سے تیار کیا جاتا ہے، رکھا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اَظْلَهُ قَدْ رَمِدَ۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ آدھ سیر ہوگا۔

پھر حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کھانے پر رکھ کر سب سے فرمایا کھاؤ۔ فَآكَلْنَا مِنْهَا مَا شِئْنَا وَكُنَّا مُتَبِينَ اِی آدھی تھی۔ ہم سب نے جتنا چاہا، کھایا اور ہم سب اسی آدھی تھے۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۵۲)

ہو آدھی تھی جادل خالی

صلی اللہ علیہ وسلم

حاتم جے لکھ سوالی

ایہو حضرت دی چالی



## چودہ سواشخاص کی سیری

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نکلے۔ صحابہ بھوک سے اس قدر بے تاب ہوئے کہ اونٹنیاں ذبح کرنا چاہیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو زادراہ کا جمع کرنے کا حکم دیا اور ایک چادر بچھائی گئی۔ اس پر تمام زادراہ کو ڈھیر کیا گیا۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں۔

فَحَزَرْتُهُ كَرِيضَةَ الْعَتَرِ وَ نَحْنُ أَرْبَعٌ  
عَشْرَةٌ مِائَةً فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبَعْنَا  
جَمِيعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرْ بَانَنَا۔

اس تمام زادراہ کی مجموعی مقدار نے صرف اس قدر زمین کا احاطہ کیا جس پر ایک بکری بیٹھ جائے اور صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی مگر سب نے شکم سیر ہو کر کھایا حتیٰ کہ کھانا بچ گیا اور سب نے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے۔

جب سب کھا چکے تو حضور علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا۔ ایک صحابی ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اسکو ایک پیالہ میں انڈیل دیا۔ چودہ سواشخاص نے اس ایک پیالے کے پانی سے وضو کیا۔

ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر  
جمع ہے شان جمالی و جلالی ہاتھ میں

## تھوڑی کھجوروں میں برکت

بنی سعد بن ہذیم میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کے ہمراہ چھ صحابہ بھی تھے اور ساتویں حضور علیہ السلام تھے۔ میں نے آکر سلام عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھو۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ۔ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! ہمیں کچھ کھلاؤ۔ حضرت بلال نے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا اور ایک برتن سے کھجوریں نکال کر دسترخوان پر ڈال دیں جن میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔



<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



کھجوروں پر اپنا دست رحمت رکھا اور فرمایا۔ کُلُوا بِاسْمِ اللّٰهِ۔ کہ اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔  
راوی فرماتے ہیں کہ ہم سب نے خوب پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں، لیکن کھجوریں اسی  
قدر پھر بچ رہیں۔

مِثْلُ الَّذِي صَبَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَةَ  
آیات۔ (المغازی للواقدی ص ۱۹۱۸/۳ و ص ۱۰۳۸،  
مسلم ص ۲۲۵، البدایہ والنہایہ ص ۱۱۸/۶، الاصابہ  
شریف ص ۵۴/۴)  
جس قدر حضرت بلال نے ڈالی تھیں اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہم نے  
تین دن تک اپنی آنکھوں سے  
دیکھا۔ (معجزات مصطفیٰ ص ۱۷۸، شواہد النبوة ص ۱۷۳)

برادران گرامی! حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارادہ الہی بکثرت معجزات  
دکھائے تاکہ منکرین پر حجت ہو اور مومنین کو علم الیقین کے ساتھ عین الیقین بھی حاصل ہو  
جائے اور ان کا ایمان بہت ہی زیادہ مضبوط و مستحکم ہو کر کامل سے اکمل ہو جائے اور وہ جان  
لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جس کے ہاتھ مبارک پر اسکی قدرتوں کا ظہور ہو رہا ہے  
وہ اس کی قدرتوں کا مظہر ہے۔

محمدؐ مظہر کامل ہے حق کی شان و عزت کا  
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

### بلال رضی اللہ عنہ کی سات کھجوریں

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ایک رات نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا۔ اے بلال! تمہارے پاس کچھ کھانے کو  
ہے؟ حضرت بلال نے عرض کی۔ حضور! آپ کے رب کی قسم! ہم تو اپنے توشہ دان خالی  
کیئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھی طرح دیکھو اور اپنے توشہ دان کو جھاڑو، شاید کچھ نکل  
آئے۔ سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے تو کل سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپ  
نے ان کو ایک صحیفہ پر رکھا، پھر ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ ہم  
تینوں ”حضور علیہ السلام کے دست مبارک کے نیچے سے ایک ایک اٹھا کر“ کھا رہے تھے۔  
حضرت بلال کہتے ہیں کہ میں گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے سیر ہو کر





ان کھلیوں کو شمار کیا تو وہ چون تھیں۔ اسی طرح ان بھروسے کے کہ ان کے ساتھ کھائیں۔ جب ہم میر ہو کر پیچھے بٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا اے بلال! ان کو سنبھال کر کھجوریں پھر کام آئیں گی۔ جب دوسرا دن ہوا اور کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا۔

حضور علیہ السلام نے پھر اسی طرح اپنا دست مبارک ان پر رکھا اور فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ اب ہم دس آدمی تھے۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جب سرکار نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو وہ بدستور سات ہی کھجوریں موجود تھیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا إِنِّي أَسْتَحْيِ مِنْ رَبِّي لَا كَلْنَا مِنْ هَذِهِ الشَّمَرَاتِ حَتَّى نَرُدَّ الْمَدِينَةَ عَنْ آخِرِنَا وَ أَعْطَاهُنْ غَلَامٌ فَوَلَّى وَهُوَ يَأْكُلُهُنَّ۔ (ابوہیم۔ ج ۱)

آپ نے فرمایا: اے بلال! اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم و حیا دامن گیر نہ ہوتا تو یہی سات کھجوریں واپس مدینہ پہنچے تک ہمارے لئے کافی تھیں۔ پھر آپ نے دو ایک لڑکے کو عطا فرما دیں اور وہ انہیں کھا کر جاتا رہا۔

اللہ۔ ابن عساکر۔ خصائص کبریٰ ص ۲۷۱۔ البدایہ ص

۱۱۸۶، المغازی ص ۱۰۳۸/۳۔ الاصابہ ص ۵۴۲۔ مع

مسلم ص ۲۲۵)

تڑی صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے

تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

مندرجہ بالا حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقرا اختیار فرمایا تھا۔ کیونکہ آپ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ ان سات کھجوروں میں جتنی چاہتے آبرکت فرماتے۔ مگر خدا تعالیٰ سے شرم کر کے ان کھجوروں کو خرچ فرما دیا اور اسی فقر اور بے سرو سامانی کو ترجیح دی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان سات کھجوروں کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ بس کھجوروں پر بھی آپ اپنا دست رحمت رکھ دیے۔ ان سات کھجوروں نے اپنا کام ادا کر دیا۔



درحقیقت اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے درمیان جو راز و نیاز اور خصوصیات ہیں، ان میں ممکن نہیں کہ عقل راہ پاسکے۔

میان طالب و مطلوب رمزیت  
کراما کاتبین راہم خبر نیست

### کھانے میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو ام سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا اور میرے ہاتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ میں در نبوت پہ حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے انس! اسے رکھ دے اور فلاں فلاں کو بلاؤ حسب الحکم میں بلاتا گیا۔ یہاں تک کہ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔

فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَضَعُ يَدَهُ عَلَىٰ تِلْكَ الْهَيْئَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ۔  
تو میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اس کھانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ (بخاری و مسلم)

بس پھر کیا تھا، وہ کھانا اس قدر بابرکت ہوا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے انس! یہ جو باقی ہے، اسے لے جا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ جس قدر میں کھانا لایا تھا، اس سے کچھ کم ہوا یا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۴۱۲، سنن النسائی ص ۱۲۶/۶، البدایہ ص ۱۴۷/۴، المعجم ص ۸۷/۷)

### گھی میں برکت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت مالک کی والدہ کو ایک مٹکے سے اپنے دست مبارک سے گھی نکال کر دیا۔ اس کے بعد وہی مٹکا حضرت مالک کی والدہ کو عطا کیا اور فرمایا کہ جب کبھی ضرورت پڑے، بقدر ضرورت اس مٹکے میں ہاتھ ڈال کر گھی نکال لینا۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم برابر پچالیس (۲۵) برس اس مٹکے سے



گئی نکال کر گھر میں استعمال کرتے رہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کی برکت سے وہ گھی کبھی ختم نہ ہوا، تا آنکہ ایک دھپکا لگنے سے وہ منکڑ ٹوٹ کر نکال پڑا۔

(احیاء القلوب ص ۹۰، حصہ الانبیاء ص ۱۱۸)

واہ کیا جود و کرم اے شہ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

### ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین مصیبتیں سخت پڑی ہیں۔

۱۔ حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات۔

۲۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

۳۔ میرے توشہ دان کا گم ہو جانا۔

لوگوں نے پوچھا۔ کیسا توشہ دان؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ہمرا تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کی کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: وہ لے آؤ۔ میں نے لے آیا۔ آپ نے ان کو ایک دسترخوان پر پھیلا دیا۔

فَإِذَا هُوَ إِحْدَى وَعِشْرُونَ تَمْرًا۔ تو وہ اکیس کھجوریں تھیں۔

آپ ایک ایک کھجور کو خدا کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے ان سب کھجوروں کو ملا دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ دس دس آدمی آئیں اور کھائیں۔ حسب الحکم دس دس آدمی آتے اور سیری سے کھا کر اٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھائیں اور جو باقی رہ گیا، ان کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخُلْ يَدَكَ فِيهِ وَلَا تَكْفُفْ فَآكَلْتُ مِنْهُ حَيَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ فَلَمَّا قُبِلَ عُثْمَانُ انْتَهَبَ مَا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ان کو اپنی توشہ دان میں رکھ لو۔ اور جب چاہو، اس سے ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو۔ لیکن توشہ دان کے انکشاف ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے انکشاف کے وقت اس سے کھانا کھایا۔



بِئْتَى فَانْتَهَبَ الْمُزَوَّدُ۔ اَلَا  
اُخْبِرُكُمْ كَمْ اَكَلْتُ مِنْهُ اَكْثَرُ مِنْ  
مَا لِي وَسَقِي وَاَخَذْتُ مِنْهُ خَمْسِينَ  
وَسُقَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

(بیہقی۔ ابوعبید۔ خصائص کبریٰ ص ۵۲۲)

رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی  
رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک (تقریباً ۲۵  
برس) ان ہی کھجوروں سے کھانا کھلاتا رہا اور  
تخمیناً پچاس وسق توفی سبیل اللہ دیں اور دوسو  
وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔ (مگر وہ  
کھجوریں ختم نہ ہوئیں) یہاں تک کہ حضرت  
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ہنگامے  
میں میرا وہ توشہ دان (تھیلا) کہیں گم ہو گیا۔

یہ فیض دیئے وہ جود کئے کہ نام لئے زمانہ جئے

جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام عمر اس کا رنج و غم رہا اور نہایت دردناک لہجے میں یہ

شعر پڑھتے تھے کہ

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَ لِيْ هَمٌّ فَقَدْ جُرَّابٌ وَقُتِلَ الشُّخْ عُثْمَانُ

یعنی سب کو آج ایک ہی غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں۔ ایک توشہ دان کے گم ہونے کا اور  
دوسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔  
(خصائص کبریٰ ص ۵۹۲)

برادران ملت! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توشہ دان سے  
پچاس وسق کھجوریں خیرات کیں اور دوسو وسق ذاتی کھانے کھلانے میں صرف ہوئیں۔ اب  
آپ موجودہ حساب سے کل وزن کا اندازہ کیجئے۔

ایک وسق = ساٹھ صاع (مفتاح اللغات ص ۸۷۴)

ایک صاع = ۱۲-۳ سیر (کتاب مذکور ص ۳۲۸)

پچاس وسق = ۵۰ × ۶۰ = ۳۰۰۰ صاع

کل = ۳۰۰۰ صاع کا وزن

۳۰۰۰ × ۱۲-۳ سیر = ۱۰۵۰۰ سیر

۱۰۵۰۰ سیر = ۲۰ سیر..... ۲۶۲ من



۲۰ سیر..... ۲۶۴ من = ۲۰ سیر..... ۱۰ من

ذاتی کھانے کھلانے کا خرچہ

۲۰۰ دق = ۰ سیر..... ۱۳ من..... ۳۷ ٹن

۰ سیر..... ۱۲ من..... ۲۷ ٹن

+ ۲۰ سیر..... ۱۰ من..... ۹ ٹن

کل وزن = ۲۰ سیر..... ۲۴ من..... ۳۶ ٹن

سبحان اللہ! اکیس کھجوروں سے لشکر اسلام کا سیر ہونا اور تقریباً ۲۰ سیر..... ۲۴

..... ۳۶ ٹن کھجوروں کا خرچ ہونا۔ حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے اور یہ صرف

تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے، برکت دیکر زیادہ کر دیتا ہے اور جس کو نہ چاہے، اس میں برکت نہیں دیتا۔ بلکہ زیادہ کو کم کر دیتا ہے۔

برگد کے درخت کو ہی لیجئے کہ کتنا بڑا ہوتا ہے اور جس تخم سے اس کی نشوونما ہوتی ہے

وہ کس قدر چھوٹا ہوتا ہے۔ وہ تخم جو خشکاشی کے دانے سے قدرے بڑا ہوتا ہے، اس سے

بڑا تناور درخت پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کا وزن کیا جائے تو ہزاروں من ہو جائے اور

جسامت دیکھی جائے تو ہزاروں آدمی اسکے سائے میں آ سکتے ہیں۔ یہ نشوونما کیسی قدرت

نمائی ہے۔ دراصل یہاں بھی وہی برکت ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ درخت کی مدوٹی سنے ہوتی ہے، جس سے وہ بڑھتا ہے تو جواب

ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جب خدا تعالیٰ برکت دیتا ہے تو اندرونی مدد ضرور ہوتی ہے لیکن

درخت کے بارے میں یہ کہنا بلا دلیل ہے کہ مٹی اس کی جسامت میں شریک ہو سکتی ہے

بڑھاتی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی جڑیں زمین میں گڑی رہتی ہیں اور زمین اسکی

حالت پر رہتی ہے۔ اگر زمین کے اجزاء درخت کی جسامت میں صرف ہوتے تو درخت

درخت بڑا ہوتا، اتنا ہی غار اس کی جڑوں کے گروہ ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ نیز حال

یہ ہرگز ثابت نہ ہو سکے گا کہ درخت کے جتنے اجزاء ہیں، وہ صرف مٹی ہیں۔ لیکن جسکی

کہ سلالہ زمین اس میں داخل ہوتا ہے مگر اس سلالہ میں نہ مٹی ہے نہ کوئی اور چیز۔

اس میں برکت الہی کو دخل نہیں۔



## بکری کی کلیجی

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سوتیں آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کسی کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا، وہ گوندھا گیا۔ پھر ایک چرواہے سے آپ نے ایک بکری خریدی۔ وہ ذبح کی گئی۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔

خدا کی قسم! ایک سوتیں آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے حضور علیہ السلام نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں۔ اگر وہ موجود تھا تو اسکو دے دیں۔ اور اگر موجود نہ تھا تو اس کے لئے رکھ چھوڑیں۔ پھر آپ نے اس سے دو پیالے بھرے تو سب لوگوں نے کھایا اور ہم سب کے سب خوب سیر ہو گئے۔ پھر بھی وہ دونوں پیالے اسی طرح بچے رہے، تو ہم نے بقیہ کو اونٹ پر رکھ لیا۔

وَأَيُّمُ اللَّهِ مَا مِنْ ثَلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ خَزَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَوَادِ الْبَطْنِ إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَّالَهُ فَجَعَلَ قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَ شَبَعْنَا فَقَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ۔

(سنن البیہقی ص ۲۳۵/۹، طبع مصر۔ خصائص کبریٰ ۴۸/۲، بخاری ۲۰۳/۳، البدایہ والنہایہ ص ۱۱۳/۶، جامع المسفات ص ۱۶۱، معجزات مصطفیٰ ص ۱۳۳/۶)

## حیرت انگیز اضافہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ کر وفات پائی۔ قرضداروں نے تقاضا کیا تو میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ سرکار! میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر انتقال کیا ہے اور حضور! کھجوروں کی جو پیداوار میرے باغ میں ہے، اس سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ میرے ساتھ باغ میں تشریف لے چلیے تاکہ آپ کے ادب سے قرضدار مجھ پر سختی نہ کریں۔ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ نخلستان تشریف لے گئے۔



فَمَشَى حَوْلَ الْبَيْدِ مِنْ يَتَادِرِ  
التَّمْرِ فَدَعَاءُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ۔

(بخاری ص ۵۰۶/۱) بیٹھ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت ہوئی کہ کھجوریں قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرضداروں کو دی گئیں تھیں، اتنی ہی بچ رہیں۔

بہت دائن تھے جابر اور ایک انبار خرما کا

ادائے قرض کر کے پھر بچایا میرے آقا نے

برادران ملت! بطور نمونہ چند احادیث نقل کر دی گئی ہیں، اگر اس مضمون کی احادیث جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان سے یہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت صلی علیہ السلام نے ایک دفعہ تھوڑی مچھلی اور روٹی سے کئی اشخاص کو شکم سیر کر دیا تھا تو تیسری دفعہ ۱۹۳۷ء، تفسیر قادری (۲۵/۳) تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار ذرا سے کھانے سے ہزاروں اشخاص کے پیٹ بھر دیئے اور پھر لطف یہ کہ کھانا اسی طرح باقی رہا۔ اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی۔ سبحان اللہ۔

اے شاہ شاہان جہاں محبوب رب انس و جاں

تیرے فضائل کا بیاں کیونکر کرے کوئی بھلا

ہے خاک پا میں تیرے ہاں اعجاز عینی بیگماں

معجزے ہیں تیرے عیاں اے سرگروہ انبیاء

حضرت سید مرغوب احمد اختر الحامدی فرماتے ہیں کہ

دین و دنیا دیئے، مال اور زر دیا

دامن مقصد زندگی بھر دیا

موج بحر ساحت

پہ لاکھوں حلال

پہ لاکھوں حلال

پہ لاکھوں حلال

پہ لاکھوں حلال

انگشتان مبارک

امام الانبیاء سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک



نہایت خوبصورت تھیں۔ انہیں انگشتان مبارک سے کئی مرتبہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں پیاسوں کی تشنہ لبی دور ہوئی اور انہی کے اشارے سے پتھر پانی پہ تیرے اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹا اور چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

انگلیاں سدھیاں تھ نہ کائی  
چاندی نالوں چمک سوائی  
کیا نال انگشت اشارہ  
معجزہ ڈٹھا دنیا بھارا

بہتیاں نرم عجیب صفائی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
چن آسمان ہویا دو پارہ  
صلی اللہ علیہ وسلم

(جام کوثر)

## شق القمر

کفار مکہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ جادو کا اثر اجرام فلکی پر نہیں ہوتا۔ چونکہ وہ اپنے زعم باطل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جادو گر سمجھتے تھے۔ اس لئے ایک روز جمع ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور نشان نبوت طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟

فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ يَا مُحَمَّدُ اِنْشَقَّ  
القَمَرُ فَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِسَبَابَتِهِ إِلَى الْقَمَرِ فَاِنْشَقَّ  
القَمَرُ فَلَمَّا رَأَى أَبُو جَهْلٍ قَالَ إِنَّ  
مُحَمَّدًا سَاحِرٌ عَظِيمٌ۔

تو ابو جہل نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! چاند کو دو ٹکڑے کر دو۔ حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک انگلی سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ابو جہل دیکھ کر کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑا جادو گر ہے۔ (معاذ اللہ)

(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ ص ۲۲۳، احیاء القلوب ص ۱۰۳، البدایہ والنہایہ ص ۶۷۷، وص ۱۱۸۳، قصص الانبیاء ص ۴۷۳)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا لٹے قدم  
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

## مسافروں کی گواہی

بیہقی و ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مکہ معظمہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا۔ یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا



ہے۔ پھر انہوں نے اطراف و جواب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ  
شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔

### ایک شبہ کا ازالہ

بعض فتنہ پرور لوگ جہاں اور بہت سی چیزوں کے منکر ہیں، وہاں اس عظیم الشان  
نادر المثال معجزے کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو ساری دنیا کو اس کا علم  
چاہئے تھا اور تاریخ کی کتابوں میں اس کا بیان ہونا ضروری تھا۔ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ  
واقعے کا تاریخ میں نہ ہونا اسکی تکذیب کا باعث نہیں ہو سکتا۔ بہت سے ایسے واقعات ظہور  
میں آئے جن کا تاریخ میں نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اور پھر اس واقعہ سے تو کتب احادیث  
تفسیر بھری پڑی ہیں مگر ان کو ان سے کیا تعلق؟

یاد رکھیے۔ جس وقت یہ واقعہ ظہور میں آیا تھا، وہ وقت رات کا تھا تو اس وقت بعض  
مقامات پر دن اور بعض مقامات پر آدھی رات ہوگی اور پھر جہاں لاگ پیدا ہوں گے  
وہاں بھی ضروری نہیں کہ سب کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہوں۔ کیونکہ اس کا کوئی  
اعلان وغیرہ تو ہوا ہی نہیں تھا کہ لوگ خصوصاً اسوقت خیال رکھتے۔ اس ترقی یافتہ دور میں  
جب کہ رسد وغیرہ کے بڑے بڑے وسیع اور بے شمار انتظامات اور ذرائع ہیں۔ یہاں  
کبھی چاند گہن ہوتا ہے تو لاکھوں انسانوں کو خبر نہیں ہوتی۔ اسوقت تو رسد وغیرہ کے ذرائع  
ذرائع بھی نہ تھے اور پھر یہ تھوڑی دیر کا معاملہ تھا مگر باد جو اس کے الی مکہ کے سفر سے  
آنے والے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے اسکی تصدیق کی، لیکن وہ جاہلانہ طور پر جہاں  
ہی کہتے رہے۔

اہل ایمان کا اس پر ایمان ہے اور جس کے قلب میں ایمان رائج ہوگا وہ کبھی بھی اس  
کے ماننے میں تامل نہیں کریگا۔

صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت سے صحیح احادیث منارکے ہیں اس میں کسی شک و شبہ کا  
بیان ہے (دیکھو بخاری و مسلم باب علامات النبوة) لیکن یہاں یہ ظہور ہوا کہ  
تواتر کا دعویٰ کیا ہے اور ساری امت میں ہلکے بھلے اور فتنہ پروروں نے اسکا



انکار کرنا بے دینی اور عقل و انصاف سے دشمنی ہے۔  
ہنجر او ہنجر حق می شود  
ماہ از انگشت او شق می شود

### عظیم معجزہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے حالت بیداری میں بالمشافہ پچھتر مرتبہ حضور علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص ۴۴۱، مطبوعہ مصر) فرماتے ہیں کہ علمائے کرام نے شق القمر کو معجزہ عظیم قرار دیا اور اسکو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۸۲)

### رفعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو انفلاق بحر کا معجزہ ملا۔ عالم سفلی میں دریا سڑک بن گیا۔ (تفسیر نعیمی ص ۱۵۹) اور امام الانبیاء سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عالم علوی میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تصرف زمین پر رہا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف آسمان پر ظاہر ہوا، جو اس سے بدامتہ افضل و اقویٰ ہے۔

(انوار محمدیہ ص ۳۷۷۔ جامع الصفات ص ۱۱۷)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔  
انفلاق بحر برہان عظیم الشان تھا  
انشقاق بدر کا لیکن نتیجہ اور ہے

### چاند کا دو ٹکڑے ہونا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ  
أَنَّ الْقَمَرَ إِنْ شَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

(صحیح بخاری ص ۱۵۷، مسلم ج ۱ ص ۱۳۵، مصری، ابن کثیر ص ۴۲۲، ۴۶۱، معجزات مصطفیٰ ص ۵۳، مسند امام



محمد ص ۲۰۳۵، البدایہ ص ۱۸۷۳ اور ۶۷۱، خواجہ ابوالحسن علی

جہدا دیکھ اشارہ انگلی دا چن لٹے ہو ہو چکا اے

اودھا حکم ہووے تے پھر لاناو نوں بون دا شعور آ جاندا اے

حضرت مولانا غلام رسول صاحب فرماتے ہیں۔

ذرا جاں حکم دی انگل بھنوائے

دو ٹکڑے چن ہووے اندر ہوائے

جناب اختر الحامدی صاحب کہتے ہیں کہ

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور

وہ ہیں محبوب رب، مالک بحر و بر

مناجیب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کا فرمان فرمان جاں آفریں

وہ، جو مظہر احکم الحاکمین

اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ

يُرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَ يَقُولُوا سِحْرٌ

مُسْتَمِر۔ (قر: ۱۰۲)

اس آیت سے مراد وقوع شق القمر ہے۔ جب کفار نے آپ کی تکذیب کی اور آپ

سے ایسی دلیل مانگی، جو آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو اس پر خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ عظیم

علامت عطا کی، جس کی ایجاد پر کسی انسان کا بس نہیں چلتا اور جو خدا کی وحدانیت اور آپ

کی صداقت کا ثبوت ہے۔

### علامہ خطابی

علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ شق القمر ایک ایسا معجزہ ہے کہ بائی انبیاء کے معجزوں میں سے

کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور آسمانی رحمت اور اس کے اثر و رسوخ

مختلف ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیان میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے



میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، نضر بن حارث اور اسی قماش کے دوسرے لوگ کہنے لگے کہ یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ اسلئے باہر سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرو، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کی نظر بند نہیں کر سکتے۔ چنانچہ لوگ جب سفر سے لوٹے تو انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔

(انوار محمدیہ ص ۳۴۴)

## حبیب یمنی

علامہ احمد خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں نقل فرمایا کہ ابو جہل نے اپنے یمنی دوست حبیب بن مالک والئی یمن کو لکھا کہ تیرا دین مٹایا جا رہا ہے۔ لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے جلد آ۔ حبیب یہ پیغام پا کر فوراً مکہ معظمہ آیا۔ ابو جہل نے حضور علیہ السلام سے متعلق بہت سی غلط باتیں بتائیں۔ (ابو جہل کا مقصد یہ تھا کہ حبیب کا اہل مکہ پر اچھا اثر ہے، یہ لوگوں کو سمجھا دے کہ یہ دین قبول نہ کریں) حبیب نے کہا۔ میں فریقین کی گفتگو سن کر فیصلہ کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ ان کا کلام بھی سنوں۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں قاصد بھیجا گیا کہ میں فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ یہ رات کا وقت تھا اور چودھویں شب تھی۔

جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو تمام مجلس میں ہیبت چھا گئی اور کسی کو کلام کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ آخر حضور علیہ السلام نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ حبیب نے عرض کی کہ آپ نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور نبوت کے لئے معجزہ ضروری ہے۔ فرمایا: تو جو چاہے گا، معجزہ دکھایا جائے گا۔ حبیب نے عرض کی کہ میں تو آسمان کا معجزہ چاہتا ہوں اور پھر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے دل کی تمنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: چل! حبیب بن مالک مع تمام سرداران قریش حضور علیہ السلام کے ساتھ کوہ صفا پر گئے۔ آپ نے پورے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔



سورج اگلے پاؤں پلے چاند اٹھارتے تھے۔

اندھے مگر دیکھ لے طاقتِ رحمن اللہ کی۔

پھر فرمایا: اے حبیب! دوسری بات بھی سن! میری ایک لڑکی ہے، جس کا نام ہے

ہاتھ پاؤں سے معذور ہے۔ تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے۔ جا اے میں دعا کرتی ہوں۔

ہی حبیب پکارا تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب گھر پہنچا تو رات کا وقت تھا۔ دروازہ پر آواز دی۔ کہ معذور لڑکی جو زمین سے

نہ سکتی تھی۔ اٹھ کر آئی اور دروازہ کھولا۔ باپ کو دیکھ کر پڑنے لگی: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ

رَّسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حبیب نے پوچھا کہ بیٹی! تو نے یہ کلمہ کہاں سے سنا؟ وہ کہنے لگی:

اک ماہ بدن، گورا سا بدن، نیچی نظریں، گل کی خبریں

دکلا کے پھین، وہ سنا کے سخن، مورا پھوک گئے سب تن من و عین

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا

نہ وہ دل رہا نہ وہ دلہن، رہی زندگی سو وہاں میں

کہا۔ میں نے خواب میں ایک چاندی صورت والے کو دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ بیٹی!

تیرے باپ تو مکہ میں آ کر مسلمان ہوئے اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے تو تجھ کو ابھی شفا

جاوے۔ میں جو صبح کو اٹھی تو کلمہ زبان پر جاری تھا اور ہاتھ پاؤں سلامت تھے۔

(شرح قصیدہ مدودہ از علامہ خرپوٹی، نور العرفان حاشیہ کفر الایمان ص ۸۴۳، شان حبیب الرحمن ص ۱۱۰)

راجہ بھوج

محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورۃ الفاتحہ

اَعْطَيْنَكَ الْخَيْرَ ہے، بجز وہ ہے اور سورۃ الزلزال اَعْطَيْنَكَ خَيْرَ کے دن نکلے ہیں ان کے

سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں جس میں کلام اللہ میں سات ہزار کلمات

بجز ہیں۔



اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر۔ کہ فلسفی، حکماء اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر اور تواریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں باسناد روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں، جو اسی معجزہ کے بارے میں ہے، بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج معارج و شواہد وغیرہ میں بھی درج ہیں۔

اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ میلپا کا راجہ، جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا، وہ سن کر مسلمان ہوا۔ اسکی قبر اب تک بیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلائق ہے۔ (رحمۃ الرحمن اردو شرح قصیدۃ الحسنان ص ۵۷، ذکر جمیل فی حلیۃ الحبیب الکلیل ص ۲۲۵)

### چاند کا اشارے سے ہلنا اور گفتگو کرنا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اسوقت جبکہ آپ مہد (جھولے) میں تھے، ایک بات دیکھی تھی جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔

رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ  
وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأَصْبِعِكَ فَحَيْثُ  
أَثَرْتُ إِلَيْهِ مَالَ قَالَ إِنِّي أَكُنْتُ  
أَحَدَهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِمُنِي عَنِ  
الْبُكَاءِ۔ (انوار محمدیہ ص ۴۶، خصائص کبریٰ ص ۵۳۱، شواہد النبوت ص ۶۸، زمزمہ المجالس ص ۹۱)

کہ میں نے آپکو دیکھا کہ آپ گہوارے  
میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کر رہے تھے  
اور جس طرف آپ انگلی سے اشارہ کرتے  
تھے، چاند اسی طرف ہو جاتا تھا۔ فرمایا: میں  
اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں  
کرتا تھا۔ اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔

کہتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے

یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا



## چاند کا کلام کرنا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند سے کلام کرنے کا قول امکان میں ہے۔  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام علامات مصطفویٰ بیان کرتے ہوئے اپنے جواہر فرماتے ہیں کہ

Verily I say to you the moon shall minister sleep to him in boy-hood and when he shall be grown up, He shall take him in his hands. The world beware of casting him out.

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دیکر سلا یا کرے گا اور جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔“

(انجیل برجاس میں ۸۵ باب ۲۲)

ناظرین گرامی! مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کا اختیار و قدرت آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے، سب پر چلتا ہے۔

وہی نور حق وہی عل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب  
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

## پتھر پانی یہ تیرنے لگا

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے زبردست طوفان طغور کیا۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز دیکھیے کہ آپ نے پتھر کو پانی پر ٹھہرا دیا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پانی کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آ نکلا، اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلائیے جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا آجائے اور ڈوبے نہیں۔

فَإِشَارَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَمَا نَقَلَحَ الْحَجَرُ عَنْ مَكَانِهِ وَنَسَبَحَ  
حَتَّى صَارَ بَيْنَ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالْأَرْضِ مِثْلَ الْخَلْقِ الْمَقَامِ عَلَى الْأَرْضِ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ لَهُ بِالرَّسَالَةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْفِيكَ هَذَا؟ فَقَالَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَانِهِ۔ (تفسیر کبیر۔ انوار محمدیہ۔  
جزء اللہ ص ۱۵۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۹۱/۵۔ قرطاس  
مقبول فی معجزات رسول ص ۸۹)

بزبان فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے  
رسول برحق ہونے کی شہادت دی۔ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا۔ کیا یہ  
تیرے لئے کافی ہے؟ بولا ہاں! بشرطیکہ یہ  
اسی طرح وہیں چلا جائے، جہاں سے آیا  
ہے تو وہ پتھر وہیں چلا گیا۔

اشارہ انگلی دا پتھر نوں کر دے  
پتھر پانی دے دے اتے آؤندے تر دے  
علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ کشتی کا سمندر میں ٹھہر جانا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ پتھر کا حضور  
علیہ السلام کے حکم سے سمندر کو عبور کرنا اور رسالت کی گواہی دینا عجیب و غریب ہے۔ ہاں  
ہاں! وہ نوح تھے جن کے لئے سمندر میں کشتی ٹھہری۔ یہ محبوب ہیں جو ایک اشارے سے  
پتھر کو پانی پہ روک دیتے ہیں اور تیرا دیتے ہیں۔

خدا نے اس قدر اونچا کیا پایہ محمدؐ کا  
نہ پہچانا کسی نے آج تک رتبہ محمدؐ کا

### حجر و شجر کی فرمانبرداری

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ہمراہ  
حج سے واپس آ رہے تھے۔ جب بطن روحاء میں پہنچے تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کہیں  
کھجور کے درخت اور پتھر نظر آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! وہ چند درخت کھڑے  
ہیں اور وہ پتھروں کے ڈھیر نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا۔ جاؤ ان درختوں اور پتھروں سے کہو کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ قریب قریب ہو جاؤ تا کہ حاجت بشری  
سے فراغت حاصل کر لیں۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں جا کر حضور علیہ  
السلام کا حکم سنایا۔ تو



قَوْلَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ جَعَلْتُ  
أَنْظُرُ إِلَى النَّخْلَاتِ يَخْدُونُ  
الْأَرْضَ خُذًا حَتَّى اجْتَمَعْنَ وَأَنْظُرُ  
إِلَى الْحِجَارَةِ يَغَا قَرْنٌ حَتَّى صِرَتْ  
رَضْمًا خَلَفَ النَّخْلَاتِ فَلَمَّا قَضَى  
حَاجَتَهُ وَأَنْصَرَفَ قَالَ غَدُ إِلَى  
النَّخْلَاتِ وَالْحِجَارَةِ فَقُلْ لَهُنَّ أَنَّ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا مُرَبِّكُنَّ أَنْ تَرْجِعْنَ إِلَى  
مَوَاضِعِكُنَّ۔ (شفا شریف ص ۱۹۷/۱۔ خاص

کبریٰ ص ۳۶۲۔ دلائل النبوت ابو نعیم ص ۳۳۶)

خدا کی قسم اس نے اسے اس کی طرف سے  
درختوں کو دیکھنے کے لئے بھیجا اور ان کے  
کودے کو دیکھنے کے لئے بھیجا اور ان کے  
کودے کو دیکھنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ  
درختوں اور پتھروں کی دیرالوں کی طرف سے  
علیہ السلام ان کے پیچھے تشریف لے گئے۔  
جب حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے  
تو مجھ سے فرمایا کہ ان درختوں اور پتھروں  
سے کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں  
حکم فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے مقامات پر  
واپس ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس ہو گئے۔

حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل شاد سے درخت اور پتھر ایک دوسرے کے قریب  
قریب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کے حکم کو سنا اور اس کو اپنے دل میں جگہ دی اور  
عقلانہ قوت سے خیال کیا کہ اس حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ اس کے بعد جس طرح ان سے  
ہوسکا چلے اور حکم رسالت کی تعمیل کی۔ حالانکہ دیکھنے کو نہ ان کے کان تھے، نہ دل، نہ عمل ہوا  
پاؤں۔ مگر جو کام ان اعضاء سے متعلق تھے، وہ سب وقوع میں آئے اس سے یہ بھی معلوم  
ہوا کہ سننے کا مدار کانون اور اس کے اندر نیچے ہوئے پٹھوں پر ہی نہیں ہے۔ اسی پر دوسرے  
اعضاء کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

عادت کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ جمادات و نباتات کو نہ سماعت اور نہ بصر ہے  
وغیرہ ہے مگر واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات و نباتات میں بھی ان  
قوتوں کو ودیعت فرمایا ہے۔ وہ بھی سنتے دیکھتے اور سمجھتے ہیں مگر کسی اور طرح کے ہیں۔ اور یہ  
ضروری نہیں کہ سب کے دیکھنے، سننے، سمجھنے اور کھانے پینے، چلنے پھرنے کا ایک ہی طریقہ ہو  
مقرر ہو، دیکھنے آدمی اور جانور منہ سے پیٹ پر ہاتھ پرجائے ہیں اور نباتات غرضوں کے  
ذریعے سے، جو زمین کے اندر گڑی رہتی ہیں اور ان کے اندر ہی ان کے حواس اور حواس



کرنے کا طریقہ بھی مختلف۔ اسی طرح چلنے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ آدمی دو پاؤں پر چلتا ہے، بعض جانور چار پاؤں پر اور بعض ہزار پاؤں پر اور سانپ کا ایک پاؤں بھی نہیں مگر دوڑنے میں اس قدر تیز کی آدمی تو کیا، گھوڑا بھی سانپ کی تیز رفتاری کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر آدمی سوچنے لگے تو شاید سانپ کا دوڑنا مشکل سے سمجھ میں آئے گا۔ کیونکہ آدمی پیٹ کے بل چلے تو دو ہاتھ بھی نہیں چل سکتا اور سانپ بلا تکلف پیٹ سے چلتا ہے اور پھر آدمی کو کانٹوں وغیرہ میں جوتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بغیر جوتے کے کیسی ہی کانٹوں کی زمین ہو بلکہ خاردار درختوں پر برابر دوڑتا ہے حالانکہ اس کے پیٹ کا پوست آدمی کے ٹکڑوں سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ اس مقام پر سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ سانپ کی فطرت ہی اس طرح واقع ہوئی ہے کہ پیٹ پر چلے اور اسکو اتنی قوت دی گئی ہے کہ اپنے جسم کو بغیر کسی سہارے کے حرکت دے سکے۔ آدمی کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ پیٹ کے بل جسم کو زور سے حرکت دیکر سانپ کی طرح چلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ درختوں اور پتھروں کو چلنے کی قوت عطا فرمائے تو ہرگز بعید از عقل و قیاس نہیں ہے۔ رہا یہ کہ ان کی اس قسم کی حرکت کبھی دیکھی نہیں جاتی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں قوت نہیں ہے بلکہ مومن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز کی حرکت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے متعلق ہے۔ اسی طرح درختوں و پتھروں وغیرہ کی حرکت بھی مشیت پروردگار کے ساتھ متعلق ہے۔

چونکہ حضور علیہ السلام کا فرمانا ہی مشیت پروردگار تھا۔ لہذا درختوں اور پتھروں نے تعمیل کی۔ دیکھیے قیامت کے دن بہ مشیت پروردگار پہاڑ چلیں گے۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی۔  
وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۔ (قرآن حکیم ۶/۳۰) اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔  
معلوم ہوا کہ درختوں اور پہاڑوں کا چلنا خلاف عقل نہیں۔ وہ ضرور چلتے اور حرکت کرتے ہیں مگر اس وقت جبکہ ان کو کوئی حکم واجب الاتباع پہنچے۔

کلمہ جس دارکھ بھی پڑھ دے      پتھر پئے تعریفاں کر دے  
خاک کی نوری ہو گئے بردے      صلی اللہ علیہ وسلم

رد الشمس





حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز عظامِ شہیدانہ کے حضور علیہ السلام نے نماز عصر ادا کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں چھلکا کر رکھ کر لیٹ گئے اور وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سوچے سمجھے کہ عصر ادا نہیں کی۔ آپ سخت پریشان تھے کہ ادھر محبوب کا آرام اور ادھر خدا کی جہاد! پھر بھی عصر کی، جس کے متعلق خاص تاکید کی گئی ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ہمارے خیال کرتے کہ کیا کیا جائے۔ اگر نماز ادا کرتا ہوں تو آپ کے آرام میں خلل آ جائے گا۔ بالآخر یہی سوچا کہ۔

نمازیں جب قضا ہوں پھر ادا ہوں  
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں  
حیدر کرار رخ و انجم کی بار بار زیارت کرتے رہے اور داریں کی سعادتوں سے مالا مال ہوتے رہے۔

زمین پر عرش بالا اگلے نشان معلوم ہوتے ہیں  
علیؑ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں  
آخر سورج ڈوب گیا۔ فجر کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُضُورُ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَلَّمَ أَصَلَيْتَ يَا عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَلَّى ابْنِي عَصْرِي قَدْ نَهَيْتَنِي  
قَالَ لَا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ فِيَّ بِرْهِي؟ عَرَضَ كَيْفَ نَهَيْتَنِي تَوَلَّى حُضُورُ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَأَرَدُوا لِي بِرْهًا كَيْفَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَبْرِي  
عَلَيْهِ الشَّمْسِ۔  
اطاعت اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں

(شفاعتی عیاض ص ۲۸۴، انوار محمدیہ ص ۳۳۶، مجتہد اللہ  
ص ۲۹۸، جذب القلوب ص ۲۰۷، قمر الاقمار شرح نور الانوار  
ص ۲۹، احیاء القلوب ص ۱۰۵، کتاب الاسلام ص ۳۶۶،  
قمر طاس مقبول فی معجزات رسول ص ۶۲)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سورج غروب ہوا تو میں نے  
پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں اور زمین میں سے



امام طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ احمد بن صالح فرماتے ہیں کہ اہل علم کے لئے مناسب نہیں کہ اس حدیث کی مخالفت کریں۔ کیونکہ یہ معجزات و نشانات نبوت سے ہے۔ (شواہد النبوة ص ۱۶۰)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا لٹے قدم  
تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

دو مرتبہ ٹھہرا ایک مرتبہ واپس لوٹا

حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

پس تحقیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج دوبار روکا گیا۔ ایک خندق کے دن جبکہ آپ اور صحابہ کرام مشغول جنگ تھے اور سورج غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج لوٹایا اور آپ نے نماز ادا کی۔ دوسرے شب معراج کی صبح کو جب آپ نے دن نکلنے سے پہلے قافلے کے پہنچنے کی خبر دی تھی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی نہ تھی۔ آپ جب اٹھے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج لوٹا دے تاکہ یہ نماز ادا کر سکے۔

فَقَدْ جَسَدَ نَبِينَا مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ  
حِينَ شَغَلَ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ عَنِ  
الصَّلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى غَرَبَتِ  
الشَّمْسُ فَرَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْهِ حَتَّى  
صَلَّى الْعَصْرَ صَبِيحَةَ لَيْلَةِ الْأَسْرِ  
حِينَ اِنْتَظَرَ قُدُومَ الْعِيرِ وَ زِيْدَنِي  
رَوَايَةً مَرَّةً لَعَلِّي بِنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ  
نَائِمًا صَلَّى فَخَذَهُ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى  
الْعَصْرَ فَمَا اسْتَيْقَظَ حَتَّى غَرَبَتِ  
الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَلِيًّا فِيْ  
طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَاَرُدُّوْا  
عَلَيْهِ الشَّمْسَ لِيُصَلِّيَ الْعَصْرَ۔

(تفسیر صاوی ص ۲۶۲/۱)

مولیٰ علیؑ نے واری تیری نیند پر نماز  
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے



## قافلہ بدھ کو آئے گا

شب معراج کی صبح جب کفار نے معراج کا انکار کیا اور انہیں کفر کے لئے آواز دی تو دریافت کیا بتائیے ہمارا تجارتی قافلہ جو ملک شام سے آ رہا ہے وہ کس دن آئے گا آپ نے فرمایا: بدھ کے دن چنانچہ قریش بدھ کا انتظار کرنے لگے شام ہو گئی اور قریش کے کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس موقع پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

فَذَيْدٌ لَهُ فِي النَّهَارِ وَخُبَسَتْ  
الشَّمْسُ۔

یہاں تک کہ بدھ کے دن ہی قافلہ آ گیا۔

(شرح شفا باعلی قاری ص ۵۹۰، شریطی ص ۸۶)

نوٹ: مولوی اشرف تھانوی کہتے ہیں کہ جس شمس میں کوئی امکان عقلی نہیں ہے۔

(شریطی ص ۸۶)

## سورج پھر اگلے قدم

وَقَدْ وَقَعَ ذَلِكَ بَيْنَنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حِينَ قَامَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ  
مِنْ عَلَيَّ كَمَا حُكَّاهُ الْقَاضِي الْعِيَّاضُ فِي الشَّفَاءِ۔

(شرح ص ۴۳)

اور تحقیق ردا لشمس حضور علیہ السلام کے لئے بھی ہوا۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نماز عصر قضاء ہو گئی۔ جس طرح کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں بیان کیا ہے۔

## تائید محدثین کرام

اس حدیث ردا لشمس کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور ثقہ محدثین نے صحیح ثابت کیا ہے۔ مثلاً (۱) حضرت امام طحاوی نے مشکک الحدیث میں۔ (۲) امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں۔ (۳) محدث طبرانی نے معجم کبیر میں۔ (۴) ابن عساکر نے بحوالہ زرقانی شرح مواہب میں۔ (۵) امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں۔ (۶) امام عبد الرزاقی زرقانی نے شرح مواہب میں۔ (۷) امام ابن عساکر نے بحوالہ زرقانی معجم کبیر میں۔ (۸) علامہ شہاب الدین خطابی نے نسیم النور میں۔ (۹) امام ابن عساکر نے بحوالہ زرقانی معجم کبیر میں۔



میں۔ (۱۰) علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں۔ (۱۱) حضرت شیخ فرید الدین عطار نے منطق الطیر میں۔ (۱۲) علامہ جلی نے سیرت حلبیہ میں۔ (۱۳) امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں۔ (۱۴) علامہ مہبانی نے انوار محمدیہ میں۔ (۱۵) علامہ تقی الدین نے نزہۃ الناظرین میں۔ (۱۶) حضرت شیخ عماد الدین یحییٰ بن ابوبکر عامری نے بہتجہ الحافل میں۔ (۱۷) علامہ جمال الدین محمد اشتریمینی نے شرح بہتجہ الحافل میں۔ (۱۸) امام جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس میں۔ (۱۹) قاضی القضاۃ عراقی نے تقریب میں بحوالہ نسیم الریاض۔ (۲۰) علامہ عبدالرحمن صفوری نے نزہۃ المجالس میں۔ (۲۱) شیخ المحمد ثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں۔ (۲۲) مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں۔ (۲۳) حضرت ملا جیون نے نور الانوار میں۔ (۲۴) علامہ معین الدین کاشفی نے تفسیر حسینی میں۔ (۲۵) ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض۔ (۲۶) امام ابن حجر نے شرح الارشاد میں بحوالہ نسیم الریاض۔ (۲۷) امام اہلسنت فاضل بریلوی نے منیر العین میں۔ (۲۸) علامہ نور بخش توکلی نے سیرت رسول عربی میں۔ (۲۹) علامہ عبدالرحمن جامی نے شواہد النبوت میں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (۳۰) سید جمال الدین کاظمی نے اثبات رد الشمس میں۔ (۳۱) فقیہ العصر علامہ مفتی محمد امین نے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ماہ اپریل ۱۹۷۴ء میں۔

### چند تاثرات

امام سیوطی نے اس حدیث پاک کے متعلق ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس حدیث پاک کو اسناد کثیرہ سے روایت کیا ہے اور اسکی ایسی تصحیح کی (صحیح ثابت کیا) کہ اس سے زیادہ تصحیح ناممکن ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ جب امام طحاوی و امام احمد بن صالح اور قاضی عیاض، محدث طبرانی اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کے قائل ہیں تو یہ کہنا فضول ہے کہ صحاح ستہ میں کیوں نہیں؟

علامہ حقی نے فرمایا۔ یہ حدیث پاک محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہے۔ کسی کے اس



حدیث پاک کو موضوع کہنے کا اعتبار نہیں۔

حضرت ملا علی قاری نے فرمایا۔ یہ حدیث پاک اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور تعدد طرق سے درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔

امام زر قانی نے فرمایا کہ جب ایک حسن دوسری حسن سے مل جائے تو وہ درجہ حسن پہنچ جاتی ہے۔

غلامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا کہ اس حدیث پاک کو محدثین کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے، اور جس شخص نے اس حدیث پاک کو موضوع کہا، اس نے غلط کہا۔  
(رضائے مصطفیٰ کو جزا تو اللہ بابت اپریل ۱۹۷۴ء)

برادران ملت! علماء کرام و محدثین عظام کے مذکورہ بالا ارشادات جس مومن کے دل میں محبت و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی حصہ ہے، اس کے اطمینان کے لئے کافی ہیں۔

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں ہے کوئی مثل یہ اللہ دیکھا نہیں  
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں جس کو بار دو عالم کی پر دان نہیں  
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

### ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ اس معجزہ رد الشمس کا انکار کر دیتے ہیں اور سادہ لوح عوام سے خواہ مخواہ بحث مباحثہ شروع کر دیتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں علمائے امت کا اتفاق رہا ہے۔ پھر یہ بعید عن الذہن بھی نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے سورج لوٹایا گیا۔ وَذُوقُوا عَذَابَ اللَّهِ الْكَبِيرِ (ص ۲۳) کے تحت دیکھئے تفسیر خازن ص ۳۹۴ تفسیر مدارک ص ۳۹۴ تفسیر صافی ص ۳۳۵ اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے بھی قُلُوبُ النَّاسِ عَلَى الْكُفْرِ الْقَاسِيَةِ (ص ۲۹) کے تحت دیکھئے تفسیر جلالین ص ۹۸ تفسیر خازن ص ۳۹۴ تفسیر صافی ص ۳۳۵ اور غور کیجئے کہ جب سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے سورج لوٹا تو ان کے لئے



عقیدہ بھی ہے تو پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کے بارے میں یہ لوگ کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ باوجودیکہ دلائل بھی موجود ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تو کبھی بھی اعتراض نہ کرتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی  
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

### رکانہ پہلوان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی، جس کا نام رکانہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر زور دیا تھا کہ ٹیلے پتھروں کے درختوں کے پتوں کی مانند پھینکتا اور بڑے بڑے درختوں کو گھاس کی مانند اکھاڑتا۔

ایک دن اتفاقاً حضور علیہ السلام اس جگہ سے گزرے، جہاں وہ بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ کو دیکھ کر رکانہ بولا۔ اے محمد! تو ہی ہمارے معبودوں کو جھٹلاتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ رکانہ نے کہا۔ ہم دونوں کشتی کرتے ہیں۔ اگر میں تم کو گرا لوں تو میرے معبود سچے ہوں گے اور اگر نہ گرا سکوں تو خدائے واحد کی توحید اور آپ کی رسالت کو تسلیم کر لوں گا۔ یہ بات کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پکڑا اور بڑا زور کیا۔ لیکن گرانا تو کجا ایک بال مبارک بھی نہ ہلا سکا۔ پھر جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور کیا اور دست مقدس سے ایسا بلندی پر لے جا کر زمین پہ دے مارا، جیسا کہ دھوبی کپڑے کو پتھر پر پٹک دیتا ہے۔ رکانہ نے عرض کی کہ حضور! آپ اور آپ پر جو نازل ہوا ہے، وہ سب سچ ہے اور ہمارے معبود جھوٹے ہیں۔ جلدی سے مجھے مشرف بہ اسلام کیجئے۔

(سیرت ابن ہشام ص ۲۹۰، قسم اول۔ اصابع ص ۵۲۷، اسد الغابہ ص ۱۸۸، احیاء القلوب ص ۹۰، شواہد النبوة ص ۲۳۶، البدایہ والنہایہ ص ۱۰۳، قصص الانبیاء ص ۲۶۲)

دراز انگشتاں نازک نرم صافی  
قوی پنجہ تے دینی زور دانی



## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت

ایک دفعہ حضور علیہ السلام قریشیوں کے ستانے چو ایک میدان میں جا کر درخت کی نیچے اپنی تلوار درخت کی شاخ پر لٹکا کر سو گئے۔ ناگاہ ایک یہودی اعرابی نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار شاخ سے اتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے واسطے اٹھائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر درخت کی ایک شاخ توڑ کر یہودی اعرابی کے سر پر ماری کہ اس کا مغز منہ کے راہ سے باہر نکل پڑا اور وہ یہودی اعرابی فوراً گر گیا اور عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔

(احیاء القلوب ص ۹۰)

ہنّجہ او ہنّجہ حق می شود

## پانی کے چشمے

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا معجزہ کہ اللہ کے حکم سے آپ نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو  
فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔  
(بقرہ: ۶۰)

اس میں شک نہیں کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑا معجزہ تھا مگر یہی معجزہ حضور  
سید المرسلین رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اس طرح ظاہر ہوا کہ آپ کی  
مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

تلی - بحر کرم، ابر بہاری  
تے انگلیاں پنج چشمے فیض جاری

## پنجاب رحمت کی ندیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام زور میں حضور علیہ السلام کے پاس ایک  
برتن میں تھوڑا سا پانی لایا گیا۔



فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ  
يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ  
قِيلَ لِأَنَسٍ كَمْ كُتِّمْتُمْ؟ قَالَ ثَلَاثَ  
مِائَةٍ۔ (بخاری و مسلم و خصائص ص ۴۰۲)

تو آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں  
رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے  
نکلنے شروع ہو گئے۔ جس سے تمام لوگوں نے  
وضو کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا  
گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا تین سو۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر  
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

تبوک کے راستہ میں ایک چٹان سے پانی نکلتا تھا اور وہ بھی اس قدر کہ زیادہ سے زیادہ  
تین آدمیوں کو کفایت کرتا۔ اس وادی کو، جہاں یہ پانی تھا، وادی مشفق کہتے تھے۔ حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے جانے والوں سے فرمایا تھا کہ وہ اس سے پانی نہ نکالیں،  
جب تک کہ ہم نہ پہنچ لیں۔ منافقین کے کچھ لوگ پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے پانی نکال لیا۔  
جب آقا علیہ السلام تشریف لائے اور دیکھا تو اس میں پانی بالکل نہیں تھا۔ آپ نے  
پوچھا۔ ہم سے پہلے پہنچ کر کس نے پانی لیا ہے؟ عرض کی گئی کہ فلاں فلاں نے یہ حرکت کی  
ہے۔ آپ ان پر برہم و ناراض ہوئے۔ پھر آپ سواری سے اترے اور اس چٹان کے نیچے  
ہاتھ مبارک رکھا اور دعا فرمائی تو وہاں سے پانی اس قدر زور سے پھوٹا اور اس قدر سختی سے  
برآمد ہو کر بہنے لگا کہ بادل کی گرج کی طرح اس کی گونج سنائی دیتی تھی۔

فَشَرِبَ النَّاسُ وَاسْلَقُوا۔  
لوگوں نے پانی پیا اور اپنی ضرورت کے لئے  
محفوظ بھی کر لیا۔

(المغازی ص ۱۱۶۳ و ۱۰۳۹ و ۱۰۳۹ تفسیر ابن کثیر ص ۳۷۳، سیرت ابن ہشام ص ۵۲۷، قسم ثانی۔ صحیح مسلم ص ۴۱)

(البدایہ ص ۱۸۵)

عرب کے جنگل میں جہاں پانی منزلوں تک نہیں ملتا۔ جب تمام لشکر اسلام پیاسا ہوگا  
تو کس قدر پریشانی کا وقت ہوگا۔ ایسی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست  
مبارک سے خوشگوار پانی کے چشموں کا جاری ہونا کس قدر مسرت و شادمانی کا باعث ہوا ہوگا  
اور صحابہ کرام کے نزدیک اس دست مبارک کی کس قدر وقعت و منزلت ہوگی اور وہ کس



عقیدت و محبت سے دست اقدس کو دیکھتے ہوں گے۔

بچہ ہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے  
چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی غم نہیں

### چار انگلیوں سے پانی

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قباء تشریف لے گئے۔ ایک گھر سے آپکو چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے ہاتھ ڈالا اور پورا ہاتھ سمانہ سکا۔ چنانچہ آپ نے انگوٹھے کے بغیر چار انگلیاں ڈالیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہہ رہا ہے اور لوگ اس چشمے (پیالے) سے پی رہے تھے۔ اور سیراب ہو رہے تھے۔

### طیب و طاہر پانی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے، یہ کہہ کر فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رحمت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ پانی ختم ہو گیا۔ آپکو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی تلاش کرو خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔

فَجَاؤُوا بِأَنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْأَنَاءِ ثُمَّ قَامَ حَتَّى عَلَى الطُّهْرَةِ الْمُبَارَكِ وَالْبُرُكَةِ مِنَ اللَّهِ وَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری شریف) چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا آؤ۔ وضو کرو، پیو یہ برکت والا طیب و طاہر پانی۔ اللہ کی طرف سے ہے اور بلاشبہ میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے تھے۔

جن کی دو بوند ہیں کریم و سخیل

ہے وہ رحمت کا بحر و انوار

برادران ملت! ان احادیث میں یہ کمال کی بات ہے



ہو کہ الہی! تو میری انگلیوں سے پانی پیدا کر کے سب کو سیراب فرما۔ بلکہ برتن میں ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ آؤ، وضو کرو۔ پیو، یہ برکت والا طیب و طاہر پانی ہے۔ کونسا پانی، جواب تک معدوم تھا اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے وجود میں آیا، حالانکہ آپ کے جسم مبارک میں کوئی پانی کا چشمہ تو تھا ہی نہیں، جس کو جاری کر دیا گیا ہو، اور وہ بھی کس قدر کہ پینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہوئے۔

کیا اس مقام پر کہا جاسکتا ہے کہ ایسی احادیث پر ایمان رکھنے والے اور ایسی احادیث بیان کرنے والے مشرک ہیں۔ کیونکہ اس سے شرک فی الخلق لازم آتا ہے۔ ایسا کہنا سخت بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ کیونکہ اگر ایسے خیالات مشرکانہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تھا کہ آپ پانی کی زیادتی کے لئے دعا فرما کر اس سے لوگوں کو شرک کے وہم سے بچاتے اس قسم کے شرک و بدعت کے حملے اور فتوے علماء کرام پر نہیں بلکہ در باطن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ معاذ اللہ!

بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے تصرف سے جو پانی پیدا ہو گیا تھا، وہ مستقلاً آپ کا تصرف نہیں تھا بلکہ ہر مسلمان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ وہ تصرف و اقتدار منجانب اللہ آپ کو عطا ہوا تھا۔ شرک تو اس وقت لازم آئے کہ آپ کو یا دوسرے انبیاء و اولیاء کو مستقل بالذات باقتدار مانیں۔ یعنی یہ عقیدہ ہو کہ اگر خدا بھی ان کے تصرف کو روکنا چاہے تو نہ روک سکے۔ چونکہ آپ نے خدا کی قدرت کو ذاتی اور دوسروں کی قدرت کو عطائی ہونا بارہا بیان فرما دیا تھا تو اب اس کی ضرورت نہ رہی کہ ہر وقت دعا کر کے مسلمانوں کو معلوم کرائیں کہ ہماری قدرت مستقل نہیں ہے۔

### مشکیزہ کا پانی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر! اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں۔ پس میں نے منادی کی۔ اے لوگو! وضو کرو۔ اے مسلمانو! وضو کر لو۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔ (حضور علیہ السلام کے لئے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا



رکھتے تھے، تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہوتا تو ہاتھ پیرا کر دیا جانتے ہیں۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جابر! فلاں انصاری کی بیام گاہ پر جاؤ اور  
ہمارے لئے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔ ان سے دریافت کرو کہ مشکیزہ میں کتنا  
پانی ہے؟ میں گیا اور دریافت کیا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے  
اور اس کے دہانے پر چند قطرہ آب اس کی سلوٹ پر ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزہ کے  
دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کو جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب ہو جائیں۔ پھر میں  
لوٹ کر آیا اور صورت حال آنحضرت علیہ السلام کو بتائی۔

آپ نے فرمایا۔ جاؤ اور اس مشکیزے کو لے آؤ۔ میں گیا اور مشکیزہ لے آیا۔ رحمت  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ میں لیکر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا  
اور فرمایا۔ لگن لانے کا اعلان کر دو۔ لوگ فوراً لگن لے آئے۔ جس کو آپ کے آگے رکھ دیا  
گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک  
اس طرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا۔ ”اب بسم اللہ پڑھ کر پانی  
ڈالو“۔ میں نے تعمیل کی پس آپ کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے  
اور تھوڑی دیر میں لگن لبالب بھر گیا۔

اب حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ اے جابر! اعلان کر دو۔ جن لوگوں کو ضرورت ہو، وہ  
آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں، لوگ آگے پیچھے آتے رہے۔ پیٹے اور  
وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔

(الحصان الکبریٰ ص ۲۲۵)

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا

آپ پیاسوں کے تجس میں ہے دریا تیرا

غسالہ مبارکہ کی برکت سے پانی

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی  
کی کہ صحابہ کرام ایک ایسے چشمے پر اترے جس میں جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔



چلوں گاتے۔ جب وہ بھر جاتا تو کسی برتن میں جمع کر لیتے۔ حضور علیہ السلام سے عرض حال کی گئی تو آپ نے اپنا رخ انور اور ہاتھ مبارک دھو کر اس غسالہ مبارک کو چشمہ میں ڈلوادیا۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ پانی پھر اس کثرت اور زور و تیزی سے نکلا کہ جیسے کڑک کی آواز ہوتی ہے۔ سب نے خوب پیا۔ جب تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہم چودہ سو نفر تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۶۱)

### شکر السلام کی سیرابی

۶ھ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ میں نزول فرمایا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہو گیا اور حاضرین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس گئے۔ دربار نبوت میں عرض حال کی گئی۔ حضور! ہمارے پاس پانی نہیں ہے، جس کو پیئیں اور وضو کریں۔ سوائے اس پانی کے جو آپ کے پاس ایک لوٹے کے برابر برتن میں ہے۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسی برتن میں رکھ دیا (جو آپ کے پاس تھا) تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ کتنے لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا؟ فرمایا۔ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔ مگر اس وقت ہم پندرہ سو (۱۵۰۰) تھے، جنہوں نے پیا اور وضو کیا۔

فَوَاضَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الدُّكُورَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَقُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيلَ لَجَابِرِ كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَّانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

(بخاری شریف ص ۵۹۸/۲، ۸۹۱/۱، مسلم شریف ص ۱۸۸، شواہد النبوت ص ۱۳۷، خصائص کبریٰ ص ۴۰۲، سنن البیہقی ص ۴۳۱، سنن نسائی ص ۶۱۱، تفسیر ابن کثیر ص ۱۸۵/۴، مشکوٰۃ ص ۵۳۲، البدایہ والنہایہ ص ۱۷۶/۴، معجمات سید المرسلین ص ۲۶)

جن سے سوتے لطافت کے پھوٹا کریں

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

قلزم حسن کی جن کو شاخیں کہیں

جن سے نہریں تجلی کی جاری رہیں





حضرت ابو عمر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک روز ہم بہت پیاسے ہوئے۔ آپ نے ایک درخت پر چڑھ کر اس کو اپنے رو برو رکھا اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈال کر اسمیں کلی کی اور مجھ کو پانی چاہا، کلام پڑھا۔

ثُمَّ ادْخَلَ خِصْرَةً فِيهَا فَأَقْسَمَ بِاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ أَصَابِعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَفَجَّرُ بَيْنَا بَيْنَ الْمَاءِ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَمَلَعُوا قُرْبَهُمْ وَأَذَاوِيَهُمْ۔

(ابو نعیم وخصائص ص ۳۳۲)

پھر آپ نے اپنی چھوٹی انگلی اس میں دی۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔ پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو حسب ارشاد لوگوں نے خود پیا اور اپنے جانوروں کو پانی اور مشکیں ڈول چیاں بھر لیں۔

برادران ملت! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا مارنے کی ضرورت پڑی۔ پھر پانی جاری ہوا اور وہ بھی صرف پتھر سے اور مخصوص ایام میں، اس میں شک نہیں کہ پتھر لاشی مار کر چشمے جاری کر دینا اگرچہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے مگر پھر بھی پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونا اتنا عجیب و نادر الوجود نہیں ہے جتنا کہ انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا۔ العقول و عدیم المثال ہے۔ کیونکہ پتھروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ ان سے چشمے جاری ہو جائے۔

إِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَّا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَّا يَنْشَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ۔ (قرآن حکیم ص ۱۶۹)

یعنی کچھ پتھروں میں سے نہریں نکل جاتی ہیں اور کچھ پتھر پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکل آتا ہے۔

مگر انسان کی انگلیوں میں ہرگز ہرگز یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ان سے پانی نکلے۔ عقل سلیم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اعجاز موسوی اگرچہ عظیم معجزہ ہے لیکن آغاز محمدی ﷺ اللہ علیہ وسلم کی شان ہی کچھ اور ہے۔ آپ جہاں سے چاہتے ہیں، جس وقت چاہتے ہیں بغیر عصا کے پانی جاری فرما لیتے ہیں۔

الغرض انبیاء کرام میں حضرت سلیم علیہ السلام کے لئے شان کی درجہ ان کے لئے



سوتیں بن گئیں مگر حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑہ کا مشکیزہ، گوشت و پوست کی مبارک انگلیاں، سوکھے کوئیں، دھان مبارک کی کلیاں متعدد بار پانی کا خزانہ ثابت ہوئیں۔ یعنی کلیم علیہ السلام نے صرف پتھر سے اور حضور علیہ السلام نے ہر جگہ سے دریا بہا دیئے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری  
جن سے دریائے کرم ہیں جاری  
جوش پہ آتی ہے جب غم خواری  
تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

### کونسا پانی افضل ہے؟

بعض علماء فرماتے ہیں کہ سب پانیوں سے افضل ماء زمزم ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ماء کوثر افضل ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جو پانی آپ کی انگشتان مبارک سے جاری ہوا، وہ تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ یہ حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیوں سے نکلا ہے اور حضور کا جزو ہے، اور یہ قطعی بات ہے کہ جو چیز حضور کا جزو ہے، وہ کائنات سے افضل ہے۔ لہذا یقیناً یہ پانی بھی تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (جامع الصفات ص ۱۳۳)

### بادل کا اشارہ پہ چلنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ مینہ نہیں برستا تھا۔ حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔

هَلَكَ الْأَمْوَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَبَاهُ هَوَّيْتُ  
فَادْعُ اللَّهَ لَنَا۔  
سے تڑپنے لگے ہیں۔ خدا سے دعا کیجئے۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اوپر کیا۔ آسمان پر کہیں بادل کا نام و نشان تک نہ تھا۔

قَالَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهُمَا  
خَتِي نَارَ السَّحَابِ كَأَمْثَالِ  
الْجِبَالِ۔ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مَنْبَرِهِ  
کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری  
جان ہے آپ نے ابھی اپنے مبارک ہاتھوں  
کو نیچے نہیں کیا تھا کہ بادل بڑے جوش و خروش





حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَارَّزُ عَلَى  
لِحْيَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سے بہاؤوں کی طرح اتر کر چلا گئے۔  
حضور علیہ السلام خطبہ دے کر چلے گئے اور  
نہیں پاتے تھے کہ میں نے آپ کی رادھی  
مبارک پر مینہ کی بوندیں گرتی دیکھیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس روز خوب مینہ برسا پھر آئندہ روز، پھر آئندہ روز حتیٰ کہ  
آئندہ جمعہ تک مسلسل مینہ برستا رہا۔ دوسرے جمعہ دہی دیہاتی یا کوئی دوسرا قلعہ کھڑا ہوا اور  
عرض کی۔ یا رسول اللہ!

إِنهَدَمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْأَمْوَالُ فَادْعُ  
اللَّهَ لَنَا۔

پھر آپ نے دعا کے لئے دونوں مبارک ہاتھوں کو اٹھایا اور یوں دعا کی۔  
اللَّهُمَّ حَوِّا لَنَا وَلَا عَلَيْنَا۔  
اے اللہ! ہمارے ارد گرد مینہ برستا رہے،  
ہمارے اوپر نہ برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت  
مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے تھے، بادل اسی طرف سے چھٹ جاتے تھے۔ مدینہ منورہ  
کے ارد گرد بادل چھا گئے اور خود مدینہ پاک کا مطلع صاف ہو گیا۔ وادیوں میں مہینہ بھر تک  
ندی نہالے بہتے رہے اور بیرون شہر سے جو شخص بھی آتا، کثرت بارش کا ذکر کرتا۔

(انوار محمدیہ ص ۳۶۳، سنن ابی یوسف ص ۲۲۱-۲۲۲، مسند احمد ص ۲۲۲، البدایہ والنہایہ ص ۸۸/۵، مجمع بخاری ص ۱۵۲، مسند  
۱۹۵، سنن الترمذی ص ۱۵۵/۳، معجم ص ۱۲۲، نسائی شریف ص ۱۵۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۱)

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس ارادہ سے بھی اپنے  
دست مبارک کو کام میں لاتے اللہ تعالیٰ فوراً وہ کام کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے کہ جب میں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ  
پاؤں ہو جاتا ہوں۔

(بخاری ص ۱۲۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۱، کنز العمال ص ۱۵۲/۵)  
غور کیجئے کہ جب عام طور پر یہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ  
عظام بھی شریک ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی خصوصیت کی کیا حالت ہوگی؟



جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں یکتا ہیں، معلوم ہوا کہ ظاہر میں وہ ہاتھ مصطفیٰ کا ہاتھ ہے مگر حقیقت میں وہ دست قدرت ہے۔

دست احمد عین دست ذوالجلال

آمدہ در بیعت و اندر قتال

صحابہ کرام وقتاً فوقتاً جب دست مبارک کی برکات کا مشاہدہ کرتے تھے تو ان کا ایمان اور توکل کس قدر مستحکم ہوتا ہوگا۔ ان مشاہدات کی وجہ سے جو عظمت و محبت حضور علیہ السلام کی ان کے دلوں میں تھی، اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور حقیقتاً یہ حصہ انہیں کے لئے خاص تھا۔ جو کسی ولی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لئے ایسے ہی حضرات کا انتخاب فرمایا تھا، جو تمام امت سے افضل تھے۔

(حقانی ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ص ۳۲)

نبیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ! ان کا ایک وقت میرے ہمراہ ٹھہرنا تمہارے عمر بھر کے اعمال سے افضل ہے۔ (ذکر جمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۲۵۰)

فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو نشانہ نہ بناؤ اور نہ ان کو گالیاں دو اور تمہارا احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (مسلم ص ۳۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

نیز فرمایا کہ ان کے ساتھ جو محبت رکھیں گے، وہ میری محبت کی وجہ سے ہوگی اور ان کے ساتھ جو عداوت رکھیں گے، وہ بھی میری عداوت کی وجہ سے ہوگی۔ یعنی جن کو مجھ سے محبت ہوگی، وہ ان سے بھی محبت رکھیں گے اور جن کو مجھ سے عداوت ہوگی، وہ ان سے بھی عداوت رکھیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے ان کو ایذا دی، اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی، اس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی، دنیا و آخرت میں اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اسکے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ترمذی، حقانی ص ۱۰۵، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

لہذا اے اپنے سینوں میں ایمان کی دولت رکھنے والو! اگر تمہیں دولت ایمان عزیز ہے تو خبردار خبردار کبھی بھی ہرگز ہرگز صحابہ کرام کی شان میں ذرہ کے کروڑ ویں حصہ کے برابر بھی



بے ادبی کا خیال دل میں نہ آئے پاسے درہ یاد رکھو ایمان کی امانت کے لئے  
تمہارے تمام اعمال صالح کا ذخیرہ برباد و اکارت ہو جائے گا۔ اور جو دشمن ایمان کے  
بزرگوں کی شان میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولے، یقین رکھو کہ بلاشبہ وہ اللہ و رسول کے  
باغی اور اسلام کا دشمن ہے اور اس نے ایمان کی محبت ایک مسلمان کے دین و ایمان کے  
لئے زہریلے سانپ سے زیادہ خطرناک اور سم قاتل و زہر ہلاک سے بڑھ کر مہلک ہے۔  
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بد نصیبوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ  
اِذْ رَأَيْتُمُ الدِّينَ يَسْبُونُ اَصْحَابِيْ جَبْتُمْ اَنْ لَّوْكَوْا كَيْفَ يَجُوزُ مِزْرَةَ اَصْحَابِ  
فَقُولُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔  
(ترمذی۔ مقلوہ ص ۵۵۲) شر پر خدا کی لعنت ہو۔

بہر حال تمام صحابہ کرام کی نسبت نیک گمان رکھنا نہایت ضروری ہے اور ان کو برا کہنا یا  
تبرا کرنا انتہائی بد بختی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے دلوں کو اپنی اور  
اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم اور ان کے اہلیت کرام اور صحابہ عظام کی سچی محبت والفت  
سے منور فرمائے۔ آمین

### ناخن مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَلَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَظْفَارَهُ وَقَسَمَ بَيْنَ النَّاسِ۔  
کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
ناخن کٹوائے اور اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم  
اجمعین میں تقسیم کر دیئے۔ (مسند امام احمد)

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال  
جلوہ مصطفائی کے چمکے ہلال  
قدیم سے رہائی کے چمکے ہلال  
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال

ناخنوں کی بشارت یہ لاکھوں سلام

نوٹ: ناخنوں سے تبرک اور فوائد کے سلسلہ میں باب سوئے مبارک دیکھئے۔



## فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔
- ۲۔ یہ کہ صحابہ کرام ان مقدس ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملا کرتے تھے۔
- ۳۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ فرما رہے ہیں۔
- ۴۔ یہ کہ تمام خزانوں کی کنجیاں، کونین کی تمام نعمتیں اور برکتیں ان مقدس ہاتھوں میں ہیں۔
- ۵۔ یہ کہ وہ مقدس اور بے مثل ہاتھ دافع البلاء والامراض ہیں اور ہر قسم کے تصرفات پر باذن اللہ قادر ہیں۔
- ۶۔ یہ کہ عالم کا ہر ذرہ ان ہاتھوں کی انگلیوں کے اشارے پر چلتا ہے غرض ایک ایک حدیث کو غور سے دیکھا جائے تو بے شمار فوائد ثابت ہوں گے۔
- ۷۔ یہ کہ صحابہ کرام کو نشانہ ملامت بنانا انتہائی بد بختی کی دلیل ہے۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## باب ۱۶

# سینہ اقدس و قلب مبارک

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام  
دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہو  
غنیہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم اقدس اور سینہ اطہر ہموارہ ہوا اور سینہ اقدس  
قدر ابھرا ہوا اور چوڑا تھا۔ کپڑے اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روئی  
سینہ اقدس کے درمیان بالوں کا ایک باریک خط تھا، جو ناف تک تھا اور سینہ اقدس کے  
دونوں طرف بال نہ تھے۔

خط باریک سینے و بچ آہا      ناف تا میں اس پایا را ہا -  
واہ قدرت تیری رب الہا      صلی اللہ علیہ وسلم  
صاف والاں تھیں جسم معلیٰ      نور الہی تھیں متجلی  
باجہ اس خط جو سی متجلی      صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک وہ مبارک سینہ ہے جس میں اسرار الہیہ  
معارف ربانیہ اور علم و حکمت کے ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہر رہے ہیں۔ جن کی  
حقیقت وہ جانیں یا ان کا خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ جانے۔

صورت سوئی اپن اپاداہ      سینہ چوڑا سر و سہارا  
الم نشرح آخر ویکھ سپار      صلی اللہ علیہ وسلم  
افن شرح اللہ بھی آیا      شان نبی دارب و دہایا  
دن دن ہویا سوا سوا یا      صلی اللہ علیہ وسلم

### انشراح صدر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ صمدیت میں عرض کی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ (قرآن مجید ۱۷۱) اے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرما دے۔  
جناب کلیم کی دعا کے باوجود اس محبت و کیفیت کے ساتھ ان کا انشراح صدر نہ ہوا جیسا  
کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا۔ نیز کلیم اللہ دعا کرتے ہیں، پھر ان کے سینہ کو  
کشادگی بخشی جاتی ہے مگر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ محبوب ہیں، اس لئے آپ کے  
سینہ اقدس کو بلا طلب و استدعا کشادہ کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف کشادگی بخشی جاتی ہے بلکہ  
آپ کے وسعت صدر کا اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔



اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔  
(الانشراح: ۱)  
محبوب! کیا ہم نے تمہارے سینہ کو کشادہ نہ فرمایا۔

شرح صدر۔ اس کے لفظی معنی ہیں کھول دینا۔ یہ ہدایت کا آخری مرتبہ ہے۔ اس مرتبے میں تمام حقائق ملک و ملکوت، لاہوت و جبروت منکشف ہو جاتے ہیں۔ زبان اسرار غیب کی کنجی اور دل خزانہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جو کچھ فرماتا ہے، عالم غیب میں مشاہدہ کر کے فرماتا ہے۔  
(ذکر جمیل فی حلیۃ الحبیب ص ۲۵۵)

لَک کی قید بتلا رہی ہے کہ یہ وہ شرح ہے جو خاص آپ ہی کے واسطے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا فہم و ادراک، علم و حکمت فہم بشری سے بالاتر ہے اور تعلیم و تعلم سے پاک و منزہ ہے۔ یعنی نہ آپ کو کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا پڑا ہے اور نہ کسی کے شاگرد ہوئے ہیں، کتاب مجید فرقان حمید کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لقب اُمّی سے یاد کرنا، اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ یہ رسول وہ ہیں، جن کی تکمیل خطیرہ قدس میں ہوئی ہے۔ ان کو اگر شاگردی کا شرف حاصل ہے تو صرف خدا تعالیٰ سے ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ۔  
(قرآن حکیم ۵۱/۴)  
اے محبوب! آپ جو کچھ نہ جانتے تھے، وہ سب کچھ خدا نے آپ کو سکھا دیا۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

اَدْبَنِیْ رَبِّیْ۔ (جواہر البیان ص ۶۷۳/۱)  
مجھے میرے رب نے تعلیم دی ہے۔

اسی لئے تو بڑے بڑے فصحاء بلغاء، شعراء، فلاسفوں اور دانشوروں کی جماعتیں دربار رسالت میں حاضر ہو کر یہ اقرار کرتی ہیں کہ ہمارا علم اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان قطرہ اور قلمزم کی بھی مثال نہیں رکھتا اور فصحاء عدنان و بلغائے فحطان کا تو یہ حال ہے کہ۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لپے فصحاء عرب کے بڑے بڑے  
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں



## شرح صدر کی احادیث

بخاری کی حدیث میں ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار کعبہ میں آرام فرما رہے تھے آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار تھا۔ ناگاہ جبریل امین چند ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور علیہ السلام کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور سینہ اقدس کو چاک کیا۔ پھر آب زمزم سے غسل دیا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان و حکمت سے بھرا ہوا لایا گیا اور اس طشت کے سرمایہ کو سینہ اقدس میں بھر کر شکاف برابر کر دیا گیا۔

بیہقی نے ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کی کہ میں نے حضرت سعد سے ارشاد باری اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن اقدس کو آپ کے سینہ اقدس سے غسل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر کر اس کے جگہ واپس رکھ دیا گیا۔  
(خصائص کبریٰ ص ۱۶۱)

نوٹ: ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جو اہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو۔ جیسے دنیا کے بعض جواہر کا تلبیس و استعمال قلب اور دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے۔ چونکہ وہ سبب تھا حکمت و ایمان کا، اس لئے اس کا نام یہی رکھ دیا گیا۔  
(کذا بقا النووی۔ تشریف ص ۱۴۷)

امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اپنے مکان میں تھا، مجھے چاہ زمزم کے پاس لے جایا گیا۔

فَشَرَحَ صَدْرِي ثُمَّ غَسِلَ بِمَاءِ  
زَمْزَمٍ ثُمَّ أُتِيَ بِطَشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ  
مَلِيًّا إِيْمَانًا وَ حِكْمَةً فَحَشِيَ بِهَا  
صَدْرِي۔ (الخصائص ص ۱۶۱)

پھر میرے قلب کو سنہری طشت میں آب  
زمزم سے غسل دیا گیا ایمان و حکمت کے  
لبریز کر کے میرے سینہ میں حشیدہ بکھری  
دیا گیا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس  
حقائق رحمانیہ و معارف ربانیہ کا گنجیدہ ہے۔ ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس گنجیدہ



سے لبریز ہے۔ علم لدنی و نور ربی سے معمور ہے۔ اسرار الہی و تجلیات ایزدی کا مسکن ہے۔ سارے جہان کے علوم اسی سینہ میں بند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اسی سینہ بے کینہ سے علوم و معارف کے خزانے حاصل کرتی ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے  
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

### شق صدر کنتی مرثبہ ہوا

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ ایک مرتبہ بہ زمانہ شیر خوارگی حضرت علیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں۔ دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔ (الخصائص ص ۱۶۳)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شق صدر کی متعدد روایتیں راویوں کے سہو پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب ایک بارسینہ اقدس پاک و صاف ہو کر منور ہو گیا تو پھر کئی بار شق صدر کی کیا ضرورت ہے؟ مگر ان لوگوں کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حکمت الہیہ کے ادراک سے فہم انسانی قاصر ہے۔ نامعلوم متعدد بار کے شق صدر میں کیا کیا حکمتیں تھیں۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں تو ایک بار شرح صدر ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا طلب و استدعا متعدد مرتبہ شرح صدر فرمایا جاتا ہے۔

غور کیجئے کہ جس ہستی پاک کے سینہ کو اللہ تعالیٰ متعدد مرتبہ شرح فرما کر اس میں انوار و تجلیات و دیعت فرمادے تو اس سینہ اقدس کے علوم و معارف کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ حیف ہے ان لوگوں کی ذہنیت پر، جو اس چیز کو مان لینے کے بعد بھی محبوب علیہ السلام کے علم ناپیدا کنار کو نا پتے تو لتے ہیں۔ حالانکہ سرکار دو جہاں علیہ السلام کے اوصاف عیب تنہا ہی سے پاک و منزہ ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری  
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے



## شق صدر کی حکمتیں

علامہ ابن حجر مکی نے شق صدر متعدد مرتبہ ہونے کی توجیہ کے سلسلے میں لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے۔ جس طرح شریعت میں تین مرتبہ وضو دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے کہ ہر طفلیت میں نشو و ارتقاء کے دور میں وسوس خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کے لئے رہنا سہنا آسان ہو جائے۔ اس کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کے لئے مستعد کرنا ہے۔ ابن مزیر کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو شق صدر بار بار ہونے اذرا اپنی حقیقی نوعیت سے آپ پر طاری ہونے سے خبر ماحول سن اور اجنبی نو واردوں کے ذریعہ اشتقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۶۵)

## سینہ اقدس میں بارہ کمرے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی حضور کو یمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کے بیان میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس کو ایک رفیع الشان محل سمجھنا چاہیے جس میں بارہ کمرے ہوں اور ہر کمرے میں ایک مجلس ہو اور اس مجلس کے حاکم اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جس کی توضیح یہ ہے۔

کمرہ اول۔ اس میں ایک عظیم الشان شہنشاہ تشریف فرما ہیں کہ روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہان عرب و عجم، روم و شام، ایران و ہند و غیرہ ممالک کے دست بستہ ان کے سامنے حاضر ہیں اور تہذیب و مملکت قوانین جہاندارانی امور سلطنت و غیرہ ان سے دریافت کر رہے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں۔ اسکو وہ سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ وہ ان مجلس بادشاہوں کے بادشاہ کون ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

کمرہ دوم۔ اس میں ایک عظیم القدر جلیل الشان حکیم تشریف فرما ہیں کہ دنیا بھر کے حکماء ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔ علوم و سیاسیات، فرائض و آداب و اخلاق اور دیگر علوم حکمیہ کا استفادہ کر رہے ہیں، اور وہ اساتذہ کرام ہیں۔



ایک کو اس کی استعداد فہم کے مطابق تعلیم فرما رہے ہیں۔

کمرہ سوم۔ اس میں ایک جلیل القدر عظیم الشان قاضی القضاۃ بڑی تمکنت اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے دنیا بھر کے قاضی (جج) معاملہ فہم، موجد قوانین سپاہیہ و نواحیہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلہ جات و ارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں۔ وہ قاضی القضاۃ بھی حضور ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ چہارم۔ اس میں ایک مفتی متجرب مسند افتاء پر تشریف فرما ہیں اور علوم و فنون کے دریا، جو اس کے سینہ میں موجزن ہیں، رواں ہیں اور دنیا بھر کے محدثین، مفسرین، متکلمین، مقررین اس کے سامنے حاضر ہیں اور سب کے سب اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس چشمہ علم و حکمت سے سیراب ہو رہے ہیں۔ وہ مفتی متجرب بھی فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ پنجم۔ اس میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر رعب و جلال سے تشریف فرما ہیں اور احکام الہی سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوار ہے ہیں۔ کہیں زانی سنگسار ہو رہا ہے اور کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں۔ مسکرات کے استعمال کرنے والوں پر درے پڑ رہے ہیں۔ اور ظلم و تعدی کرنے والوں کو سزائیں ہو رہی ہیں۔ فسق و فجور کی رسومات مٹائی جا رہی ہیں۔ دغا بازوں، مکاروں اور فریبیوں پر سرنش ہو رہی ہے۔ یہ صاحب وقار محتسب بھی حضور علیہ السلام ہی ہیں۔

کمرہ ششم۔ اس میں ایک جلیل القدر، رفیع الصوت، خوش الحان قاری جلوہ افروز ہیں اور دنیا بھر کے قاری اس کے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے دست بستہ حاضر ہیں۔ فن تجوید، قرات سبعہ اور قواعد و قوانین، لب و لہجہ وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ عظیم الشان قاری بھی آپ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ ہفتم۔ اس میں ایک عابد و زاہد دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر تشریف فرما ہیں۔ صبح و شام، رات و دن میں ایک گھڑی تو کیا، ایک سانس ہی غفلت سے نہیں گزارتے۔ ہر وقت تسبیح و تہلیل اور اوراد و وظائف، فرائض و نوافل، ادعیہ صبح و شام میں مشغول و مصروف ہیں اور دنیا بھر کے عابد و زاہد اس کے حضور حاضر ہیں۔ عبادت و ریاضت اور طریقت کے



اصول و طریق وغیرہ حاصل کر رہے ہیں اور حکماء کی تعلیم و ترویج کا کام بھی ادا کر رہے ہیں۔ یہ عابد و زاہد بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
کمرہ ہشتم۔ اس میں ایک عارف کامل تشریف فرما ہیں کہ ذات و صفات کے اعتبار سے  
عالم ناسوت و ملکوت کے حقائق اس کے دل پر منکشف ہیں اور تمام دنیا کے عارف اس کی  
حضور عجز و انکسار سے حاضر ہیں اور حقائق و معارف اسرار و لاموز کی تعلیم ہو رہی ہے۔  
عارف کامل بھی وہی معدن اسرار کل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کمرہ نہم۔ اس میں ایک واعظ، عالم و فاضل منبر اطہر پر جلوہ افروز ہے اور لوگوں کی اردائیں  
و قلوب کو اپنے کلام مقدس کی تاثیر و انوار سے سرور و منور کر رہا ہے۔ کسی کو ثواب یا اجر جزا  
کی ترغیب سے راہ راست پر لا رہا ہے اور کسی کو عذاب قبر اور جہنم کے المناک حالات سے  
توبہ کر رہا ہے۔ ہزاروں دار آخرت کے درجات اور حیات جاودانی کے برکات سکھایا  
لا رہے ہیں اور ہزاروں بدکار عذاب قبر اور دوزخ کی سزاؤں کے حالات سن کر اپنی  
بدکاریوں پر نادم ہو کر توبہ کر رہے اور رو رہے ہیں، دنیا بھر کے عالم و فاضل اور واعظ اس  
کے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور طریق وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ واعظ اور  
عالم علم لدنی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ دہم۔ اس میں ایک مرشد کامل، صاحب طریقت و صاحب دل تشریف فرما ہیں  
جس کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے۔ ہزاروں نامراد، بامراد اور ہزاروں ناشاد، شان  
رہے ہیں۔ کہیں چور قطب بن رہے ہیں اور کہیں قطب غوث بن رہے ہیں۔ تمام دنیا کے  
مرشد کامل اس کے حضور خلقہ بگوش ہیں۔ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اسے سیراب کیا جا  
رہا ہے۔ وصول الی اللہ کے راستے حجابات دور کرنے کے طریقے، مقامات، احوال  
مراتب، توجہ، تاثیر، ذوق و شوق کیف و گداز، فنا و بقا وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ مرشد کامل  
بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ یازدہم۔ اس میں ایک اولوالعزم، رفیع المقام، خاتم نبیین، صاحب کتاب رسول  
مکرم تشریف فرما ہیں اور تمام رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت  
موسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور ان کی تعلیم و ترویج کا کام بھی ادا کر رہے ہیں۔



حاصل کر رہے ہیں اور وہ رسول مکرم، خاتم النبیین انکی شریعتوں کے احکام گھٹا بڑھا رہے ہیں اور سب رسول بسر و چشم قبول کر رہے ہیں اور انہیں اپنا امام اور سردار انبیاء تسلیم کر رہے ہیں وہ رسول مکرم، خاتم النبیین بھی جناب محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ دوازوہم۔ اس میں ایک پیکر نور، حسن ازل، نازنین محبوب، کعبے کی مانند تشریف فرما ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی تجلی نے اس گلابدن کے بدن اطہر کو اپنا مظہر و مسکن ٹھہرایا ہے۔ حسن ازل کے انواروں نے انوروشن کر کے خدا کی شان محبوبیت اس میں جلوہ گر رکھی ہے اور وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دلوں کا شکار کر رہا ہے اور لاکھوں اس ازلی حسن کے عاشق بڑی دور سے بغیر امید کسی منفعت اور بدون کسی خواہش کمال کے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی اپنی پیشانیاں اس کے آستانہ فیض پر گھستے ہیں اور اس کے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا، مگر اسی محبوب کے صدقہ سے بعض کو تھوڑا سا حصہ اس محبوب کی محبوبیت سے حاصل ہوا ہے اور جن کو اس محبوبیت سے کچھ ملا ہے، مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہو گیا ہے اور وہ محبوب ازلی بھی جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو ان بارہ مجلسوں میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو تو وہ خوب غور کرے اور سوچے کہ ان سب کاموں کی اصل کہاں سے ہے تو بیشک اسکو یقین آ جائے گا کہ یہ سب کارخانہ ایک جھلک ہے کمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انواروں میں سے۔ جیسے جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ اور پتہ پتہ سرسبز رہتا ہے اور جیسے دریا سے نکل کر نہریں چاروں طرف جارہی ہوتی ہیں، اسی طرح حقیقت میں سینہ بے کینہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبع ہے اور مخزن ہے تمام کمالات ظاہری اور باطنی کا۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض فوارے کی مانند چشموں کی طرح جاری ہے اور کائنات کے ہر فرد کو سیراب کر رہا ہے۔ (تفسیر عزیزی و حقانی ملخصاً)

تو اصل وجود آمدی از نخت

دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

**قلب مبارک**

حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کی وسعت، عظمت و جلالت اور رفعت شان



کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے۔ ہوا سر اور مخالف آپ کے قلب کے لیے اور وہ کسی اور کو عطا نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی اور کا قلب اس کا مشعل ہو سکتا ہے۔  
مبارک کی معجزانہ عظمت کے قربان۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةٍ  
اَللّٰهِ۔ (قرآن مجید ص ۱۸۷) کرکڑے کڑے ہو جاتا۔

مگر قلب شریف کا یہ بے مثل اعجاز ہے کہ یہی قرآن عظیم اپنی پوری عظمت و جلالت کے ساتھ اس قلب مبارک پر نازل ہوا، لیکن قلب مقدس کو نہ کوئی صدمہ پہنچا، نہ لغزش ہوئی بلکہ آپ کے قلب معظم نے سلامتی کے ساتھ اس بار امانت کو اٹھالیا۔

### بحالت نیند قلب بیدار

نیند کی حالت میں ہر شخص کی آنکھیں مچو خواب اور دل غافل ہو جاتا ہے مگر قلب منور یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ نیند کی حالت میں بھی قلب مقدس ہمیشہ بیدار رہتا تھا۔  
اِنَّهٗ كَانَ يَّقْظَنُ الْقَلْبَ دَائِمًا۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے۔ (شرطیہ ص ۱۸۹)

### نیند سے وضو نہ ٹوٹتا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ بغیر وتر پڑھے سو جاتے ہیں اور نیند سے بیدار ہو کر بلا وضو فرماتے وتر پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ عَيْنِي قَنَاصَانِ وَلَا يَنَامُ  
قَلْبِي۔ (بخاری مسلم ص ۱۸۴-۱۸۵ شرطیہ ص ۱۸۹) اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

یعنی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے۔ اس لیے میرا وضو ٹوٹ نہیں ہوتا۔



## دل کی آنکھیں اور کان

داری اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور آپ کاطن مبارک چاک کیا اور کہا۔ یہ دل مضبوط ہے اس میں دوکان ہیں، جو سنتے ہیں۔ دو آنکھیں ہیں، جو دیکھتی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، المقصی، الحاشر ہیں۔ آپ کی تخلیق مستحکم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۶۳)

جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے غسل دیا تو کہا۔

قَلْبٌ سَلِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تَبْصُرَانِ      قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور  
وَاُذْنَانِ سَمْعَانِ      بے عیب ہے۔ اس میں دو آنکھیں ہیں، جو  
(فتح الباری ص ۴۱۳)      دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں، جو سنتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان  
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

## دائمی ادراک

جب اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عادت حضور علیہ السلام کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرمادئے ہیں تو اب یہ کہہ کہ وراء عالم محسوسات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اور سننا احیانا ہے، دائمی نہیں، قطعاً باطل ہو گیا۔ جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا ادراک دائمی ہے تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیونکر عارضی اور احیانا ہو سکتا ہے؟  
(عروج المحبوب ص ۱۶)

## عظمت قلب

دل تو ہر انسان کے سینے میں ہے مگر حضور علیہ السلام کے سینہ مبارک میں وہ عظمت والا دل ہے کہ قرآن کریم نے اس کی مدح میں ارشاد فرمایا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى۔ (قرآن حکیم ص ۲۷)      دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔  
یعنی محبوب خدا کی مقدس آنکھ نے جو کچھ بھی دیکھا، حضور کے قلب منور نے کبھی اس



کی تکذیب نہیں کی۔ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی عیوب و کمالات مبارک کے ادراک کے موافق ہی رہا۔

ناظرین محترم! ہم اپنی آنکھوں سے سینکڑوں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن کی ہمارا قلب اسکو جھٹلا دیتا ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں کا دیکھا ہوا بسا اوقات غلط ہوتا ہے، اس لیے قلب اس کو قبول نہیں کرتا۔ مثلاً چلتی ہوئی ریل گاڑی پر سے ہماری آنکھوں کو ایسا نظر آتا ہے کہ درخت بھاگے جارہے ہیں مگر قلب ہماری آنکھوں کے اس دیکھے ہوئے کو جھٹلا دیتا ہے۔ اسی طرح سورج طلوع ہوتے وقت ہماری آنکھوں کو ایسا نظر آتا ہے کہ آفتاب زمین سے بہت چھوٹا ہے مگر ہمارا دل اسکو سراسر غلط سمجھتا ہے۔ کیونکہ آفتاب تو زمین سے ہزاروں گنا بڑا ہے۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ ہماری آنکھوں کے احساس اور قلب کے ادراک میں مطابقت ضروری نہیں۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک اور چشم منور دونوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ کی چشم منور اور قلب انور دونوں کے احساس و ادراک میں ہمیشہ مطابقت ہی ہوتی ہے۔ یعنی آپ کی آنکھ وہی دیکھتی ہے جو آپ کے علم قلب کے مطابق ہوتا ہے اور آپ کا قلب وہی جانتا ہے جو آپ کی نظروں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نسیان سے پاک

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری ہوتا ہے۔

مَنْ قَرَأَ نِکَ فَلَا تَنْسَیْ۔ (قرآن حکیم ۱۲/۳۰) محبوب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔  
آیت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کا علم نسیان سے پاک ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے نور العرفان و کثر العرفان)

ایک سوال کا جواب

احادیث صحیحہ سے آپ کے فعل میں سہو کا ذکر آیا ہے نہ چار صحیح حدیث ذوالتین سے حضور علیہ السلام کا دو رکعت پر سلام پھیرنا اور حدیث ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنا مذکور ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ان حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے



کیونکہ نسیان کا تعلق علم سے ہے اور سہو کا تعلق فعل سے ہے۔ لہذا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سہو واقع ہوا ہے، علم میں نہیں۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے افعال بھی سہو سے پاک ہیں اور نماز میں جو سہو ہوا، اس کے متعلق شرح احادیث فرماتے ہیں کہ یہ تعلیم امت کے لئے تھا۔ نیز مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

**میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں**

حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

إِنِّي لَا أَنْسِي وَلَكِنْ أَنْسَى۔

مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کر دیا جاتا ہے۔

(تشریح ص ۱۸۹) (تاکہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پائیں)

لیجئے! اب تفاسیر و احادیث مبارکہ سے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ آپکو سینہ اقدس و قلب مبارک کے علوم کا اندازہ ہو جائے۔

**زمین و آسمان کا علم**

حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دو شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں۔

رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ..... فَوَاضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔ (مطلوہ ص ۶۹)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ أَمْرٌ جَمِيعُ الْكَائِنَاتِ الَّتِي فِي السَّمَوَاتِ بَلْ وَمَا فَوْقَهَا

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ فافی السموات سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام



لَمَّا يُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْغُرَاجِ  
وَالْأَرْضِ هِيَ بِمَعْنَى الْجَنَسِ أَمْ وَ  
جَمِيعُ مَا فِي الْأَرْضَيْنِ الشَّيْءُ بَلْ  
وَمَا تَحْتَهَا كَمَا أَفَادَهُ أَخْبَارُهُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ مِنَ الثُّورِ وَالْحَوْتِ الَّذِينَ  
عَلَيْهَا الْأَرْضُونَ كُلُّهَا .....  
وَفُتِحَ عَلَى أَبْوَابِ الْغُيُوبِ -

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

کائنات کا علم مراد ہے اور اس سے  
سے استفادہ ہے اور الارض کسی جنس کی  
وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں اللہ  
سے بھی نیچے ہیں، وہ سب حضور علیہ السلام  
معلوم ہو گئیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ثور حوت کی خبر دینا، جن پر سب  
ہیں، اسکو مفید ہے..... اور پھر  
حضور علیہ السلام نے، مجھ پر اللہ تعالیٰ  
غیوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ  
فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین  
بود عبارت است از حصول تمامہ علوم  
جزوی و کلی و احاطہ آں۔  
(امعة المعات شرح مشکوٰۃ ص ۳۳۳)

احاطہ کرنے کی۔

## ہر چیز کا علم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔  
فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ -  
میرے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے  
پہچان لی۔

(ترمذی ص ۱۵۶، حاشیہ ص ۹، مشکوٰۃ ص ۷۲، مسکب اولیاء ص ۱۲۶)

اب اسی حدیث کے تحت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے  
فرمایا:



پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز اس علوم پس مجھ پر ہر قسم کا علم ظاہر ہو گیا اور میں نے  
و شناختم ہمہ را۔ (مجمع الممعات ص ۲۶۹) سب کو پہچان لیا۔

## اول آخر بتا دیا

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ۔ (بخاری ص ۴۵۳، مشکوٰۃ ص ۵۰۶)  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی ہے۔ ایک یہ کہ عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ دوسرے یہ کہ عالم کی انتہا کس طرح ہوگی۔ یعنی از روز ازل تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ و قطرہ بیان کر دیا۔ اسی حدیث پاک کی شرح میں امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلَسِ الْوَاحِدِ لِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنْ ابْتَدَأَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تَبْعَثَ۔ (فتح الباری شرح  
اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس پاک میں ساری مخلوقات کے تمام احوال کی ابتداء سے انتہا تک خبر دے دی۔

(بخاری ص ۴۰۷، مطبوعہ بیروت)

نیز اسی طرح کی شرح کے لئے اسی حدیث پاک کے تحت دیکھیے عینی شرح بخاری ص ۲۱۳/۷۔ ارشاد الساری شرح بخاری ص ۲۵۰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۱۱، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان۔



## ہر چیز کی خبر دی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ إِلَى  
يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَقِيقَةً مِّنْ  
حَقِيقَتِهِ وَنَسِيَةٍ مِّنْ نَّسِيَةٍ -

(بخاری ص ۹۹۷/۲، مسلم ص ۳۹۰/۲، مشکوٰۃ ص ۴۶۱،  
ابوداؤد ص ۱۲۶/۲، شفاء شریف عربی مصری ص ۱۸۲)

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ  
جَنَاحَيْهِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا -

(زرقانی شرح مواہب ص ۲۰۶/۷، شفاء شریف ص  
۲۸۳/۱ مصری)

## علم غدوای ارض تموت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرَعُ فَلَانِ غَدًا وَ  
وَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ وَهَذَا  
مَضْرَعُ فَلَانِ غَدًا وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى  
الْأَرْضِ فَقَالَ وَالِدِي نَفْسِي بِيَدِهِ  
مَا جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقامِ نبوت) میں ایک دن پہلے فرمایا کہ یہ ہے کل فلان کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا۔ اور یہ ہے کل فلان کے گرنے کی جگہ اور آپ نے دست مبارک کو زمین پر رکھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی جگہ سے ان کے ہاتھ سے نہ ہٹاؤں گا۔



(مسلم ص ۳۸۶، نسائی ص ۳۹۳، بخاری ص ۵۶۵، حاشیہ ص ۲، ابوداؤد ص ۲، وص ۱۰۳،  
خصائص کبریٰ ص ۱۹۹، کتاب آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۸، از مفتی محمد شفیع دیوبندی۔ کنز العرفان ص ۱۲۵)  
اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کا  
علم یعنی کل کیا ہوگا۔ اور بَاقِی اَرْضِ تَمُوتِ کا علم یعنی کون کس زمین میں مرے گا، کی  
اطلاع قبل از وقت فرمائی۔ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظ غَدًا یعنی کل کا علم  
ظاہر فرما دیا اور زمین پر دست مبارک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی  
ظاہر فرمادی۔

### علوم خمسہ

قیامت کب آئے گی؟ مینہ کب، کہاں اور کتنا برسے گا؟ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟  
کل کیا ہوگا اور فلاں کہاں مرے گا؟ ان پانچوں علوم کے متعلق علامہ احمد بن محمد الصاوی  
الماکی رحمۃ اللہ علیہ (التونی ص ۳۳) آیت مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے تحت فرماتے ہیں۔

ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا۔ لیکن  
کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جانتا اس  
سے کوئی مانع نہیں، جیسے انبیاء اور بعض اولیاء۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں  
گھیر سکتے۔ مگر جس قدر رب چاہے اور فرمایا  
کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا سوائے  
برگزیدہ رسولوں کے۔ پس اگر خدا تعالیٰ  
اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع  
فرمادے تو کوئی مانع نہیں۔ پس یہ علم نبی کا  
معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسی لئے علماء  
نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام دنیا  
سے تشریف نہیں لے گئے، یہاں تک کہ ان  
کو ان پانچوں علوم پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما  
دیا، لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔

أَنَّهُ مِنْ حَيْثُ ذَاتِهَا وَ أَمَّا بِأَعْلَامِ  
اللَّهِ لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَمَا الْأَنْبِيَاءِ  
وَبَعْضُ الْأَوْلِيَاءِ قَالَ تَعَالَى وَلَا  
يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا  
بِمَآ شَاءَ قَالَ تَعَالَى فَلَا يُظْهِرُ عَلَى  
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مِنْ ارْتَضَى مِنْ  
رَسُولٍ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَوْنِ اللَّهِ يَطْلُعُ  
بَعْضُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ عَلَى بَعْضِ  
الْمُغِيبَاتِ فَتَكُونُ مُعْجَزَةً لِلنَّبِيِّ  
وَكَرَامَةً لِلْوَلِيِّ وَلِلذَلِكَ قَالَ  
الْعُلَمَاءُ الْحَقُّ إِنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ نَبِيًّا  
مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى أَطْلَعَهُ عَلَى تِلْكَ  
الْخَمْسِ وَلَكِنَّهُ أَمَرَ بِكْتُمِهَا۔

(تفسیر صاوی علی الجلالین ص ۳۳۲)



حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

أَوْتِيَتْ عَلَّمَ كُلِّ شَيْءٍ وَحَتَّى الرُّوحِ  
وَالْخُمْسَ الَّتِي فِي آيَةِ إِنَّ اللَّهَ  
عِنْدَهُ عَلَّمَ السَّاعَةَ۔

(کشف المہجہ عربی مصری ص ۲۲۲) السَّاعَةُ میں ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم یجوری شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں کہ

لَمْ يَخْرُجْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ  
الدُّنْيَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ أَعْلَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
بِهَذِهِ الْأُمُورِ آيِ الْخُمْسَةِ۔ (ص ۹۱)

حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے  
مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان  
پانچوں غیوں کا علم بھی دے دیا۔

حافظ الحدیث علامہ احمد سلجماسی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سیدی عبدالعزیز

دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:

إِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِينَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ  
وغيرِهِمْ اِخْتَلَفُوا فِي النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَعْلَمُ  
الْخُمْسَ فَقَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
كَيْفَ يُخْفَى أَمْرُ الْخُمْسِ عَلَيْهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ  
أَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ أُمَّةٍ الشَّرِيفَةِ  
لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ هَذَا  
الْخُمْسِ۔

کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہ مسئلہ علوم خمسہ میں  
باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ علماء کا ایک گروہ  
کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا  
دوسرا انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟  
فرمایا رضی اللہ عنہ تے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
سے یہ غیب کیونکر مخفی رہ سکتے ہیں۔ حالانکہ  
آپ کی امت شریف میں جو اولیاء کرام اللہ  
تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف کر سکتے  
ہیں) وہ تصرف نہیں کر سکتے، جب تک ان

(الابرار شریف ص ۲۸۳ مصری)

پانچوں غیوں کو نہ جان لیں۔

حضرت علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث آیت إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عَلَّمَ السَّاعَةَ

فرماتے ہیں۔



وَلَكَّ أَنْ تَقُولُ إِنَّ عِلْمَ هَذِهِ  
الْخُمْسَةِ أَنْ لَا يَعْلَمَهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ  
لَكِنْ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ  
مُحِبِّهِ وَأَوْلِيَائِهِ بِقَرِينَةٍ قَوْلِهِ تَعَالَى  
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ عَلَى أَنْ يَكُونَ  
الْخَبِيرُ بِمَعْنَى الْمُخْبِرِ۔

(تفسیرات احمدیہ ص ۳۹۷)

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام  
میں یہ مشہور و معروف تھا کہ آپ کو غیبوں پر  
اطلاع ہے۔

قَدْ اِشْتَهَرَ وَانْتَشَرَ أَمْرُهُ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ أَصْحَابِهِ  
بِالْإِطْلَاعِ عَلَى الْغُيُوبِ۔

(زرقاتی علی المواہب ص ۱۵۵/۷)

غیب پر ایمان لانا ضروری ہے

علامہ احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جس پر ایمان لانا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ  
بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے  
نقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے  
آپ کو جمیع غیوب جو دنیا و آخرت میں ثابت  
ہونے والے تھے سکھا دیئے۔ آپ ان کو  
اس طرح جانتے ہیں، جس طرح کہ وہ ہیں  
بہ عین الیقین۔

وَالَّذِي يَجِبُ الْإِيمَانُ بِهِ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْتَقِلْ  
مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِجَمِيعِ  
الْمُغِيبَاتِ الَّتِي تُحْصَلُ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ فَهُوَ يَعْلَمُهَا كَمَا جِيَ عَيْنٌ  
يَقِينٌ۔

(تفسیر صاوی ص ۱۰۴/۲ مصری)

اعلان عام جو چاہو، پوچھو

حضرت علامہ خازن زیر آیت مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ (قرآن حکیم ص ۴۹)



فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر میری امت کی گنتی میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اللہ کے بندوں کی گنتی میں مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو بخشتی تو اللہ نے استہزاء کیلئے کہنے لگے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ وہ ان لوگوں کے کفر و ایمان کی گنتی نہیں ہے، جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اور ہم تو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہم سے جدا ہو چکا ہے۔ یہ خبر جب حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر اطہر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُوا فِي عَنْ شَيْءٍ وَفِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَأْتُكُمْ بِهِ۔  
(تفسیر خازن ص ۳۰۸/۱ - تفسیر حسینی قادری ص ۱۲۲/۱)  
(تفسیر نعیمی ص ۳۳۸/۲)

ان قوموں کا کیا حال ہے جو علم سے طعن کرتی ہیں۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق جو بھی تم سے پوچھو گے ہم تمہیں اس کی خبر دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
قَالَ اللَّهُ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا ذُفْتُ فِي مَقَامِي هَذَا۔  
(بخاری و مسلم)

خدا کی قسم اتم ہم سے کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھو گے، مگر ہم یہاں کھڑے ہو کر ہی انکی خبر دیں گے۔

ان احادیث کے الفاظ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ سے ثابت ہوا کہ کوئی شے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے خارج نہیں۔ کیونکہ شے نکرہ ہے اور نکرہ جزئی میں علوم کا فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ کتب اصول میں مبرہن ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔ سَلُّونِي عَمَّا شِئْتُمْ (بلا تہید۔ گلی طور پر) اور چاہو مجھ سے پوچھو خدا کی قسم! جس شے کا تم مجھ سے سوال کرو گے، میں اس مقام پر اس کا جواب دوں گا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا۔ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا اللہ! میرا باپ کون ہے؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا اللہ! میرا باپ کون ہے؟



نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔

(بخاری ص ۲۹۱، مسلم ص ۲۶۳/۲، کنز العرفان ص ۱۲۰۱، معالم التنزیل)

برادران گرامی! فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سُلوٰنِی عَمَّا شِئْتُمْ کا اعلان عام اس پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ کا علم (باعلام اللہ) اولین و آخرین، شرق تا غرب، فرش تا عرش، روز اول تا روز آخر، ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس کو محیط ہے۔ اور یاد رہے کہ جو کچھ بیان ہوا ہے، ہرگز ہرگز حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس و قلب مبارک کا پورا علم نہیں بلکہ آپ کے علوم کا تھوڑا سا حصہ ہے۔ امام شرف الدین بوسیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ      لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔

عقل حیراں ہے ادراک کو ہے جنوں      کیف ہے سر بہ سجدہ خرد سرنگوں  
کون پہنچا ہے تاحد سر دروں      دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں  
غنیہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَطْلَعَهُ عَلَى الْعَالَمِ      اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام  
فَعِلِمَ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا      عالم پر مطلع فرمایا تو آپ نے اولین و آخرین  
كَانَ وَمَا يَكُونُ۔      اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا تھا،

(شرح ام القرطبی خالص الاعتقاد ص ۳)

مَا كَانَ تَانِ مَا سَيَكُونُ      دیکھو قدرت گونا گونوں  
كُلُّ ذِي عِلْمٍ هُوَ رَاهِ نُمُونِ      صلی اللہ علیہ وسلم  
عِلْمُ الْقُرْآنِ بَعْدَ آيَا      عِلْمُكَ رَبِّ آپ سکھایا  
هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ شَانِ وَدِهَانِ      صلی اللہ علیہ وسلم

(حلیہ شریف)



## فوائد

- ۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو (ماکان وما یكون) جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا والا ہے، کل اشیاء کا تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کا علم نسیان سے پاک ہے اور آپ کا ادراک دائمی ہے۔
- ۳۔ یہ کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں طعنہ زنی کرنا اور نہ ماتنا منافقین کا کام ہے۔
- ۴۔ یہ کہ آپ کے قلب اور چشم کے ادراک میں مطابقت تھی۔
- ۵۔ یہ کہ دنیا کا کارخانہ اور تمام نظام عالم حضور علیہ السلام کے فیض و برکت سے چل رہا ہے۔
- ۶۔ یہ کہ جو کمال کسی کو ملا ہے اور ملے گا، اس کے منبع اور مخزن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔



## باب ۱۷

# شکم اقدس و فضلات مبارک

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا      اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام  
نور عین لطافت پہ الطف درود      زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام  
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود  
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام



حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سوا دلائل والحدیث کے لایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بہ غور) نہیں دیکھا۔ مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کہ تمہوں کی مانند تھا۔

(حصہ اول، ص ۱۷۱)  
ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی فقر و فاقہ کا شکوہ کسی سے فرمایا۔

(درقانی ص ۱۷۱)

یہ اختیاری فقر و فاقہ تھا جو حضور علیہ السلام کو غنا سے زیادہ پیارا تھا، ورنہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ خزائن ارض کی کنجیاں، اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اور کائنات کی ساری برکتیں آپ کے بے مثل ہاتھوں میں تھیں، جیسا کہ ہاتھوں کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے۔

ہر مرتبہ کہ بود چہ امکان بروست شمع  
ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برو تمام  
(مدارج النبوت ص ۱۷۱)

## فقر اختیاری

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری پتھریلی زمین کو تمہارے لئے سونا بنا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! نہیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ

ایک دن آسودہ رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں تو میری طرف زاری و حاجت کی آواز آئے اور دل و جان سے تجھ کو یاد کروں آسودہ رہوں تو میری

أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا فَإِذَا جِعْتُ  
تَضَرَّئْتُ إِلَيْكَ وَ ذَكَرْتُكَ فَإِذَا  
شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَ حَمِدْتُكَ۔

(درقانی ص ۱۷۲)



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین مکہ معظمہ میں کوہ صفا پر تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جبریل! قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے شام کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستوبھی نہیں ہوتا۔ بس یہ فرما ہی رہے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی۔ فرمایا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا کہ آپ نے ابھی جو کلام فرمایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے سنا۔

تو مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمر، یاقوت، سونا اور چاندی بنا دوں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی یہ کام کر دیتا ہوں۔ آپ کو اختیار ہے کہ چاہے، نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے۔ جبریل امین نے آپ کی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔

فَبَعَثْنِي إِلَيْكَ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَأَمَرْنِي أَنْ أَعْرَضَ عَلَيْكَ أَسِيرُ مَعَكَ جِبَالُ تِهَامَةَ زَمُرًا وَيَا قُوتًا وَذَهَبًا وَفِضَّةً فَإِنْ رَضِيتُ فَعَلْتُ فَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلَكًا وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا فَأَوْفَى إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ تَوَاضَعَ فَقَالَ نَبِيًّا عَبْدًا ثَلَاثًا۔

(زرقاتی علی المواہب ص ۳۲۲، مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

معلوم ہوا کہ یہ فقر وفاقہ آپ نے خود اختیار فرمایا تھا اور اسکو غنا پر ترجیح دی تھی ورنہ آپ مالک کونین تھے۔

مالک دین و دنیا ہو کر	دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکار دو عالم	صلی اللہ علیہ وسلم
عجز تو دیکھو اللہ اکبر	تکے کے بدلے اینٹ یا پتھر
اور سر سرکار دو عالم	صلی اللہ علیہ وسلم



## فقر وفاقہ کا عالم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ آپ اور آپ کے اہل بیت کئی راتیں پے درپے بھوکے گزارتے۔

وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ۔  
(ترمذی)

کھانا جو کھانا جو کی روٹی  
ان چھنا آٹا روٹی موٹی  
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا  
صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی سے  
پے درپے دو دن پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ  
آپ فوت ہو گئے۔ (یعنی ایک دن کھاتے  
تھے ایک دن نہیں)۔ (ترمذی)

اور میں آپ کے فاقے کی حالت کو دیکھ کر رو پڑا کرتی اور اپنا ہاتھ آپ کے پیٹ پر  
پھیر کر کہتی کہ فاقہ سے کیسا ادب گیا ہے۔

وَأَقُولُ نَفْسِي لَكَ الْهَدَاءُ لَوْ  
تَبَلَّغْتَ مِنَ الدُّنْيَا بِمَا يَقْوِيكَ  
فَيَقُولُ يَا عَائِشَةُ مَا لِي وَالِدُنْيَا  
إِنْ خَوَاتِي مِنْ أُولَى الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ  
صَبَرُوا عَلَى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هَذَا۔  
(شفا شریف ص ۸۲)

اور کہتی کہ آپ پر میری جان فدا ہو۔ دنیا میں  
سے اتنا تو قبول فرما لیجئے جو جسمانی قوت  
کے قائم رکھنے کو کافی ہو۔ تو فرماتے۔ عائشہ! مجھے  
دنیا سے کیا کام میرے بھائی اولوالعزم  
رسول تو اس سے بھی سخت حالت پر صبر کیا  
کرتے تھے۔

ستر آہے پردے نوری  
ہر دم رہندے خاص حضوری  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا



ہوا اور دیکھا کہ آپ نماز بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا بھوک کی وجہ سے۔ میں بے اختیار رونے لگا۔ فرمایا ”مت رو، جو شخص بہ نیت اجر و ثواب بھوکا رہے، قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہے گا۔“ (زرقانی ص ۳۱۹)

ناظرین گرامی! جس طرح آپ اور آپ کے اہلیت و ازواج مطہرات نے گزراں کی ہے، دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔

آسمان ملک اور جو کی روٹی غذا  
کن فکاں ملک اور جو کی روٹی غذا  
لامکاں ملک اور جو کی روٹی غذا  
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا  
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

### وصلی روزے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر افطار کئے روزے پر روزہ رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ جب کمزوری کے آثار ان میں نمایاں ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا۔

قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ  
كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي۔  
صحابہ نے عرض کیا۔ حضور آپ تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: بلاشبہ مجھ کو (باطنی طور پر) کھلایا اور پلایا جاتا ہے میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ (بخاری ص ۲۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ فِي الصُّومِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَيُّكُمْ يَمْلِكُ؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَ يَسْقِينِي۔  
کہ حضور علیہ السلام نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ خود تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: کون ہے تم میں میری مثل؟ میں رات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری ص ۲۶۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:



نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا إِنَّكَ  
تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ بِمِثْلِكُمْ إِنِّي  
أَطْعَمُ وَأَسْقِي۔

(بخاری و مسلم۔ کتاب الصوم)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم سے  
پر روزے رکھنے سے مواصِل نہیں ہوں۔ تم میری مثال  
کرام نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
خود تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: میں تمہاری  
مثل نہیں ہوں (یعنی میں تمہاری طرح  
ظاہری خورد و نوش کا محتاج نہیں ہوں) مجھے  
روحانی غذا کھلائی اور پلائی جاتی ہے۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں

صحیح بخاری و مسلم کی ان حدیثوں میں غور کیجئے کہ حضور فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ  
کرام سے فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ اور کون ہے تم میں میری مثل؟  
کیا وہ لوگ اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ نہیں پڑھتے تھے۔ ان کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ انہوں نے  
کیوں نہ کہا کہ ہم سب آپ کی مثل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو بے مثل اور  
بے نظیر مانتے تھے اور اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ کا مفہوم ان کے نزدیک وہ نہیں تھا جو آج کل  
کے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنے والوں نے سمجھا ہے۔ اہل ایمان کو صحابہ کرام کے اعتقاد  
سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مکیر . گرچہ پاخند در نوشن شیر و شیر .

(پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کرو۔ شیر اگرچہ لکھنے میں شیر (دودھ)

کا ہم شکل ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔)

شیر آں باشد کہ مرو اور اخورد

شیر آں باشد کہ مرو اور اخورد

(یعنی اگرچہ شیر اور شیر کتابت میں یکساں نظر آئے ہیں مگر شیر (دودھ) اور شیر (گوشت)

جس کو آدمی کھا جاتا ہے اور شیر وہ جانور ہے جس کو جانور کھا جاتا ہے۔)

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد



(اس غلط قیاس کے سبب سے تمام جہان گمراہ ہو گیا) (إلا ما شاء الله) اور  
شاؤ و ناؤ رہی کوئی شخص اللہ کے دوستوں سے واقف ہو  
اشقیارا دیدہ پینا نبود نیک و بد در دیدہ شاں یک نمود  
(بد بخت لوگ حق بین آنکھوں سے محروم تھے۔ اس لیے ان کی نظروں میں  
نیک و بد یکساں دیکھائی دیا)

ہم سری با انبیاء برداشتند اولیاء را ہنجو خود پنداشتند  
(اپنے غلط قیاس سے کبھی انہوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ کر دیا  
اور کبھی اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا)

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ماؤ ایشاں بستہ خواتیم و خور  
(اگر کسی نے اس سوء ادب پر اعتراض کیا تو کہہ دیا کہ ہم بھی انسان، وہ بھی انسان،  
ہم اور وہ دونوں سونے اور کھانے کے یکساں پابند ہیں۔ پھر فرق کیا ہوا؟)  
این ندانستند ایشاں از عیٰ ہست فرقے در میاں بے انتہی  
(مگر اندھوں نے اپنی کور باطنی سے یہ نہ دیکھا کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے)  
ہر دوگون زنبور خورد اندز محل لیک شد زان نیش و زان دیگر غسل  
(مثلاً ہر دو رنگ کے زنبوروں (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی نے) پھولوں اور شگوفوں کا رس  
ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس سے ڈنگ پیدا ہوا اور اس دوسری سے شہد)  
ہر دوگون آہو گیا خورد دندو آب زیں یکے سرگیں شد و زان مشک ناب  
(دوسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے ہرنوں نے ایک ہی طرح کی گھاس چری، اور ایک ہی  
گھاٹ سے پانی پیا، لیکن ایک میں تو میٹگنیاں بن گئیں اور دوسری میں خالص کستوری)  
ہر دو نے خورد مذاز یک آبخور آں یکے خالی و آں پر از شکر  
(تیسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوئے  
لیکن ایک کھوکھلا ہے اور وہ دوسرا شکر سے پر ہے۔)

صد ہزاراں ایں چنینی اشباہ بین فرق شاں ہفتا و سالہ راہ میں  
(ایسی ہی لاکھوں نظریں دیکھو گے، ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤ گے)



ایں خورد گرد و پلیدی زیں جدا  
قال خورد گرد و پلیدی زیں جدا  
(اسی طرح یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور وہ (نبی) جو کھاتا ہے  
تو وہ سب کا سب نور خدا بن جاتا ہے)

یہی وجہ ہے کہ حضور رحمت کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز بلکہ تمام فضائل و کمالات  
ظاہر تھے۔

## بول مبارک

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے ایک برتن  
میں پیشاب کیا۔ میں اٹھی اور پانی سمجھ کر پی گئی۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے  
جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی تو آپ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا: **لَنْ تَشْتَكِي وَجَعَ بَطْنِكَ بَعْدَ آجٍ** سے تجھ کو کبھی پیٹ کی کوئی بیماری  
**يَوْمِكَ هَذَا آيَدٌ** ہوگی۔

(دلائل النبوت ابو نعیم ص ۳۸۰۔ انوار محمدیہ للنہانی ص ۲۸۵، مستدرک ص ۶۳۴۔ زرقانی ص ۲۳۷۔ انصاف الکبریٰ  
ص ۵۳۹، شفا شریف ص ۳۲، کنز العمال ص ۱۳۰، ذکر البخیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۲۹۷۔ عروج المحبوب ص ۳۰  
نشر المطب ص ۱۶۲)

حضرات گرامی! یہ حضور علیہ السلام کا بول مبارک ہے جو پیٹ کی بیماریاں گنوار ہاے  
گو یا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک واقع الامراض ہے اور ایک یہ ہیں کہ جن  
کے تھوک کے لئے بویل گاڑیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ تھو کو مت۔ اس سے بیماری پھیلتی ہے  
گو یا حضور علیہ السلام کا بول مبارک بھی شفا اور ان کا لعاب دہن بھی وہا۔ پھر ان کی ہمسری  
کا دعویٰ کیا حقیقت رکھتا ہے۔

## جہنم سے نجات

طبرانی و بیہقی نے بسند صحیح حکیمہ بنت اسمیہ سے انہوں نے انکی والدہ سے روایت کی  
انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ مرثدہ نے حضور علیہ السلام  
کا بول مبارک پی لیا۔ جس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **هَذَا يَكْفِي جَهَنَّمَ**  
چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔



برکت نامی کنیر نے (جوام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی) حضور علیہ السلام کا بول مبارک پی لیا۔ جس پر آپ نے اسکو فرمایا کہ تو نے اپنے آپکو جہنم سے بچا لیا۔ (شفا شریف ص ۳۲۔ نثر الطیب ص ۱۶۲)

## بول مبارک پاک ہے

امام قاضی عیاض اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما ان حدیثوں کے لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَلَمْ يَأْمُرْ وَاحِدًا مِنْهُمْ بِغَسْلِ فَمِ  
وَلَا نَهَاهُ عَنْ عَوْدَةٍ۔ (زرقانی علی المواہب  
ص ۲۲۹/۳۲۔ شفاء ص ۳۲)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے نہ تو کسی سے کہا کہ اپنے مونہوں کو دھوؤ اور نہ ہی آئندہ کے لئے منع کیا۔

معلوم ہوا کہ امت کے حق میں حضور علیہ السلام کے فضلات مبارک طیب و طاہر، باعث برکت اور دافع الامراض ہیں۔ ورنہ حضور منع فرما دیتے اور یہی امام اس کے بعد فرماتے ہیں۔

الْحَدِيثُ هَذِهِ الْمَرْأَةُ الَّتِي شَرِبَتْ بَوْلَهُ صَحِيحٌ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۲۹/۳۲، شفا شریف ص ۳۲)

## خون مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنے لگوائے، جو خون مبارک نکلا، وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔

فَقَالَ إِذْ هَبْ فَقَدْ أَخَذَرْتُ نَفْسَكَ  
مِنَ النَّارِ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔  
جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچا لیا۔

(زرقانی ص ۲۲۹/۳۲، خصائص کبریٰ ص ۵۳۸/۲)

اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا خون مبارک پی گئے تھے، جبکہ چھپنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا کہ جاؤ باہر کہیں ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے۔ وہ باہر نکل کر پی گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا کیا کر آیا ہے؟ عرض کی کہ ایسی جگہ چھپا آیا



ہوں، جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔ فرمایا شاید آپ آج اس کو دیکھیں۔  
 کہ جس میں آپ کا خون ہوگا، اسکو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ فرمایا۔  
 آگ سے بچ گیا۔ پھر فرمایا۔ افسوس! ان لوگوں پر جو تجھے مل کر ہیں کہ اس کو دیکھیں  
 سے نہ بچے گا۔ (درقانی ص ۲۳۰، انصاف البکری ص ۳۱، شفا شریف ص ۸۶، تبلیغ نصاب ص ۸۵)  
**خون چوسنے سے جنتی**

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں حضور علیہ السلام کا مبارک  
 مبارک (رباعیہ زیریں جانب راست کا۔ نشر الطیب ص ۱۶۹) شہید ہوا تو لب مبارک  
 مجروح ہو گیا، جس سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے  
 دیکھا تو آگے بڑھ کر لب مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ وہ جگہ سفید ہو گئی  
 جب وہ چوس رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اسے پھینک دے۔ تو اس نے  
 عرض کی۔ واللہ! میں آپ کے خون مبارک کو زمین پر نہ پھینکوں گا۔ اور نکلتا ہی گیا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ  
 مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔  
 (درقانی علی المواہب ص ۲۳۰۔ انوار محمدیہ ص ۲۸۴)  
 تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کسی  
 آدمی کو دیکھنا چاہے، وہ اس شخص (مالک بن  
 سنان) کو دیکھ لے۔ جس نے میرا خون  
 لیا ہے۔

حضرت مالک بن سنان نے اس کے بعد  
 آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی لیا  
 آپ نے فرمایا: اسکو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔  
 (تبلیغ نصاب ص ۸۶، شفا شریف ص ۸۶، نشر الطیب  
 ص ۱۶۹)

ابن سکین و طبرانی نے اوسط میں اس طرح روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ اس کا خون  
 میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے، اسے جہنم کی آگ نہ لگے گی۔ (درقانی ص ۲۳۰)  
**خون مبارک کا ذائقہ**

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ



تھا؟ تو انہوں نے فرمایا۔ ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی تھی۔ (شرح شفا ملام علی قاری)  
کَمَاءٍ عَذْبٍ طَيِّبٍ۔ (نثر الطیب ص ۱۶۲) ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

نبی دا خون عمدہ شیریں والا  
مٹھا دودھ ماکھیوں تھیں نرالا  
عطر تھیں دودھ کے خوشبو اس تھیں آوے

لیا جس چوس جنت وچ سدھاوے  
برادران ملت! یہاں یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ خون کا حرام ہونا نص قطعی سے  
ثابت ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ۔ (قرآن حکیم ۲/۵)

کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ صحابہ کرام نے کسی آدمی یا جانور کا خون پیا ہو  
مگر حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کے خون مبارک کو  
پی لیا۔ حالانکہ وہ ایسی چیز بھی نہیں، جس کی طرف رغبت ہو، بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ بالطبع  
مکروہ ہے۔ اگرچہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کی حلت و حرمت کا بیان  
مقصود نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے کیوں پیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اگر یہ کہا جائے کہ محبت کی وجہ سے، تو یہ باور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ کیسا ہی دوست  
اور محبوب ہو، اس کا خون یا پیشاب پینا گوارا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ کوئی علامت محبت ہے۔  
معلوم ہوا کہ محبت کی وجہ سے انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اس کا منشاء کچھ اور ہی تھا اور وہ یہ  
تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جان گئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم  
مبارک، اور اجسام کے مثل نہیں ہے۔ وہ سراپا طاہر اور مطہر ہے اور اس میں وہ برکت اور  
فضیلت رکھی ہوئی ہے کہ کسی دوسرے جسم میں نہیں۔ چنانچہ وہ فضلات مبارک با برکت سمجھتے  
تھے اور پی جاتے تھے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ انکو اپنے باطن میں پہنچانا باعث ترقی  
روحانیت ہے۔

غور فرمائیے۔ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، جن کی فضیلت تمام امت مرحومہ  
پر نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ جب حضور علیہ السلام کے فضلات مبارک کو طیب و طاہر سمجھتے  
تھے تو کیا یہ ممکن ہے کہ معاذ اللہ وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہمسر سمجھتے



ہوں؟ واللہ! حضور تو کہاں، آپ کے بول و براز کی بھی، مسسری گئی ہو گئی۔

### بیت الخلا سے خوشبو

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ جب آپ واپس آتے ہیں تو میں اندر جاتی ہوں۔ مجھے وہاں اور تو کچھ نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

فرمایا۔ ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی روحوں کی صفت پر پیدا کئے جاتے ہیں (یعنی جنتیوں کی روحوں میں جو لطافت و پاکیزگی اور خوشبو ہوتی ہے، وہ ہمارے جسموں میں ہوتی ہے۔ اسلئے ہمارا بول و براز اور پسینہ وغیرہ خوشبو دار ہوتا ہے اور جس جگہ پر پڑتا ہے۔ اسے معطر کر دیتا ہے) اور ان سے جو کچھ نکلا ہے، اسے زمین اپنے اندر حلول کر لیتی ہے۔

قَالَ اَنَا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ قُنْبُثُ أَجْسَادُنَا عَلَى أَرْوَاحِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اسْتَلْعَتْهُ الْأَرْضُ۔

(زرقانی ص ۹۲۲/۳۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۷)

### زمین نکل لیتی اور خوشبو آتی

امام قاضی قاضی حیاض، علامہ زرقانی و علامہ منہاجی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام پاخانہ پھرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے پاخانے اور پیشاب کو نکل جاتی اور وہاں سے خوشبو نکلتی ہے۔

أَنَّهُ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْفَ يَتَغَوَّطُ انْشَقَّتِ الْأَرْضُ فَأَبْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ وَفَاحَتْ لِذَلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ۔

(انوار محمدیہ ص ۲۸۳۔ زرقانی علی الموابہ ص ۲۲۷/۲۲۸۔ شفاء شریف ص ۳۱)

(انوار محمدیہ ص ۲۸۳۔ زرقانی علی الموابہ ص ۲۲۷/۲۲۸)



قضائے حاجتوں حضرت جتھے جاندے زمین نکلے تے حلے خوشبودے آوندے  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَأْتِي الْخَلَاءَ فَلَا تَرَى مِنْكَ شَيْئًا مِّنَ الْأَذَى فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا عَلِمْتُ إِنَّ الْأَرْضَ تَبْتَلِعُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَلَا يَرَى مِنْهُ شَيْئًا۔

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب بیت الخلاء سے تشریف لاتے ہیں تو ہم کو وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو شے انبیاء سے نکلتی ہے۔ اس کو زمین نکل جاتی ہے اور اس میں سے کچھ دکھائی نہیں دیا کرتا۔

(شفا ص ۳۱۔ دلائل النبوت ص ۳۸۰۔ زرقانی ص ۲۸۸/۳۔ خصائص کبریٰ ص ۷۱۔ جواہر البحار ص ۹۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ کس از فضلہ ایشان بر روی زمین ندیدہ زمین می شکافت فرومی برد و ازاں زمین بوئے مشک می شمیدند۔

کہ کسی آدمی نے آپ کا فضلہ (براز) زمین پر نہیں دیکھا۔ کیونکہ زمین اسے نکل لیتی اور وہاں سے کستوری کی طرح خوشبو آتی۔

(تفسیر فتح العزیز ص ۳۰/۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین کا فضلہ مبارک کو نکل جانا اور وہاں سے خوشبو کا مہکنا غالباً اس لئے تھا کہ کوئی اس فضلہ مبارک کو دیکھنے نہ پائے اور اس کی طبیعت میں دوسرے لوگوں کے فضلات کی طرح نجاست و کراہت کا خیال پیدا نہ ہو، بلکہ طہارت و پاکیزگی کا تصور پیدا ہو۔

### تمام فضلات سے خوشبو

حضرت امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

وَأَمَّا طِيبُ رِيحِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَرْقِهِ وَ فَضْلِهِ فَقَدْ كَانَتِ الرَّاحَةُ الطَّيِّبَةُ صِفَتَهُ صَلَّى

بہر نوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریح مبارک، پسینہ اقدس اور حضور کے فضلات شریفہ کی مہکتی ہوئی خوشبو میں سب حضور کی



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ لَمْ يَمْسُ  
طَيِّبًا۔ (مواہب الدنیاس ۱۸۴)

ذات مقدس کی صفات میں سے ایک  
خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔

## غسل کا پانی پینے سے دوزخ حرام

سُئِلَ امْرَأَةٌ ابْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي هِيَ أَنَّكَ حَرَّمَ لِي غَسْلَ الْوُضُوءِ بِمَاءٍ شَرِبْتُ مِنْهُ  
فَقَالَ أَذْهَبِي فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ بِذَلِكَ  
عَلَى النَّارِ۔ (طہرانی شریف و خصائص کبریٰ)

تو فرمایا۔ جا تیری جسم پر آتش دوزخ  
ہوگئی۔

## تمام فضلات طیب و طاہر

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ عینی شاریح بخاری  
فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ و علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ  
دلائل سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلات طیب و طاہر تھے اور  
اس کو آپ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی شاریح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ تَكَاثَرَتِ الْأَدِلَّةُ عَلَى طَهَارَةِ  
فَضْلَائِهِ وَعَدَّ الْأَئِمَّةُ ذَلِكَ فِي  
خَصَائِصِهِ۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۱۸)

بیشک آپ کے فضلات شریف کے طیب و  
طاہر ہونے پر بڑی کثرت سے دلائل قائم  
ہیں اور آئمہ نے اس کو آپ کے خصائص میں  
شمار کیا ہے۔

حضرت امام بدرالدین عینی شاریح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ أَنَّ  
جَمَاعَةً شَرَبُوا أَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو طَيْبَةَ الْحَجَّامُ  
و غُلَامٌ مِّنْ قُرَيْشٍ خَجَمَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَبْدُ اللَّهِ

بے شک بہت سی حدیثیں اس بارے میں  
وارد ہوئیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے  
حضور علیہ السلام کا خون مبارک پیا اور ان میں  
ابو طیبہ حجام اور ایک قریشی لڑکا جسے  
خجہ نام لگایا تھا شامل تھے۔



بْنُ زُبَيْرٍ شَرِبَ دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُزَارُ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْجَلِيَّةِ وَ يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَرِبَ دَمَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ رَوَى أَيْضًا أَنَّ أُمَّ أَيْمَنَ شَرِبَتْ بَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَ إِذَا رَقُطْنِي وَ أَبُو نُعَيْمٍ وَ أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ فِي رَوَايَةِ سَلْمَى امْرَأَةِ أَبِي رَافِعٍ إِنَّهَا شَرِبَتْ بَعْضَ مَاءٍ غَسَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا حَرَّمَ اللَّهُ بَدَنِكَ عَلَى النَّارِ -

(عمدہ القاری شرح بخاری ص ۷۷۸)

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

صَحَّحَ بَعْضُ أَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ طَهَارَةَ بَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سَائِرِ فُضْلَاتِهِ وَ بِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ كَمَا نَقَلَهُ فِي الْمَوَاهِبِ اللَّدْنِيَّةِ عَنْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ. لِلْعَيْنِيِّ، وَ صَرَّحَ بِهِ الْبَيْهَقِيُّ فِي شَرْحِ الْأَشْبَاهِ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرَ تَطَافَرَتِ الْأَدِلَّةُ عَلَى ذَلِكَ وَ عَدَّ الْأَئِمَّةُ ذَلِكَ مِنْ

اللہ بن زبیر نے بھی آپ کا خون مبارک پیا ہے۔ روایت کیا ہے اسے بزاز، طبرانی، حاکم بیہقی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کا پیشاب مبارک پیا۔ اس حدیث کو حاکم، دارقطنی و ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابو رافع کی عورت سلمیٰ سے روایت کیا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو آپ نے اسکو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔

صحیح قرار دیا ہے بعض آئمہ شافعیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب مبارک اور تمام فضلات مبارکہ کی طہارت و پاکیزگی کو، اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا۔ جیسا کہ مواہب اللدنیہ میں عینی شرح بخاری سے نقل کیا ہے اور اس کی تصریح علامہ بیہقی نے شرح اشباہ میں فرمائی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ حضور علیہ السلام کے بول



خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
نَقَلَ بَعْضُهُمْ عَنْ شَرْحِ مَشْكُوتِهِ  
لِمَا عَلَى قَارِي أَنَّهُ قَالَ اخْتَارَهُ  
كَثِيرٌ مِنْ أَصْحَابِنَا وَأَطَالَ فِي  
تَحْقِيقِهِ فِي شَرْحِهِ عَلَى الشَّمَائِلِ  
فِي بَابِ مَا جَاءَ تَعَطُّرُهُ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

(رد المحتار شرح در مختار ص ۲۳۲)

مبارک اور نام مبارک پر لکھا ہے  
پاکیزگی پر قوی دلائل قائم ہیں اور  
اسکو حضور علیہ السلام کے خصائص کے  
شمار کیا ہے اور بعض علماء نے ملا علی قاری  
شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا  
کہ ہمارے اصحاب کا اس مسئلہ میں یہ ہے  
قول یہی ہے۔ کہ آپ کے جمیع فضائل  
مبارک کہ طیب و مطاہر ہیں اور ملا علی قاری نے  
شرح شمائل باب ما جاء تعطر عليه الصلوة  
والسلام میں طہارت، فضائل شریفہ کو ثابت  
کرنے میں پوری تحقیق کے ساتھ طویل کلام  
کیا ہے۔

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

لَاِنَّ الْعُلَمَاءَ ذَهَبُوا إِلَى طَهَارَةِ  
فَضَائِلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
(فیض الباری شرح بخاری ص ۱۸۹)

کہ علمائے امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے فضائل شریفہ کی طہارت کی طرف  
گئے ہیں۔

علمائے دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔

اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں  
جائے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے  
بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ سے ہمارے  
پاکیزہ خوشبو آتی۔ حضرت عائشہ نے اسی  
طریقہ روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے  
کے اول و اولاد کے طہارت سے لکھتے ہیں کہ  
مبارک اور نام مبارک پر لکھا ہے

وَرَوَى أَنَّهُ إِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ  
الْأَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ  
وَفَاحَتْ لِذَلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ  
كَذَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَلِذَا قِيلَ بِطَهَارَةِ  
الْحَدِيثَيْنِ مِنْهُ حُكَاةُ أَبِي بَكْرٍ بِنِ  
سَابِقِ الْمَالِكِيِّ وَأَبُو نَصْرٍ وَشَرِبُ  
مَالِكُ بْنُ سَنَانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ



وَمَصَّه فَقَالَ لَنْ يُصِيبَهُ النَّارُ  
وَشَرِبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زُبَيْرٍ دَمَ  
حَجَامَتِهِ وَشَرِبَتْ بَرَكَةُ بَوَلَّةَ وَ أُمُّ  
أَيْمَنَ خَادِمَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَ سَلَمٌ فَلَمْ تَجِدَاهُ إِلَّا كَمَاءٍ  
عَذِبٍ طَيِّبٍ - (شرائط ص ۱۶۲)

نے اس کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم  
احد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی  
گئے۔ آپ نے فرمایا: اسکو کبھی دوزخ کی  
آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ  
کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا، آپ کی  
خادمہ ام ایمن نے آپ کا بابرکت بول پی  
لیا تھا۔ سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں  
نفس پانی ہوتا ہے۔

برادران ملت! مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام  
فضلات مبارک طیب و طاہر ہیں اور ان کو نجاست و غلاظت کہنا بے ادبی و گستاخی ہے۔

### پسینہ مبارک

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔  
كَانَ عَرَقُهُ فِي وَجْهِهِ مِثْلَ الثُّلُوءِ  
مبارک سے موتیوں کی طرح گرتے جو  
کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتے۔  
(خصائص کبریٰ ص ۶۷۱)

حضور انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی  
دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لا کر آرام فرماتے۔ جب آپ سو جاتے تو آپکو پسینہ آ  
جاتا اور میرنی و الحمدہ پسینہ مبارک کی بوندوں کو شیشی میں جمع کر لیتیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا۔ اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟

قَالَتْ هَذَا عَرَقُكَ نَجَعَلُهُ فِي  
طِينِنَا وَ هُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ -  
(بخاری ص ۶۶۱ - مشکوٰۃ ص ۵۱۷ - انوار محمدیہ للہامی  
ص ۱۸۳ - خصائص مصطفیٰ ص ۶۹)

انہوں نے عرض کیا۔ یہ حضور کا پسینہ ہے۔ ہم  
اسے عطر میں ملا لیں گے اور یہ تو سب عطروں  
اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ



میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور مجھے پانی نہیں ہے، آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں۔ فرمایا کل ایک کھلے مہ ذالی چھٹی کے آگے دوسرے روز وہ شخص شیشی لے آیا۔ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈالنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنے اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگا لیا کرے۔

فَكَانَتْ إِذَا تَطَيَّبَتْ بِهِ يَشْمُ أَهْلُ  
الْمَدِينَةِ رَائِحَةً ذَلِكَ الطِّيبِ  
فَسَمُّوا بَيْتَ الْمُطَيَّبِينَ۔

پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگا لیا  
تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پکچشتی۔ یہاں  
تک کہ ان کے گھر کا نام بہت الْمُطَيَّبِينَ  
(خوشبودالوں کا گھر مشہور ہو گیا)۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۷۱، زرقاتی ص ۲۲۳/۲، انوار  
محمدیہ ص ۲۸۲۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واللہ جو مل جائے میری گل کا پسینہ

مانگے نہ کبھی عطر وہ پھر چاہے دہن پھول

اور مولانا غلام رسول صاحب اپنی عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

عجب خوشبوئی اس مڑکے دی آہی نہ عطر کستوری وچ اتنی پائی

کوئی بے بدن تے اک قطرہ لاوے جسے اسدے وچوں خوشبوئی آوے

نہ ہووے دھوتیاں دور عمر ساری رہے اولاد وچ بھی فیض جاری

کسی عاشق نے خوب کہا کہ۔

صبا نہ چھیڑ! ابھی سنبل و گلاب کا ذکر

کہ ہم نبیؐ کے پسینے کی بات کرتے ہیں

کبھی احتلام نہیں ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ

مَا اخْتَلَمَ نَبِيٌّ قَطُّ وَ إِنَّمَا الْإِخْتِلَامُ

مِنَ الشَّيْطَانِ۔



کا اثر نہیں۔

(جواہر البحار ص ۹۶۷، زرقانی ص ۲۳۹/۵، خصائص کبریٰ ص ۷۱۷)

## ختنہ و ناف مبارک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وُلِدَ  
مَخْتُونًا مَسْرُوْرًا اِیْ مَقْطُوْعُ  
نَافِ کَالْیَوْمِ یَیْوَدُ اَوَّلَ یَوْمِ

الشُّرَّةِ۔ (زرقانی ص ۱۲۳/۱۔ جواہر البحار ص ۹۶۷)

جدوں حضرت صاحب دنیا تے آئے

اوہ بے ختنہ تے بھی بے ناف آہے

علامہ جمال دین ابن محدث جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَضَعَتْهُ اُمُّهُ اَمِنَةً مَخْتُونًا مَكْحُوْلًا  
اُپ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے  
آپ کو ختنہ کردہ، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا،  
خوشبوؤں میں بسا ہوا خوش و خرم تولد کیا۔

(میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲ ص ۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ  
قَالَ مِنْ كَرَامَتِي عَلٰی رَبِّيْ اِنِّيْ  
وُلِدْتُ مَخْتُونًا وَلَمْ يَرٰ اَحَدٌ  
سِوَانِيْ۔  
حضرت علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی طرف  
سے یہ بھی میرے اکرام و اعزاز میں داخل  
ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور کسی نے  
میرے ستر کو نہیں دیکھا۔

(زرقانی شریف ص ۱۲۳/۱، کنز العمال ص ۳۰۱/۶)

نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی پیشوائے علماء غیر مقلدین کہتے ہیں۔ ”جب آپ

پیدا ہوئے، آسمان کی حراست (پہرہ داری) بڑھ گئی۔ رصد شیطین قطع ہو گئے۔ استراق سمع

سے منع کر دیئے گئے۔ ناف بریدہ و ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔“ (اشہاد العنبر یہ من مولد الخیر البریہ)

مولوی اشرف علی تھانوی علمائے دیوبند کے حکیم الامت لکھتے ہیں۔



وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُونًا مَقْطُوعَ السِّرَةِ  
مَكْحُولًا قَالَتْ اٰمِنَةٌ اُمَّةٌ وَلَدَتْهُ  
نَظِيفًا مَا بِهِ قَذَرٌ۔ (شرعیہ ص ۱۶۳)

اور آپ (ﷺ) کے والدین نے آپ کو پاک صاف بنا کر کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی۔

بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں جو  
تجھے اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں

در وقت تولد مختون پیدا شدن ناف بریده  
پاک و صاف ہرگز لوٹ نجاست بر بدن  
ایشاں نہ بود۔  
ولادت کے وقت آپ مختون پیدا ہوئے  
ناف بریدہ، نہایت پاک صاف کسی قسم کی  
نجاست و آلائش آپ کے جسم پر نہ تھی۔

(تفسیر فتح العزیز ص ۲۱۸ پارہ ۴۔ الانسان فی القرآن ص ۱۵۸)

## فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک و مختار ہو کر فقر و فاقہ خود اختیار فرمایا تھا۔ یہ اختیاری فقر تھا نہ کہ اضطراری، ورنہ خزائن ارض و سما کی کنجیاں اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اور کائنات کی ساری برکتیں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں میں تھیں۔
- ۲۔ یہ کہ آپ ہماری طرح ظاہری خورد و نوش کے محتاج نہ تھے اور آپ کا کھانا پینا تعلیم امت کے لئے تھا۔
- ۳۔ یہ کہ آپ ہماری مثل نہیں بلکہ بے مثل و لا نظیر ہیں۔
- ۴۔ یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز اور خون مبارک و دیگر فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں۔ انکو نجاست و غلاظت وغیرہ کہنا بے ادبی ہے۔
- ۵۔ یہ کہ آپ ختنہ شدہ، ناف بریدہ، سرمہ لگے ہوئے صاف و نظیف پیدا ہوئے۔
- ۶۔ یہ کہ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔ اور آپ کی ستر کی جگہ کو کسی نے نہیں دیکھا۔



## باب ۱۸

# زانوائے مقدس و پائے مبارک

انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور      زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام  
ساق اصل قدم شاخ نخل کرم      شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام  
کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم  
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام





حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مقدس، دونوں مبارک مبارک پاؤں مبارک  
دو پائے مبارک نرم اور پر گوشت تھے۔ خوب صورت ایسے کہ کسی انسان کے ایسے ہاتھ  
جب چلتے تو قدم مبارک کو قوت اور وقار اور تواضع سے اٹھاتے۔ جیسا کہ اہل بیت  
شجاعت کا قاعدہ ہے۔

### پنڈ لیاں مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ فِي سَاقِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوشَةٌ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈ لیاں  
لطیف و نازک تھیں۔

### قدم مبارک

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے پائے مبارک  
کے درمیانے حصے میں خم نہ تھا اور چلتے وقت پاؤں مکمل زمین پر پڑتے تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۱۷۶)  
بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ کا نشان قدم ناتمام نہ رہتا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۷۵)  
پلیاں نرم قدم بھی بھارے دھرتی اتے لگن سارے  
رب قدرت اپنی نال سنوارے صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ الْبَشَرِ قَدَمًا۔ (ذرقانی علی المواہب ص ۱۹۸/۳)  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک  
سب سے زیادہ حسین تھے۔

(انوار محمدیہ ص ۱۷۶)

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ قریش ایک کاہن کے  
پاس گئے اور اس سے کہا۔ ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب موت ہو سکتا ہے؟  
اس نے کہا کہ زمین کو چادر سے صاف، اور یہ نکال کر کے اس پر چلو۔ میں نشان قدم رکھ  
کر بتا دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے زمین کو صاف کیا اور اس پر چلے تو کاہن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم



السلام کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص منصب نبوت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے اور تقریباً بیس سال بعد حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۷۰/۱)

## رفقار مبارک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ میں نے تیز چلنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا (جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا) کہ گویا زمین آپ کے لئے لپٹی جا رہی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ دوڑا کرتے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے اور آپ با سانی بے تکلف چلتے (مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے)

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطَوَّى لَهُ إِنَّا لَنَجْهَدُ أَنْفُسَنَا وَ إِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرَبٍ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔ نثر الطیب ص ۱۶۴)

ابن سعد نے یزید بن مرثد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو آپ کی رفقار تیز ہوتی۔ حتیٰ کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۷۱/۱)

## پتھر پر نشان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے)

إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَشَى عَلَى الصَّخْرِ غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيهِ۔

(ذرقانی ص ۱۹۷/۴)

جدوں حضرت قدم پتھر تے لاون  
لگن تلیاں تے پتھر منوم ہو جاوون



جس پتھر پر حضور علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا، اب بھی اس پتھر میں نشان  
ایک جگہ سرکار کے پاؤں مبارک کا نشان بمعہ نعلین پاک موجود ہے۔ (حدیث صحیح)  
حضرت امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ یوم احد مشرکین سے پوشیدگی کے لئے حضور  
السلام نے اپنا سر مبارک ایک پہاڑ کی جانب مائل فرمایا تو  
فَلَيْنَ اللّٰهُ الْجَبَالُ۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو نرم کر دیا۔

اسی طرح مکہ معظمہ میں ایک پتھر ہے جس پر نماز میں حضور علیہ السلام نے استراحت  
فرمائی تو پہاڑ نرم ہو گیا اور اس میں آپ کی کہنیوں اور بازوؤں کے نشان آ گئے۔

(دلائل نبوت ص ۱۰۷)

برادران ملت! حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ کہ آپ کے ہاتھوں میں لوہا نرم  
جاتا تھا۔ (قرآن حکیم ۲۲/۸) اس میں شک نہیں کہ یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے مگر حضور سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر کا نرم ہو جانا لوہے کے نرم ہونے سے بدرجہا افضل و اقویٰ  
ہے۔ کیونکہ لوہا پگھلا کر بھی نرم کیا جاسکتا ہے، لیکن پتھر کے نرم ہونے کی کوئی صورت ہی  
نہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کے مقدس جسم میں پتھر کو نرم کر دینے کی تاثیر ہے، اس  
کے لئے لوہے کو نرم کر دینا کیا مشکل ہے۔

سلف صالحین اور نشان قدم

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حج  
پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک  
قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور ان میں  
بعید نشان قدم مبارک پڑ جاتا۔ چنانچہ ان  
پتھروں کو محفوظ کیا گیا ہے، جو کہ اب بھی  
موجود ہیں۔ یہی سنت اقدس اور معجزہ نبوی  
ہے۔ ان کے بارے میں ہمارے ایک اور کتاب

اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي  
بَعْضِ الْاَحْيَانِ اِذَا مَشَى غَاصَ  
قَدَمُهُ فِي الْحِجَارَةِ بِحَيْثُ بَقِيَ  
ذٰلِكَ اِلَى الْاَنِ وَارْتَسَمَ فِيْهَا مِثَالُهُ  
بَعِيْنُهُ وَالنَّاسُ تَتَبَرَّكُ بِهٖ وَتَزُوْرُ  
وَ تَعْظِيْمُهُ كَمَا فِي الْقُدْسِ وَ نَقَلَ  
مِنْهُ فِي مِصْرٍ فِيْ اَمَاكِنٍ مُّتَعَدَّةٍ



حَتَّى قِيلَ إِنَّ السُّلْطَانَ قَاتِبِيَّيْ  
اِشْتَرَاهُ بِعِشْرَيْنَ أَلْفَ دِينَارًا  
وَأَوْصَى بِجَعْلِهِ عِنْدَ قَبْرِى وَهُوَ  
مَوْجُودٌ إِلَى الْآنَ۔  
(نیم اریاض۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۵۳) وہاں موجود ہے۔

### ایک شبہ کا ازالہ

حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا نرم ہو جانا اور ان میں نشان قدم پڑ جانا ایک حقیقت ہے۔ لیکن بعض لوگ اس حقیقت کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي  
بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ، فِيهِ  
آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ  
(قرآن حکیم ۱۲۴)  
بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا، وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہان کے واسطے (سرچشمہ) ہدایت ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے اور یہ وہ پتھر ہے، جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا، ترمٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم مبارک اس میں نقش ہو گیا اور یہ خاص قدرت الہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں سختی پیدا کر دی اور وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا۔

ثُمَّ إِنَّهُ تَعَالَى أَبْقَى ذَلِكَ الْحَجَرَ  
عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِمْرَارِ وَالذَّوَامِ  
فَهَذِهِ أَنْوَاعٌ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجِيبَةِ  
پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے باقی رکھا ہے تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں



وَالْمُعْجَزَاتِ الْبَاهِرَةِ أَطْهَرَهَا اللَّهُ  
تَعَالَى فِي ذَلِكَ الْعَجَبِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ  
اثر قدمہ فی المقام ایۃ بیئۃ۔  
(تفسیر ابن جریر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا  
مبارک قدموں کا اس پتھر میں نشان ہو جانا  
یہ روشن نشانی ہے۔ (جسے اللہ تعالیٰ آیات  
بینات فرما رہا ہے)

اور وہ پتھر ابھی تک مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم میں موجود  
ہے۔ پس ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا  
نرم ہو جانا ایک حقیقت ہے، جس کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

### پتھر سے درخت

اہل طائف نے حضور علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا کہ اگر پتھر سے ایک درخت عظیم  
الشان میوہ دار نکلے (اگے) تو ہم سب آپ پر ایمان لائیں گے۔ فخر و عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اپنے مبارک قدم پتھر پر رکھے تو قدرت الہی اور آپ کے مبارک قدموں کی  
برکت سے اسی وقت پتھر سے درخت میوہ دار نکلا۔ اکثر اہل طائف اس عجیب معجزہ سے  
ایمان لا کر مسلمان ہو گئے۔  
(احیاء القلوب ص ۱۰۰، قصص الانبیاء ص ۲۶۲)

### پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ مقام ذی الحجاز میں تھے۔ یہ مقام عرقہ سے تین میل  
کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ہر سال مٹھی لگتی ہے۔ حضرت ابوطالب کو پیاں لگی تو  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَطَشْتُ وَ لَيْسَ عِنْدِي مَاءٌ فَنَزَلَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
انہوں نے حضور علیہ السلام سے کہا اے نبی کریم  
میں بے پانی ہوں اور میرے پاس پانی کے گلاس  
نہیں ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا



فَضْرَبَ بِقَدَمِهِ الْأَرْضَ فَخَرَجَ اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین  
الْمَاءُ فَقَالَ اشْرِبْ۔ (زرقاتی ص ۱۷۰) سے پانی نکلنے لگا۔ فرمایا: اے چچا! پانی پی لو۔  
ایک دفعہ آپ نے اپنے وضو کا پانی چاہ قبا میں ڈالا تو اس کے بعد اس کا پانی اتنا بڑھا  
کہ پھر کبھی خشک نہ ہوا۔ (شفا شریف)

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات  
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

### أحد پہاڑ کا ہلنا بند

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مع حضرت ابوبکر و حضرت عمرو  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہم أحد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو پہاڑ جوش مسرت سے ہلنے لگا۔  
فَضْرَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اثْبُتْ فَإِنَّمَا مارا اور فرمایا۔ ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک  
عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَان۔ صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳، حاشیہ ۳، خصائص مصطفیٰ ص ۸۰۔ بخاری شریف۔ انوار محمدیہ ص ۳۳۸۔  
استیعاب قسم الثلث ص ۱۰۳۹۔ معجزات مصطفیٰ ص ۱۲۶۔ خصائص کبریٰ ص ۷۷۱)

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا  
رکتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر! ایڑیاں

مندرجہ بالا حدیث پاک سے جہاں قدم شریف کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، وہاں حضور  
علیہ السلام کا علم خداداد علم غیب شریف بھی عیاں ہو رہا ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ (مغاذ اللہ)  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور کل کی بھی خبر نہیں۔ مگر آقائے دو عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کئی برس بعد میں ہونے والے واقعہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما  
کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں۔ کسی اہل محبت نے کیا خوب کہا ہے۔

تو دانائے ماکان اور مایکون ہے  
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

حضور علیہ السلام کے قدم مبارک وہ مقدس قدم ہیں، جو شب معراج عرش کے بھی



اوپر تھے۔

زہے عزت و اعتلائے محمد

کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

اور ان ہی مبارک قدموں کی برکت سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو شرفِ زائرین پہنچا  
ہوا اور یہی وہ مبارک قدمِ میمنتِ نذوم ہیں، جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے  
دیا کرتے تھے۔

ہاتھ پاؤں چومنا

حضرت زراع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوئے۔

فَاَخَذَنَا بِيَدَيْهِ وَرَجَّلَيْهِ نَقَبْلَهَا۔  
(بخاری فی الادب المفرد ص ۱۴۴) تو ہم نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں  
کو بوسہ دیا۔

حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ  
آئے۔

فَنَقَبِلُ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجْلَهُ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۲) تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور  
پاؤں چومے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
معجزہ طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کہ اس درخت سے کہہ کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلاتے ہیں۔ اس نے جب اس درخت سے کہا تو وہ درخت اسے  
دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے جھکا تو اسکی جڑیں ٹوٹ گئیں اور وہ زمین کھودا اور اسکی  
جڑیں کھینچتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آکھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

اعرابی بولا کہ اب آپ اسے حکم فرمائیے کہ یہ اسی جگہ ٹوٹ جائے۔ آپ نے حکم فرمایا  
تو وہ ٹوٹ گیا اور اپنی جڑوں پر جا کر سیدھا کھڑا ہوا اور اعرابی نے کہا کہ اے خداوندی



کہ میں آپکو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کسی کو میں حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

قَالَ فَإِذَا لِي أَنْ أَقْبَلَ يَدَيْكَ  
وَرَجْلَيْكَ فَإِذَا لِي۔  
ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیں تو

(شفاء ص ۱۳۹، دلائل النبوت، ابو نعیم ص ۳۳۲) آپ نے اس کو اجازت دے دی۔

حضرت مولانا محمد قطب خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معدن الجواہر میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ (تقبیل) کی اصل ایک یہ جواب دواؤد نے باب مَا جَاءَ فِي قِبْلَةِ بَعْضِ الْجَسَدِ میں حضرت زراع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لَمَّا قَدَرْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ  
مِنْ رَوَاحِلِنَا فَتَقَبَّلُ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجْلَيْهِ۔  
جب ہم مدینہ شریف کو آتے تھے تو اپنی اپنی سوار یوں سے جلد جلد اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔

دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا۔ چل اس نبی سے کچھ پوچھیں۔ اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ، اگر وہ سن لے گا تو بڑا خوش ہوگا۔ پھر آپ کی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوا حکام کا سوال کیا کہ کیا کیا تھے؟ آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا انہوں نے اسکی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ ہم آپ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

تیسرے یہ جو متن میں حدیث مذکور ہے۔ (رحمۃ الرحمن شرح قصیدۃ العمان ص ۶۶)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ عَلِيًّا يَقْبَلُ يَدَ الْعَبَّاسِ  
وَرَجْلَيْهِ۔ (ادب المفرد ص ۱۳۳)  
میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔

حضرت ابن جدعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا۔



اَمْسَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ قَالَ نَعَمْ۔

(بخاری فی الادب المفرد ص ۱۴۲)

کے ہاتھ کو چوم لیا۔

برادران ملت! بعض لوگ بزرگان دین کے ہاتھوں اور پاؤں کے چومنے کو عبادت کا پوجا وغیرہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ ان کو مذکورہ بالا صحیح روایات میں غلطی کے دل سے غور کرنا چاہئے کہ اگر دست بوسی و قدم بوسی شرک وغیرہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس کی اجازت نہ دیتے اور نہ ہی صحابہ کرام اسکو بھی کرتے۔ معلوم ہوا کہ دست بوسی و قدم بوسی تعظیم ہے، عبادت و پوجا نہیں۔ اگر اسکو عبادت کہا جائے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دینے اور صحابہ کرام پر غیر اللہ کی عبادت کرنے کا بیجا اللہ الزام عائد ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس دین حق کو لے کر آئے تھے۔ اس دین کی بنیادی تعلیم ہی یہی ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہے ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ دست بوسی و قدم بوسی ہرگز ہرگز عبادت نہیں بلکہ تعظیم ہے۔ جو قطعاً جائز ہے۔

عبادت تو اس وقت ہوتی ہے جبکہ کسی کو الہ (معبود) اور اوصاف الوہیت سے موصوف مانتے ہوئے بہ نیت عبادت اس کے آداب بجالائے جائیں۔ اور کوئی مسلمان اللہ کے سوا کسی کو الہ (معبود) نہیں مانتا بلکہ وہ صدق دل سے کہتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پھر اس پر غیر اللہ کی عبادت یا پوجا کرنے کرانے کا الزام کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ نیز دست بوسی و قدم بوسی بغیر جھکے ہو نہیں سکتی تو معلوم ہوا مطلقاً جھکنا شرک تو کیا ناجائز بھی نہیں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ و رکوع کرنا بہ نیت تعظیم بھی حرام ممنوع ہے لیکن قدم بوسی کے لئے جھکنا حرام و ناجائز نہیں۔ گوکہ نیت سجدہ و رکوع کی نہیں ہوتی۔

آپ کی سواری کے جانور

امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ آپ کے فضائل میں سے ہے۔



اَنَّ كُلَّ دَابَّةٍ رَكِبَهَا بِقِيَّتٍ عَلَى  
الْقَدْرِ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ وَلَمْ تَهْرُمْ  
بِبَرَكَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(خاص کبریٰ ص ۶۷۲) نہ ہوئے۔

مجھ کو بھی پائمال کر عمر تری دراز ہو

مست خرام ناز ادھر مشق خرام ناز ہو

حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن چوپاؤں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
خوار ہوئے، آپ کی سواری کی حالت میں انہوں نے کبھی پیشاب وغیرہ نہ کیا اور نہ ہی وہ کبھی  
بیمار ہوئے۔ (منعمون فی الفقہ) (قصص الانبیاء ص ۴۲۳)

رہن اسوار گھوڑے یا شتر دے

اوہ گواہ بول اوتنے تک نہ کر دے

### ٹھوکر سے شفا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
بیمار ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت بخش۔

ثُمَّ ضَرْبَةً بِرِجْلِهِ فَمَا أَشْتَكِيَ ذَلِكَ  
الْوَجْعَ بَعْدَ۔ (دلائل النبوت ج ۱ ص ۳۸۵)

سبحان اللہ! ٹھوکر کا یہ اثر ہوا کہ اسی وقت بیماری دور ہو گئی، اور اس کے بعد کبھی بیمار نہ

ہوئے۔

ٹھوکر پیر دی جس تائیں مارن

شفا ہووے تے مرضاں کل و نجاون

### قیام شب

یہی وہ مبارک پاؤں ہیں جو قیام شب میں درم کر آتے تھے۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ  
عنہ فرماتے ہیں:



صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَلَقِيلَ لَهُ  
اَتَتَكَلَّفَ هَذَا وَقَعَدَ حَقْرَ اللَّهِ لَكَ  
مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرُ قَالَ  
اَقْلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

(مثال زدی) ہیں۔ فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ماند شب ہا چشم او محروم نوم  
تابہ تخت خسروی خوابید قوم

انہی مبارک قدموں کے بارے میں شاعر اہلسنت جناب اختر الحامدی صاحب یوں  
رقطراز ہیں۔۔

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم ، جنکی عظمت نہیں عرش اعظم سے کم  
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم  
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام  
مصطفیٰؐ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

### نوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم بہت ہی خوبصورت، بابرکت اور نازک  
ہیں۔ بیماریوں اور کمزوریوں کو دفع کرنے والے ہیں۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کے مبارک قدموں کے نیچے پتھر نرم ہو جاتے تھے۔
- ۳۔ یہ کہ جس جگہ یا پتھر پر بھی حضور علیہ السلام کے قدم مبارک آئے وہ قابل تعظیم ہے۔  
مومن اس کی تعظیم کرتے ہیں اور نفع و برکت حاصل کرتے ہیں۔
- ۴۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اپنے مبارک قدموں کی ایک ٹھوکر سے قحطی ختم فرما دیتے۔
- ۵۔ یہ کہ بزرگان دین کے ہاتھوں اور پاؤں کو تعظیم اللہ کے ساتھ ہی ہے۔
- ۶۔ یہ کہ سید المصومینؑ ہونے کے باوجود آپؑ کی شان و کرامت ان کے برابر ہے۔



## باب ۱۹

### قدمُبارک و جسم بے سایہ

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریان      اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام  
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت      ظلِ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام  
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں  
اس سرتاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام



حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قدم والے تھے بلکہ میانہ قد تھے۔ مگر جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو سب سے بلند سر اڑھتے اور ان میں یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے اور جب ان کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر بھی لگے۔ اس سے کوئی اونچا یا بڑا معلوم نہ ہو۔ (خاص کبریٰ ص ۱۱۱)

میانہ قد سوہنا سارا  
چٹا رنگ دیوے چمکارا  
نقشہ صورت اپر اپارا  
صلی اللہ علیہ وسلم

### میانہ قد

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ السلام کے وصف بیان کرتے تو فرماتے:  
لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْمُمَحِطِ وَلَا  
بِالْقَصِيرِ الْمُتَزِدِّدِ وَكَانَ رُبْعَةً مِّنَ  
الْقَوْمِ۔ (مقلوہ ص ۵۱۷)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالذَّهَبِ طَوْلًا وَفَوْقَ  
الرُّبْعَةِ إِذَا جَامَعَ الْقَوْمَ غَضُوهُمْ۔  
(درقانی ص ۱۹۸/۴۔ خاص کبریٰ ص ۱۱۱)

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ اکیلے چلتے تو متوسط القامت دکھائی دیتے اور جب آپ کے ساتھ کوئی اونچے قد والا چلتا تو آپ اس سے لمبے معلوم ہوتے۔ آپ کے اعضاء مربوط و مضبوط تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۱۷۶، شریطی ص ۱۴۱)

امام ابن سیع اور زرین نے آپ کے خاصائص میں ذکر فرمایا ہے۔

أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَلَسَ يَكُونُ كَنِيفَةٍ  
أَعْلَىٰ مِنْ جَمِيعِ الْجَالِسِينَ۔  
(کہ جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو ان کے



(زرقانی ص ۲۰۰/۲ - خاص ص ۱۶۹/۱ - جواہر البحار ص ۹۶۷)

جس پہ قربان ہیں طوبیٰ کی رعنائیاں      حسن موزونیت کی فدا جس پہ جان  
جس کا روح الامین بلبل مدح خواں      طائران قدس جس کی ہیں قمریاں

اسی سہی سروقامت پہ لاکھوں سلام

جس کی توصیف وانجم لفظ صفا      جس کی تفسیر واشتمس اور واضحی  
جس کی تعریف مطلق جمال خدا      وصف جس کا ہے آئینہ حق نما

اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

سایہ حق کے ہمسایہ مرحمت      گنج رحمت کے سرمایہ مرحمت  
شرح نورانی آیہ مرحمت      قد بے سایہ کے سایہ مرحمت

ظل مدد و رافت پہ لاکھوں سلام

### جسم بے سایہ

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بشری جسم اطہر کو ایسا لطیف و نظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عصری اور مادی کثافت نہ تھی۔ بلاشبہ آپ کا جسم اقدس تمام مادی کثافتوں سے پاک اور سراپا نور تھا۔

حضرت علامہ امام ابن حجر کی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمَا يُتَوَقَّدُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ نُورًا اللَّهُ كَانَ إِذَا مَشَى فِي الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّهُ لَا يَظْهَرُ إِلَّا لِكَثِيفٍ وَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَلَصَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ مَنَائِرِ الْكُثَافَاتِ الْجَسْمَانِيَةِ وَخَيْرُهُ نُورًا مِزْفَالًا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور محض ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جب حضور سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس لیے کہ سایہ کسی چیز کی کثافت سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام کثافت جسمانیہ سے مبرا رکھا اور حضور کو محض نور فرمایا۔ آپ کا سایہ بالکل



يُظْهِرُ لَهُ ظِلُّ أَصْلًا خَرُوكَ لِلْعَادَةِ۔

(فضل القرئی ص ۷، شرح ہمزہ ص ۱۲)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور اعلیٰ اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست چوں لطیف ترے از ذی صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور اسایہ چہ صورت داد؟ (مکتوبات شریف ص ۱۲۷/۱۲۸)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس میں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر شخص سے اسکا سایہ لطیف ہوتا ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ کائنات میں ان سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

حضرت امام عبد اللہ بن مبارک و علامہ حافظ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْءَ السِّرَاجِ۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ آپکا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آ گیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ آپ کی تابش نور نے اسکی چمک کو بالیاد کیا۔

(نیم الرياض ص ۱۸۲/۱۸۳، زرقانی ص ۲۲۰/۲۲۱، شرح شائل للمادری ص ۱۲۷، مجمع الزہاکی ص ۱۶۱/۱۶۲، سیرت خلیفہ ص ۳۳۳/۳۳۴۔ شرح شائل محمدیہ ص ۱۲۳۔ انوار محمدیہ ص ۷۹۱، فوائد علیہ ص ۳۶۱)

فروع مہر بھی دیکھا حضور گلشن بھی تمہارے سامنے کس کا چراغ جلتا ہے

حضرت امام جلال الدین سیوطی و امام زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ سَبْعٍ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ظِلَّهُ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْأَرْضِ وَإِنَّهُ كَانَ نُورًا

کہ ابن سبع نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نے زمین پر نہ پڑا اور وہ نور تھا۔



فَكَانَ إِذَا مَشَى فِي الشَّمْسِ أَوْ الْقَمَرِ لَا يَنْظُرُ لَهُ ظِلٌّ۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۸۱، زرقانی علی الموابہ ص ۲۰۲)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نمی افتاد حضرت را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست است و دیدہ نشد او را سایہ در آفتاب چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد نور را سایہ نمی باشد۔ (مدارج النبوت ص ۱۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ زمین کے کچھ حصے گندے اور غلیظ بھی ہیں اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا چونکہ حضور علیہ السلام سراپا نور تھے، اور ظاہر بات ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

بدن بے سایہ سی عمدہ نورانی  
سجے موڈھے تے مہر دی نشانی

### حدیث نور

رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بار کاشانہ نبوت میں رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت سے اٹھے۔ مسواک استعمال کی، وضو کیا اور پھر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو زبان مبارک پر یہ دعائیہ الفاظ جاری تھے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي عَيْنِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ عَلَيَّ يَمِينِي نُورًا وَشِمَالِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْنِي نُورًا۔

اے اللہ! میرے قلب میں نور کر دے۔ میری آنکھوں میں نور کر دے۔ میرے کانوں میں نور کر دے۔ میری زبان میں نور کر دے۔ میرے دائیں اور بائیں نور کر دے۔ میرے آگے اور پیچھے، اوپر اور نیچے نور کر دے اور مجھے سراپا نور ہی نور کر دے۔

(بخاری ص ۲۳۶، مسلم ص ۲۷۱)



بعض روایات میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی درج ہیں:

فِي لَحْمِي وَ دَمِي وَ عَصَافِي  
وَعُظَامِي وَلِسَانِي وَقَبْرِي نُورًا۔  
میری پٹھوں والا میری کھوپڑی میری ہڈیاں میری لہجہ میری قبر میری

(سراج منیر ص ۵۹)

سبحان اللہ! کیا نورانی دعا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و  
السلام کی اس دعا کو ضرور قبول فرمایا ہوگا۔ کیونکہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ حضور  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت و مقبولیت کا کیا کہنا۔ ادھر آپ اقدس سے دعا کی جاتی ہے  
نکلتے، ادھر وہ واقعہ بن کر سامنے آ جاتے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑی ناز سے جب دعائے محمدؐ

یہ دعائے نبوت درجہ قبولیت سے نوازی گئی اور آپ کا ایک ایک عضو، ایک ایک بال  
اور جسم اقدس کا ایک ایک ذرہ نور بلکہ نُورٌ عَلٰی نُورٌ بنا دیا گیا۔

جسم نورانی سایہ نانا      ویمہ جن تارے ہیں گراہا  
بھی اوہ غل اللہ جو آہا      صلی اللہ علیہ وسلم

### ایک شبہ کا ازالہ

منکرین شان نورانیت کا یہ کہنا کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کی دعا  
کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضور نور نہ تھے۔ اگر نور ہوتے تو اس دعا کی کیا حاجت کی  
جواباً عرض ہے کہ دعا ہمیشہ کسی نعمت یا رحمت کے حصول ہی کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ کسی  
مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو نعمت مجھے مل چکی ہے، اس کا انقطاع نہ ہو، بلکہ علی الدوام اس نعمت سے  
لطف اندوز ہوتا رہوں۔ گویا وہ نعمت کے حصول کی دعا نہیں، بلکہ نعمت کے بقا و دوام کے  
لئے دعا ہے۔

بِحَمْدِ اللّٰہِ! ہر مسلمان بدایت یافتہ ہے اور ہر مسلمان ہر روز کئی بار اہدق اللہ تعالیٰ  
مکر ہر نمازی ہر روز کئی کئی بار اہدق اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دعا کی



اصول کے مطابق کیا مسلمانوں کو ابھی تک ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوا کہ ہر روز دعائیں کی جا رہی ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں! کائنات میں صرف مسلمان ہی ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے صراطِ مستقیم پر قائم ہیں بلکہ خود مہبطِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنی پاکیزہ زندگی کی آخری نماز میں بھی حضور علیہ السلام نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پڑھا تو کیا (العیاذ باللہ) آخری لمحات تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت یافتہ نہ تھے اور دوسروں کو صراطِ مستقیم کی راہنمائی اور نشاندہی کرنے والا ابھی تک خود صراطِ مستقیم کی سعادتوں سے بے بہرہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضور علیہ السلام کا ہدایت پر ہونا تو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اِنَّكَ لَمِّنَ الْمُرْسَلِينَ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ (نہ: ۳۴) بلکہ فرمایا: وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (شوری: ۵۲)

معلوم ہوا کہ جس طرح اصراطِ المستقیم کی بندیوں پر فائز ہوتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے الصراطِ المستقیم کی دعا فرمائی، بالکل اسی طرح نور، سراپا نور اور مجسم نور ہوتے ہوئے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ نُوْرًا کی نورانی دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے نور علی نور کر دے۔ لہذا روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا۔

سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ تھا سایہ

حضرت علامہ ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ گفتہ اند اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَ اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا یعنی ارواح ماکار اجساد می کنند و گاہے اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برآید و می گویند کہ رسول خدا را سایہ نبود۔ صلی اللہ علیہ وسلم (تذکرۃ الموتی و القبور ص ۴۱)

کہ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے اجساد ہیں اور ہمارے اجساد ہماری روحیں ہیں۔ یعنی کبھی تو ہماری روحیں جسموں کا کام کرتی ہیں اور کبھی ہمارے جسم انتہائی لطافت اختیار کر کے روح کے رنگ میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں) کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔



## مولوی رشید احمد گنگوہی

کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی عیب نہ لکھا۔  
پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ذات پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے اپنے  
مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ منیر روشن کرنے والے اور اللہ تعالیٰ  
والے کو کہتے ہیں۔ پس انسانوں میں سے کسی کو اگر روشن کرنا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا اور آپ کی ذات پاک اگرچہ جلالت  
آدم علیہ السلام سے ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پاک کو ایسا مظہر فرمایا کہ  
خالص ہو گئے۔

حق تعالیٰ آنجناب سلامہ، علیہ را نور فرمود اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا ہے اور تو  
وہ تواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی سایہ سے ثابت ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نہ داشتند رو ظاہر است کہ بجز نور ہندہ سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام  
اجسام ظلی دارند۔ سایہ رکھتے ہیں۔

(امداد السلوک ص ۸۵)

## مولوی اشرف علی تھانوی

کہتے ہیں یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ (اس  
لئے) کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر تا پا نور ہی نور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی، اس لئے آپ کے سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت  
لازمی ہے۔

## مولوی عابد میاں و اکابرین دیوبند کی علامت

دیوبندیوں کے مولوی عابد میاں اپنی معرکۃ اللہ کے کتاب میں حضرت اللہ علیہ السلام کے لئے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نورانی تھا اور آپ کی رحمت اور شہادت  
رات میں آمد و رفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ کرتے تھے۔



نوٹ: مندرجہ بالا کتاب پر مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند کی تقاریظ و تائیدات درج ہیں۔  
مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری۔ مولوی اصغر حسین، مولوی شبیر احمد  
عثمانی۔ مولوی حبیب الرحمن۔ مولوی اعجاز علی۔ مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ مولوی احمد سعید  
دیوبندی۔

### عبدالحی لکھنوی

جو کہ دیوبندیوں اور وہابیوں کے نزدیک بھی مسلمہ اور مستند ہیں، رقمطراز ہیں کہ بیشک  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا  
تھا۔ کیونکہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔ (العلق العجیب ص ۱۳)

### مفتی دیوبند کا فتویٰ

الجواب۔ امام سیوطی نے خصلہ نص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر  
واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

أَخْرَجَ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ ذِكْوَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَمْ يَكُنْ يُرَى لَهُ ظِلٌّ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ الْخ

اور توارخ حبیب الہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ  
آپ کا بدن نور تھا، اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔

پیغمبر ماند اشت سایہ تاشک بدل یقین نیفتد

یعنی ہر کس کہ پیرو دوست پیدا است کہ یاز میں نیفتد

فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔ (قادی دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۲/۵)

مندرجہ ذیل کتب میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی نفی مذکور ہے۔

۱۔ شفا شریف عربی مصری ص ۳۰۶/۱۔

۲۔ تفسیر مدارک التنزیل ص ۱۰۳/۲ مصری۔

۳۔ مفردات امام راغب ص ۳۱۷۔



- ۴۔ تفسیر روح البیان ص ۶۱۵۶ مصری
- ۵۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶
- ۶۔ تفسیر عزیزی فارسی پازہ ۳۰ ص ۴۱۹
- ۷۔ نسیم الریاض شرح الشفاء ص ۳۱۹
- ۸۔ فتوحات احمدیہ شہر ہمزہ ص ۵
- ۹۔ مجمع بہار الانوار ص ۳۰۲۳۰
- ۱۰۔ الجواہر النجاریہ ص ۲۵۳
- ۱۱۔ شرح شفاء ملا علی قاری ص ۵۰۵
- ۱۲۔ مقاصد الحسنہ ص ۶۳
- ۱۳۔ مواہب اللدنیہ ص ۴۸۰
- ۱۴۔ انوار محمدیہ ص ۱۶۲
- ۱۵۔ سراج منیر ص ۹۲
- ۱۶۔ النوافح الطریقیہ ص ۱۹ مطبوعہ مصر
- ۱۷۔ الانسان فی القرآن ص ۱۵۸
- ۱۸۔ مسلک اولیاء ص ۳۹
- ۱۹۔ تفسیر محمدی منزلی ہفتم ص ۴۲۹ از لکھنوی
- ۲۰۔ ماہنامہ تجلی دیوبند فروری و مارچ ۵۹ ص ۱۱ کالم نمبر ۲
- ۲۱۔ الشماشہ العنبریہ از بھوپالی
- ۲۲۔ کتاب الخمیس النوع الرابع
- ۲۳۔ ترندی فی نوادر الاصول
- ۲۴۔ انموذج اللیب

برادران ملت! مندرجہ بالا حوالہ جات و عبارتیں جو کہ اس کتاب کے حوالہ سے لکھی گئی ہیں، ان کے ساتھ ساتھ  
تبج تابعین، آئمہ، علماء، صوفیاء سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ پہنچائے۔ آمین  
جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ پہنچائے۔ آمین



آجکل کے بعض سائنس دان، فلسفی اور خشک ملاحظہ ناہمی کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں کہ جسم ہو اور اس کا سایہ نہ ہو۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسم ہونا مسلم ہے تو سایہ کا ہونا ضروری ہے۔

ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر جسم کا سایہ نہیں ہوا کرتا۔ بہت سے اجسام لطیفہ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا سایہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ مجسم تھے مگر آپ کا جسم ہماری روحوں سے بڑھ کر لطیف و پاکیزہ تھا۔ آپ مجسم نور تھے، اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

بنایا ذات حق نے کیا عجب نقشہ محمدؐ کا  
سراپا نور انوار تھا قد والا محمدؐ کا  
خدائے پاک نے خود آپ کو ہے نور فرمایا  
قرآن پاک نے سورج کہیں پر چاند فرمایا  
نوٹ: مزید تفصیل کے لئے بندہ کی کتاب ”انوار محمدی“ ملاحظہ فرمائیں۔

### لباس کا بھی سایہ نہیں تھا

ہر چھوٹا بڑا بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب جسم منور نورانی پیکر تھا تو اس کا سایہ کہاں سے پڑتا، لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کے بدن مبارک پر جو لباس تھا، وہ تو نور کا نہیں تھا مگر آپ کے لباس و پوشاک کا بھی سایہ نہیں پڑتا تھا۔

آپ غور کیجئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی منگے بدن تو کہیں باہر تشریف نہیں لے جاتے تھے بلکہ جب بھی کا شائہ نبوت سے باہر رونق افروز ہوتے تو جسم اطہر پر تہبند و پیراہن، سر پر عمامہ، پائے اقدس میں نعلین، دست مبارک میں عصا یا شمشیر، دوش انور پر کبھی چادر اور کبھی کالی کھلی ہوتی۔ ان سب لباس و سامان کے ساتھ آپ مکان سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر دیکھنے والے صحابہ کرام کا بیان ہے کہ آپ کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں نظر آیا، نہ چاند کی چاندنی میں کسی نے آپ کا سایہ دیکھا۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے لباس یا نعلین یا تلواریں کا سایہ پڑتا تھا بلکہ صحابہ کرام نے یہی کہا کہ باوجود ان لباسوں میں ملبوس ہونے کے آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوت یا اون



کی پوشاک چڑے کی طعین، لوہے کی تلوار۔ جب یہ سب آپ کے جسم کے اندر ہو گئیں تو یہ تمام چیزیں بھی نورانی ہو گئیں اور جسم انور کی طرح ان چیزوں کا بھی نور پڑتا تھا۔

اللہ اکبر! یہ نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے۔ اس نور مجسم سے ادنیٰ ہی نسبت خاک کی کو نوری، کانٹوں کو پھول اور ذروں کو رشک آفتاب بنادیتی ہے۔  
اللہ رے ان کے جسم منور کا معجزہ  
وابستہ جو ہوا اسے پر نور کر دیا

### مکھی نہ بیٹھتی تھی

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ الذَّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى بَشِكِ مَكْحِيٍّ آدَمَ كَيْفَ كَانَ جَسَدُهُ وَلَا ثِيَابَهُ۔ (شفا شریف ص ۲۸۲)

مبارک پر نہ بیٹھتی تھی۔

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الذَّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى جَسَدِهِ وَلَا ثِيَابِهِ لِأَنَّ ذَاتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُورٌ وَكَذَا وَرَدَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ ظِلٌّ۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ایک عظیم دلیل یہ بھی ہے کہ مکھی حضور علیہ السلام کے جسم پاک اور کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی (کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے) چونکہ آپ کی ذات جامع صفات نور

(حکد اور دنی تفسیر المدارک) (نیم الریاض ص ۲۸۲)

تھی اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ آپ کے جسم کا سایہ تھا۔

جسم تے کپڑے حضرت تائیں

دیکھو قدرت سچے سائیں

حضور علیہ السلام کے مکھی بیٹھتی نہ مچھر کا تا

مکھی ہرگز باہر نہ نکلتی

صلی اللہ علیہ وسلم



وَلَا يَقَعُ عَلَى ثِيَابِهِ ذِيَابٌ قَطُّ وَلَا  
يَمُصُّ دَمَهُ الْبَعُوضُ وَمَا أَذَاهُ  
الْقَمَلُ۔ اور آپ کے کپڑوں پر مکھیاں نہ بیٹھتی تھیں اور  
مچھر بھی آپ کو نہیں کاٹتا تھا اور جوئیں بھی  
آپ کو اذیت نہ دیتی تھیں۔

(مواہب اللدنیہ ص ۳۹۸۔ الجواہر النجاشی ص ۲۵۳۔ تفسیر عزیزی فارسی پارہ ۳۰ ص ۲۱۹۔

الانسان فی القرآن ص ۱۵۸، سراج منیر ص ۹۷، حجتہ اللہ ص ۶۸۶، انوار محمدیہ ص ۸۷)

مکھی اس بدن دے نیڑے نہ آوے  
فرشتہ غیب تھیں چوری ہلاوے

قاضی عیاض نے ”کتاب الشفاء“ میں اور غزنی نے اپنی کتاب ”المولد“ میں بیان کیا  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہ  
بیٹھتی تھی۔ ابن سبع نے الخصائص میں اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کے  
کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نہ جوں آپ کو کاٹتی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۶۹، قصص الانبیاء ص ۲۲۳، شفا شریف ص ۳۲۳)

برادران ملت! مکھی وہ مخلوق ہے کہ پاک و ناپاک ہر چیز پر بیٹھتی ہے اور دنیا کی کوئی  
طاقت مکھی کو جسم پر بیٹھنے سے نہیں روک سکتی۔ مگر رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
بدن مبارک کا یہ کھلا ہوا معجزہ ہے کہ مکھی بھی آپ کی عظمت کو پہچانتی ہے اور بارگاہ نبوت کے  
تقدس و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی بھی آپ کے جسم اطہر پر نہیں بیٹھتی۔ پھر جسم منور تو جسم  
منور ہے، کبھی آپ کے کپڑوں پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی۔ اور مچھر جو ہر کس و ناکس کو بے دریغ و  
بلا امتیاز کاٹتا رہتا ہے، آپ کو نہیں کاٹتا، اور جوئیں بھی اذیت نہیں دیتی تھیں۔

نی دا بدن سی نور علی نور  
سبھی خلقت وچوں اللہ نوں منظور

فوائد

- ۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معتدل القامت مائل بہ درازی تھے۔
- ۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر اُپا نور تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا۔
- ۳۔ یہ کہ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر تمام کثافتوں سے پاک تھا۔



- ۴۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آفتاب و ماہتاب کی روشنی پر غالب آتا ہے۔
- ۵۔ یہ کہ محبوب رب دو جہاں، قاسم علم و عرفاں، ماحی ظلم و مظالم، داعی التوبہ و اصلاح، مفر کون و مکان، معدن برکات و مہدائی، مخزن اسرار ربانی، مرکز انوار رحمانی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر رکھی نہ ٹٹھکتی، چمردہ کاغذ اور جوئیں اویس دیتی تھیں۔ (سبحان اللہ)

مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ  
فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ



## باب ۲۰

### لباس مبارک

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود      بے تکلف ملاحیت پہ لاکھوں سلام  
سیدمی سیدمی روش پہ کروڑوں درود      سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام  
نام و کام و تن و جان و حال و مقال  
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام



حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام لباس مبارک قلمب، چادر، سن اور  
عمامہ شریف اکثر سفید، کبھی سیاہ اور کبھی سبز بھی ہوتا۔ شملہ مبارک کبھی چھوڑتے اور  
چھوڑتے۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی دوش مبارک پر پڑا رہتا تھا۔  
اوقات تحک بھی فرماتے۔ یعنی دستار مبارک کا ایک بیچ ٹھوڑی مبارک کے نیچے سے  
باندھتے۔ عمامہ کے نیچے سر اقدس سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوا کرتی۔

سرتے پگ کا فوری سہاوے  
اندر ٹوپی کچھے شملہ ودھاوے

آپ اکثر قمیض پہنتے اور تہ بند باندھتے۔ شامی عبا بھی آپ نے پہنی ہے۔ جس کی  
آستینیں اس قدر تنگ تھیں کہ بوقت وضو اوپر نہیں چڑھ سکتی تھیں بلکہ ہاتھ مبارک ان سے  
نکالنے پڑتے تھے۔ جبہ کسروانی بھی آپ نے پہنا ہے، جس کی جیب اور چاکوں پر دیبا کی  
سجاف تھی۔ یمن کی دھاری دار چادریں آپ کو بہت پسند تھیں۔ آپ نے مختلف رنگوں مثلاً  
سفید، سبز، زعفرانی وغیرہ رنگ کے کپڑے پہنے ہیں مگر سفید رنگ بہت ہی زیادہ مرغوب  
تھا۔ حلہ سرخ بھی پہنا ہے، جس میں دھاریاں تھیں۔

چٹی بہتی آہی پوشاک ساری  
پہنی بھی سرخ لنگی اک دوواری

## نعلین مبارک

آپ کی نعلین شریفین چمبی کی شکل کی تھیں۔ ہر ایک کے دو دو تھے دہری تہ والے تھے۔  
ایک تسمہ انگوٹھے اور متصل کی انگلی کے بیچ میں اور دوسرا انگشت میاں اور بنصر کے بیچ ہوا کرتا تھا۔  
یہ وہی نعلین شریفین ہیں، جن کے متعلق بڑے بڑے بادشاہان عالم یوں کہتے ہیں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعل پاک حضورؐ

تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

نیز جب سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حجابات طے فرمائے ہوئے سر  
عظیم کے قریب پہنچے تو چاہا کہ پائے اقدس سے لگا لے اور ان سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ



اپنے محبوب سے فرمایا کہ جوڑے سمیت تشریف لاؤ۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ یا الہی! جناب کلیم علیہ السلام کو تو کوہ طور پر حکم تھا۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى۔ (طہ: ۱۲) پس اپنے نعلین کو اتار دو بیشک یہ وادی مقدس ہے۔

یہ عرش عظیم تو کوہ طور سے کہیں زیادہ بزرگ و برتر ہے۔ پھر کیسے جوڑے سمیت آؤں؟ خالق کائنات نے فرمایا۔ اے حبیب! موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے جوڑا اتارنے کا حکم تھا کہ طور سینا کی خاک ان کے پاؤں کو لگے، جس سے ان کو مزید بزرگی حاصل ہو اور آپ کو جوڑا پہننے کا حکم اس لئے ہے کہ نعلین پاک کی خاک سے عرش عظیم کو مزید شرف و بزرگی حاصل ہو۔ تب حضور علیہ السلام جوڑے سمیت عرش عظیم پر تشریف لے گئے۔

(احیاء القلوب ص ۷۹۔ ریاض الناصحین ص ۳۰۵۔ قصص الانبیاء ص ۲۵۵)

محمد ﷺ پیارا بڑی شان والا  
سے جوڑے عرشاں تے چڑھ جانے والا

### عمامہ شریف

حضور علیہ السلام کی ایک پگڑی کا نام سحاب تھا۔ جس کے نیچے آپ ایک ٹوپی رکھتے تھے۔

(انوار محمدیہ ص ۳۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ كَهْ أَكْبَاهِي كَلَاهُ بَدُونِ عِمَامَةٍ أَوْ كَبْهِي عِمَامَةَ الْعِمَامَةِ وَيَلْبَسُ الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ بَدُونِ كَلَاهُ كَهْ يَلْبَسُ تَحْتَ۔

(تشریح ص ۱۸۳)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمامے تھے۔ ایک چھ ہاتھ کا، دوسرا بڑا بارہ ہاتھ کا۔ نیز صاحب مدخل نے آپ کا عمامہ سات ہاتھ لمبا بھی بتایا ہے۔

(شمائل ترمذی ص ۹۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ، فرماتے ہیں۔۔۔



تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا  
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا

### چادر مبارک

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک  
طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت ہوتا تھا اور حضور علیہ السلام کا وہ کپڑا جسے  
کروڑوں سے ملنے تشریف لے جاتے، ہنر رنگ کی چادر تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُحِبُّ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ  
وَالْقَمِيصَ وَكُمَّهُ إِلَى الرِّمْحِ  
وَكَانَ يُحِبُّ الْعِجْرَ وَكَانَ يَلْبَسُ  
مِرْطًا شَعْرًا أَسْوَدَ۔ (تشرلیب ص ۱۸۱)  
کہ آپ سفید کپڑے اور کرتہ کو پسند کرتے تھے  
تھے اور آپ کی آستین گدہ تک ہوتی تھی اور  
چادر یمانی کو بھی پسند فرماتے تھے اور کبھی  
بالوں کی سیاہ چادر بھی پہنتے تھے۔

ایک روز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے  
گئے۔ جب واپس آئے تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے کپڑوں کو ہاتھ  
لگا کر دیکھنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم کیا دیکھتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آج  
بہت بارش ہوئی ہے اور تعجب ہے کہ میں آپ کے کپڑوں کو اس بارش سے بچے ہوئے دیکھتی  
دیکھ رہی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سر پر کیا لادھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ  
آپ کی چادر مبارک۔ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ بِذَلِكَ الْوَدَاءِ قَدَارُ نَفْعٍ  
عَنْ بَصْرِكَ الْإِعْطَاءِ وَرَأَتْ مَطَرًا  
عَالِمَ الْغَيْبِ۔ (جامع البیروت ص ۱۲)

اے عائشہ! اس چادر کی بدولت تو میری آنکھ  
سے پردہ ہٹ گیا اور تم نے عالم غیب کی  
بارش کو دیکھ لیا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنے الفاظ میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں:

گفتہ پیغمبر چادر مبارک کی بدولت  
گفتہ مبارک عالم غیب کی بارش کو دیکھ لیا



حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عائشہ! تم جلدی جلدی میرے بدن پر کس چیز کی تلاش کر رہی ہو۔ اُمّ المؤمنین عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ! آج بہت ہی زوردار بارش میں تشریف لائے ہیں مگر

جا مہایت راجحوم در طلب  
ترنمی پنم زباراں اے عجب  
میں آپ کے کپڑوں کو اس لئے ٹٹول رہی ہوں کہ اس بارش میں آپ کے کپڑے  
بھیکے کیوں نہیں ہیں؟

گفت پیغمبر چہ کر دی از ازار  
گفت کردم آں ردائے تو خمار  
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تم نے کونسا کپڑا پہن رکھا ہے؟ حضرت اُمّ المؤمنین  
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج میں نے آپ کی چادر مبارک کو اپنا دوپٹہ بنا لیا ہے۔ یہ  
سن کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

گفت ذلٰں بہود حق لے پاک حبیب  
چشم پاکت را خدا بادن غیب

اے عائشہ! چونکہ تو نے میری نورانی چادر کو اپنے سر کا دوپٹہ بنا لیا ہے، یہی وجہ ہے  
کہ اس چادر کی نورانیت سے تیری آنکھوں میں اتنا نور پیدا ہو گیا ہے کہ خداوند عالم نے  
تجھے عالم غیب میں انوار کی موسلا دھار بارش کا دیدار کرا دیا، اور زیادہ اس کی تصریح و تشریح  
فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

نیمت ایں باراں ازیں ابر شام  
ہست ابر دیگر و دیگر سام

یعنی اے عائشہ! یہ بارش جو تجھے نظر آ رہی ہے، یہ برساتی بدلیوں کی بارش نہیں ہے  
بلکہ یہ عالم غیب کی بارش ہے اور اس بارش کی بدلی اور اس کا آسمان کوئی دوسرا ہی ہے۔  
سوتی کپڑے کی ایک چادر جو چند دنوں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے  
دابستہ رہی، جب اُمّ المؤمنین کے سر پر پہنچی تو اس کی نورانیت سے ان کی آنکھیں اتنی منور



## ہوئیں کہ انہوں نے عالم شہادت میں عالم غیب میں ہوسٹے والی باتیں پیرا ہن یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہیں۔ ابتلاء و آزمائش کے غم سے بے خبر  
بعد آپ کے سر پر تاج حکومت ہے۔ ادھر کنعان میں قحط پڑتا ہے اور آپ کے بھائی غلام  
کرنے کے لئے مصر آتے ہیں۔ آپ انہیں پہچان لیتے ہیں اور اپنے والد کا حال پوچھتے  
ہیں۔ برادران یوسف عرض کرتے ہیں کہ آپ کے فراق و غم میں روتے روتے ان  
آنکھیں سفید ہو گئی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ جواب سن کر فرماتے ہیں۔

اَذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقَوَّةُ عَلَىٰ مِثْرَئِي مِثْرَئِي لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ  
وَجْهَ أَبِي يَأْتِ بِصِيرًا۔ (یوسف: ۹۳) یہ ڈال دو، وہ بصیر ہو جائیں گے۔

لے جاؤ ایہہ کرتا میرا منہ پد رتے لاؤ

اکھاں وچ روشنائی مآسی ویکھ لو آزماؤ

چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص مبارک حضرت یعقوب علیہ السلام کے  
چہرہ مبارک پر ڈالا گیا۔

فَارَقَدَ بِصِيرًا۔ (قرآن حکیم ۱۲/۵) تو انکی آنکھیں درست ہو گئیں اور بینائی  
واپس آ گئی۔

برادران ملت! مندرجہ بالا آیات و واقعہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے  
استعمال شدہ کپڑے بھی رحمتوں اور برکتوں کے حامل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے پیرا ہن  
یوسف علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے علاج بنائی ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک برگزیدہ پیغمبر تھے اور اس طرح ان  
کے پیرا ہن کی برکت سے آنکھوں کا اچھا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ لیکن جامع جمیع کمالات  
انبیاء حضور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و اہمیت کے لئے اللہ علیہ وسلم کے  
اللہ علیہ وسلم کے صرف کپڑے ہی نہیں بلکہ آپ کی ہر چیز رحمت و برکت کی مثال ہے اور  
بلاؤں کو دور اور امراض کو زائل کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔



یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک اور ان اشیاء کو جنہیں حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے، بہت ہی بابرکت، نافع اور دافع البلاء والامراض سمجھتے تھے اور ان کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اس پر اتنی احادیث کثیرہ شاہد ہیں، جن کو یہاں تفصیل سے تحریر کرنے کی گنجائش نہیں۔ مگر چند احادیث بطور ”مثبتہ نمونہ از خردوارے“ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

### قمیص مبارک کی برکات

ابن عدی محمد بن جعفر سے راوی ہیں کہ سنان بن طلق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا دے دیجئے۔ میں اسکو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا۔ حضور علیہ السلام کی قمیص مبارک کا وہ ٹکڑا اباعن جَدِ میرے ہاتھ آیا۔

یہ قمیص کا مبارک ٹکڑا مریضوں کو دھو کر پلایا جاتا ہے اور اسکی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

يُغَسِّلُهَا لِلْمَرِيضِ يُسْتَشْفَى بِهَا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۱۳۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد (والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کو اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور اسامہ بن زید، ابوایوب انصاری، عمر بن خطاب اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لا کر اسکو فراخ اور ہموار کرایا اور خود قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ  
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ اِغْفِرْ لَامِي  
فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ لِقْنَهَا حُجَّتَهَا  
وَاَوْمِعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ  
نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الدِّينِ مِنْ قَبْلِي

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ خود بخود زندہ ہے۔ کبھی نہیں مرے گا۔ (اے اللہ) میری امی فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اسکو اس کی حجت (قبر میں تکریم کے سوالات کے جواب) خوب



فَانْكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

(حلیہ الاولیاء ص ۱۲۱/۱۲۲)

نہی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس  
نیوں کے طفیل، جو مجھ سے پہلے ہوئے  
بیشک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جب آپ قبر سے باہر تشریف لائے تو چہرہ مبارک آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی  
اور دفن سے فارغ ہو کر جب واپس چلے تو  
حضرت عمر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آج  
آپ نے اس بی بی سے جو سلوک کیا ہے  
وہ کسی اور سے کبھی نہیں کرتے دیکھا؟ فرمایا  
اے عمر! یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ  
اللّٰهِ رَأَيْتَكَ فَعَلْتَ عَلَىٰ هَذِهِ  
الْمَرْأَةِ شَيْئًا لَّمْ تَفْعَلْهُ عَلَىٰ أَحَدٍ؟  
فَقَالَ يَا عُمَرُ هَذِهِ الْمَرْأَةُ كَانَتْ  
أُمِّي بَعْدَ أُمِّي۔

(ریسی۔ ابن عساکر۔ ابو نعیم فی المعرفہ)

پھر فرمایا:

میں نے اپنا قمیص اس لیے پہنایا تاکہ اللہ  
اسکو جنت کا حلہ پہنائے اور قبر میں اس لیے  
لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو اور اسکو وقار اور  
سکون حاصل ہو۔

إِنَّمَا أَلَيْسَتْهَا قَمِيصِي لَتَكْسِي مِنْ  
حُلِّي الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا  
لِيَهْوَنَ عَلَيْهَا۔ (الاستیعاب ص ۷۷/۷۸)

پھر فرمایا:

بیشک مجھے جبریل علیہ السلام نے میرے  
رب کی طرف سے خبر دی ہے کہ یہ بی بی جنت  
جست ہے اور یہی خبر میری خبروں کے ساتھ  
تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر مبارکباد

إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبَرَنِي  
عَنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ  
الْجَنَّةِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ أَمَرَ سَبْعِينَ  
أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَيْهَا۔

(المعراج للحاکم ص ۱۰۸/۱۰۹)



## جبہ مبارک کی برکات

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم کے پاس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يَسْتَشْفَى بِهَا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱۔ مسلم ص ۱۹۰/۲)

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو حضور علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

ایک جبہ طیالسانی (ایک چادر جو قاضی اور علماء کندھے پر ڈال لیتے ہیں) جو ایرانی طرز کا تھا، جس میں دیبا کا ایک ٹکڑا جیب کی جگہ لگا ہوا تھا اور اس کے بازوؤں پر دیبا کے کف لگے ہوئے تھے، جسے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ ام المؤمنین بیماروں کو دھو کر پلاتیں اور انہیں شفا ہو جاتی۔ (انوار محمدیہ ص ۳۲۵)

جناب علی محمد صاحب تارڑ ساکن بھیکھو (ضلع گجرات) کہتے ہیں کہ میں جب حج بیت اللہ شریف کے لئے حجاز مقدس گیا تو مجھے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک اور غلاف کعبہ کا ایک ایک ٹکڑا ملا۔ واپسی پر وہ دونوں ٹکڑے بغایت احترام پاکستان لے آیا۔ خدا کی حکمت کہ عرصہ دو سال بعد ایک دن صبح کو اٹھا تو بینائی میں کمی نظر آئی۔ بڑی تشویش لاحق ہوئی جب دوسرے دن صبح کو اٹھا تو بینائی بالکل ختم ہو چکی تھی اور میں اندھا ہو گیا تھا۔

ایک آدمی کے ساتھ شہر گیا۔ ڈاکٹر سے آنکھیں ملاحظہ کروائیں۔ تو انہوں نے مشورہ دیا کہ لاہور میو ہسپتال جاؤ، وہاں معائنہ کرواؤ۔ بڑی پریشانی سے ایک آدمی کے ساتھ لاہور میو ہسپتال پہنچا اور آنکھوں کا معائنہ کروایا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آنکھوں میں سفید مویا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ہسپتال میں آنکھوں کا آپریشن کروانا، یا کم از کم تین ماہ علاج کرواؤ، شاید نظر ٹھیک ہو جائے۔ چند دن کی دوائی لے کر واپس گھر پہنچا۔ بڑی مصیبت و پریشانی کا



عالم کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ گاہے گاہے یہ شعر زبان پہ جاری ہو جاتا تھا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ انْظُرْ خَالَكَ

يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ جبہ مبارک کا ٹکڑا جو چار مقدس سے لایا تھا، اسے ان کے  
کردیکھنا چاہئے۔ گھر والوں سے کہا کہ فلاں ٹرک مجھے پکڑاؤ۔ انہوں نے تھیل کی پٹی  
نے بسم اللہ شریف پڑھ کر ٹرک کھولا، اور ٹٹول کر وہ ڈبیہ نکالی اور با وضو ہو کر ایک گلاس  
پانی لے کر ان ٹکڑوں کو بھگو بھگو کر آنکھوں پہ لگانا شروع کیا۔ خدا کی قسم اچھڑ ساعتموں کے  
بعد میری بینائی بحال ہو گئی۔ قَالَ حَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ۔

(قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۱۸۶ فوائد مطویٰ نمبر ۱۱۱۱)

## تہبند مبارک

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لیکر روزِ نبوت  
حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے اور آپ کے  
کے لئے لائی ہوں۔ آپ نے قبول فرمائی۔ پھر اسے بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف  
تشریف لائے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر کہا۔ کیا اچھی چادر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم! مجھے پہنا دیجئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت اچھا ہے کہ میرا  
حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آئے تو چادر لپیٹی ہوئی آپ کے پاس  
تھی۔ وہ آپ نے سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے چادر  
کا سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اور  
اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔

فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا  
لِتَكُونَ كَفِيَّتِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ  
سَهْلٌ فَكَأَنَّهُ كَفَنَتْهُ۔ (فوائد دورو)

اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے صرف اس کے  
سوال کیا کہ میرے مرنے کے روز چادر لپیٹی ہوئی آپ کے  
جسم کے لئے ہوگی جسے میرا کفن ہوگا۔

حدیث شریف ص ۱۲۶، بخاری ص ۱۷۰ (۱۷۰)



در پر ترے جو آئے گا جھولیاں بھر کے جائے گا  
جود و کرم ہے تیرا عام تجھ پر درود اور سلام  
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی  
صاحبزادی کا انتقال ہوا تو بعد از غسل آپ نے اپنا تہبند مبارک دیا اور فرمایا۔  
أَشْعَرْنَهَا إِيَّاهُ۔ (مسلم ص ۳۰۵) ان کے کفن کے ساتھ میرا تہبند بھی ملا دو۔  
علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا تہبند مبارک کیوں عطا فرمایا۔  
وَالْحِكْمَةُ فِي أَشْعَارِهَا بِهِ تَبْرِيكُهَا۔ اشعار میں حکمت یہ تھی تاکہ ان کے کفن میں  
برکت ہو جائے۔

اس حدیث اور فاطمہ بنت اسد والی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
مستعمل اشیاء کو باعث برکت و رحمت تصور فرماتے تھے۔

### لحاف مبارک

حضرت ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
لحاف تھا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے دادا  
موصوف کو کہلا بھیجا چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبد  
العزیز رضی اللہ عنہ اسے اپنے چہرے پر ملنے لگے۔  
(تاریخ صغیر امام بخاری)

### چار پائی مبارک

حضرت اسعد بن زرارہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چار پائی  
بطور ہدیہ پیش کی تھی، جس کے پائے ساگو ان کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ السلام اس پر  
آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب وفات شریف ہوئی تو آپ کو اسی پر رکھا گیا۔ آپ کے بعد  
حضرت صدیق اکبر کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے موتی کو اسی پر رکھا کرتے  
تھے۔ یہ چار پائی نبو امیہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ میں فروخت ہوئی۔ عبد اللہ بن  
الخط نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خریدا تھا۔  
(زر قانی علی الموابہ)



## پیالہ مبارک

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حویض و عمدہ پیالہ دیکھا، جو چوبِ طہار کا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بنائے لوہے کے حلقے چاندی کا حلقہ بنائیں۔ مگر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہو، اسے تبدیل نہ کرنا چاہئے۔ یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ حلقہ ہی رہنے دیا اور فرمایا۔

لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا۔ (بخاری)

کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پانی پلایا ہے۔

وہی پیالہ حضرت نصر بن انس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خرید گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرے میں دیکھا اور اس میں پانی بھرا ہوا تھا۔

(شرح شعب الایمان ج ۱ ص ۱۰۱)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا و امام ابن مامون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پیالہ حضور علیہ السلام کا ایک پیالہ تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَاءَ الْمَرَضِيَّ فَكَانُوا يَشْفَوْنَ بِهَا۔ (بخاری)

ہم اس میں پانی ڈال کر بھروسہ کرتے تھے کہ وہ شفا ہو جاتی ہے۔

(عقدا شریف ص ۱۶۵ - جامع الصحاح ص ۷۹)

حضرت خدائے ابی خدا رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا، جو انہوں نے حضور سے لیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پیالے کو اپنے چہرے پر چھینے مارے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجود اس کے کہ اس پیالے میں پانی نہ تھا، اس کے



حضرت خدائے رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر اس پیالے کو حاصل کر کے اس میں پانی ڈال کر سر اور چہرے کو مشرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پیالے کی برکت کے وہ بھی قائل تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ پیالہ کئی مرتبہ دھویا گیا اور استعمال کیا گیا مگر ان کا اعتقاد تھا کہ ایک بار بھی دست مبارک کا لگ جانا ہمیشہ کی برکت کا باعث ہے۔

### عصا مبارک

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خالد بن سفیان بن یحزب کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ میں جب قتل کر کے واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ کو اپنا عصا مبارک عطا فرما کر فرمایا۔

تَحْضُرُ بِهِ فِي الْجَنَّةِ۔ اس کے ساتھ جنت میں چلے جانا۔

وہ عصا مبارک حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقاتی علی المواہب۔ طبعہ الحیوان)

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک چھوٹا سا عصا مبارک تھا۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

(بیہقی۔ ابن عساکر)

### بے ادبی کی سزا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور علیہ السلام کا عصا مبارک تھا۔ ججہاہ نے غصے کی حالت میں حضرت عثمان سے لیکر اس کو گھٹنے پر رکھ کر زور سے توڑنا چاہا۔ ہر طرف سے شور ہوا، ارے یہ کیا کرتا ہے مگر اس نے نہ سنا اور توڑ ہی ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے گھٹنے میں ایک پھوڑا پیدا ہوا، جس کو "اکلہ" کہتے ہیں، جو جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پاؤں کاٹنے کی ضرورت پیش آئی اور ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس کی تکلیف سے وہ مر گیا۔

(شفاء شریف ص ۲۱۸)

قارئین کرام! ظاہر ہے کہ عصا مبارک میں کوئی زہریلا مادہ تو تھا ہی نہیں جس کا اثر





اس کے پاؤں میں ہو گیا، ہلکے یہ اس بے ادبی کا نتیجہ تھا۔ اس مبارک مکان کے لئے اس کی گئی تھی۔

یاد رکھیے! بے ادبی کرنے والے کی جیسی ضرر ہوتی ہے اللہ کسی صبر سے اسے ظاہراً بھی تباہ کیا جاتا ہے۔ اب یہاں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب ان کے لئے بے ادبی تباہی کا موجب ہے تو خود ان کی بے ادبی کے نتائج کیا ہوں گے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب  
بے ادب محروم ماند از فضل رب

### کمان مبارک کا ادب

حضرت ابو عبد الرحمن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احمد بن فضالو یہ زاہد بڑے عالم تھے اور بڑے تیر انداز تھے، ان کے پاس ایک کمان تھی جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَا مَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِي إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَّغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهِ۔ (شفا شریف ص ۲۱۸)

جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمان کو ہاتھ میں لیا ہے، میں نے کبھی اس کو بے وضو نہیں چھوا۔

برادران ملت! اس عظیم مجاہد کی عقیدت و محبت کا اندازہ کیجئے کہ اس کمان کو بشرط طہارت کے کبھی نہ چھوا، جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا تھا۔ اگر اس زمانے کے نام نہاد موحدین اس وقت میں ہوتے تو ان کا فخر، شرک، بدعتی بنانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے۔ مگر اس زمانہ خیر القرون کے علماء کرام نے ان کے اس فعل کی وہ قدر کی کہ ان سے بڑھ کر ممکن نہیں کہ بلا انکار بلکہ بطور تحسین کتب اطوار میں بیان فرمایا کہ آگے والی نسلیں ان کی قدر کریں اور ان کے اس فعل سے اللہ تعالیٰ عظیم تحسین فرمائیں۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ



بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگا ہے ڈھوئی  
باج ادب محمد بخشا منزل نہ پہنچیا کوئی

### صحابہ کرام کی عقیدت

قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو، جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے، حضور علیہ السلام کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش سے یوں کہنے لگے۔

يَا قَوْمُ وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى  
الْمُلُوكِ وَ وَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ  
وَكِسْرَى وَ النَّجَاشِي وَاللَّهِ اِنْ  
رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ  
مَا يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا  
وَاللَّهِ اِنْ تَنَحَّمْ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ  
فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا  
وَجْهَةٌ وَ جِلْدَةٌ وَاِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا  
أَمْرَهُ وَاِذَا تَوَضَّاءَ كَاذُوا يَقْتَتِلُونَ  
عَلَى وَضُوئِهِ وَاِذَا تَكَلَّمْ خَفِضُوا  
أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحَدِّثُونَ اِلَيْهِ  
النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ۔

(بخاری شریف۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۹۲/۲)

اے قوم! خدا کی قسم۔ بیشک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اسکی ایسی تعظیم کرتے ہوں، جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے اور ریخت کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے۔



## ابو محذورہ کے بال

حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک گچھا تھا۔  
إِذَا قَعَدَ وَأَرْسَلَهَا أَصَابَتْ الْأَرْضَ  
فَقِيلَ لَهُ إِلَّا تَخْلِقُهَا فَقَالَ لَمْ أَكُنْ  
بِالَّذِي أَحْلَقَهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ۔

(بخاری شریف ص ۳۱۷)

جب وہ بیٹھتے اور بٹکے پڑ جاتے  
سے جا لگتا۔ انہیں کہا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ سے  
کیوں نہیں دیتے فرمایا۔ میں انہیں ہرگز نہیں  
منڈواؤں گا کیونکہ ان پر حضور علیہ السلام کا  
ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔

## ابن منکدر کی عقیدت

حضرت اسماعیل بن یعقوب تیمی فرماتے ہیں کہ ابن منکدر (متوفی ۲۰۵) مسجد حرام  
کے صحن میں ایک خاص جگہ پر بولٹے اور بیٹھتے۔ ان سے اس بات کا سبب پوچھا گیا تو انہوں  
نے کہا کہ میں نے اس جگہ حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے۔

## منبر شریف کا ادب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا۔

وَإِضْعَا يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجَنْبَرِ ثُمَّ  
وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِهِ۔ (بخاری شریف ص ۳۱۷)

کہ منبر اقدس میں جو جگہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کے بیٹھنے کی تھی، وہاں اپنے ہاتھوں کو  
ملنے اور پھر اپنے منبر پر بٹھریں گئے۔

ناظرین گرامی! مقام غور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے منبر شریف  
صحابی نے لوگوں کے سامنے یہ کام کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کو یہ طاقت کرنا مقصود تھا کہ  
ہمارے اعتقاد میں یہ بات داخل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر اقدس تو کیا منبر  
جس مقام پر لگ گئے ہوں، وہ مقام متبرک ہو جاتا ہے اور اس مقام سے برکت حاصل  
کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس مقام پر لگا کر منبر پر بیٹھیں اور اس مقام سے برکت  
جاتا ہے یعنی منہ اس پر پھیر لیا جائے۔



## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ادب

محدث ابو نعیم، علامہ سیوطی، علامہ حقی جیسے جلیل القدر محدثین اور مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک اللہ کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مر گیا تو لوگوں نے اسکی میت کو ایسی جگہ پھینک دیا۔ جہاں نجاست ڈالی جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ اس شخص کا جنازہ پڑھو، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کے متعلق یہ شہادت دیتی ہے کہ دو سو سال تک یہ شخص تیری نافرمانی کرتا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو کہا جاتا ہے، بالکل ٹھیک ہے۔

إِلَّا إِنَّهُ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَةَ وَنَظَرَ إِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَهُ وَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ وَغَفَرْتُ ذُنُوبَهُ وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِينَ حُورًا۔

مگر وہ جب تو رات کھولتا اور میرے محبوب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا نام مبارک دیکھتا تو وہ اس نام مبارک کو چومتا اور اپنی آنکھوں سے لگاتا اور اس پر درود بھیجتا۔ پس اس کے بدلے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا۔

(سیرت حلبیہ ص ۱۳۶۱، انوار محمدیہ ص ۲۳۶۱، خصائص کبریٰ ص ۴۲۱، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۲۴، مثنوی شریف ص ۲۲، دفتر اول۔ حلبیہ الاولیاء جلد چہارم۔ کلیہ مثنوی ص ۵۴۱ از مولوی اشرف علی تھانوی)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے نام مبارک کے نام پر بوسہ دینے کی برکت سے دو سو سال کا گناہگار جنتی اور مقبول بارگاہ ایزدی ہو گیا۔

حدیث سابق سے ثابت ہے کہ جس مقام پر محبوب علیہ السلام کا ملبوس خاص لگا تھا، اس سے برکت حاصل کی گئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فخر و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام جس مقام پر لکھا تھا، اس سے برکت حاصل کی گئی اور ادب کی راہ سے اس کو بوسہ دیکر آنکھوں پر رکھا گیا، حالانکہ ذات مبارک سے حروف مکتوبہ کو کوئی تعلق ہے تو



صرف اس قدر کہ وہ آپ کی ذات مبارک پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی مدلول میں کوئی ذاتی مناسبت نہیں ہوتی۔ یاد جو اس کے اس نام کے بارے میں برکت حاصل ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرکات اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

شیخ الشیوخ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھیں اور انہوں نے ان کو ایک کمرہ میں محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشراف میں سے اگر کوئی ان کی ملاقات کو آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرایا کرتے اور فرماتے کہ میری میراث تو یہی ہے۔ اللہ ان تیرکات کی ہر برکت سے تمہیں بھی عزت دے۔

گویند درخانہ سریرے و بالٹے ازادیم کہ  
حشاں لیف خرما و یک بخت موزہ و  
قطیفہ و آسیادستی و کنانہ کردراں چند تیر بود  
و گویند کہ دراں قطیفہ اثر و سخ سر مبارک  
دے بود و مردے زخمے عظیم داشت و  
شفائی یافت از عمر بن عبدالعزیز التماس  
نمودند کہ بعضے از اں و سخ بشویند و باسقوط  
در بنی بیمار چکانیدند بیمار شفا یافت۔

(مدارج النبوت)

کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چار پائی  
چڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری  
ہوئی تھی۔ ایک جوڑا موزہ، لحاف، چکی اور  
ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ لحاف  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی  
چکنائی کا اثر تھا۔ ایک شخص کو سخت بیماری  
لاحق تھی، جس سے شفا نہ ہوتی تھی، حضرت  
عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں التماس کی  
گئی تو آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں  
سے کچھ دھو کر چار کی ٹاگ میں نکال دیا گیا اور

مندرست ہو گیا۔

حضور علیہ السلام سے منسوب ہر چیز قابلِ تکرار ہے

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ



اشیاء کی تعظیم و تکریم کرنا جن کو حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعظیم و تکریم ہے اور بہت ہی خیر و برکت کا باعث ہے۔ یہاں تک کہ

وَأَوَّلَ أَرْضٍ مَسَّ جِلْدَ الْمُصْطَفَى  
تَرَابُهَا أَنْ تُعْظَمَ عَرَمَاتُهَا وَ تُنَسَّمَ  
نَفَحَاتُهَا وَ وَتُقْبَلَ رُبُوعُهَا  
وَجُدْرَاتُهَا۔ (شفا شریف ص ۲۱۹)

جس سرزمین کی مٹی کو حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے، لازم ہے کہ اس کے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اسکی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے درود یوار کو بوسہ دیا جائے۔

غرض یہ کہ حبیب اور حبیب کے مقامات، ملبوسات، تبرکات کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو تیس درے مارنے کا حکم دیا تھا، جس نے یہ کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس سرزمین میں افضل الخلاق آرام فرما ہیں، تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے، تو اس لائق تھا کہ تیری گردن اڑادی جائے۔ (شفا شریف ص ۲۱۸)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم

اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

عقیدت مند آنکھ جب خاک مدینہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی ہے تو طیبہ و بطحا کا ذرہ ذرہ آفتاب جہاں تاب بن کر چمکتا ہے۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است

دے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

برادران ملت! یہ حضور پر نور، فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوسات اور آپ کی

استعمال شدہ اشیاء کے برکات و حسنات ہیں۔ بغور پڑھیے، بار بار پڑھیے اور اپنا ایمان تازہ

کیجئے، اور سوچئے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ الکریم نے اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

کیسی کیسی نعمتوں، برکتوں اور خوبیوں سے نوازا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔



اللہ کی سر تا قدم شان ہیں یہ ان سائنس دانوں کا ایمان ہے  
قرآن تو کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ اور ایمان یہ کہتا ہے سب سے بڑا ایمان

### فوائد

- ۱۔ یہ کہ پگڑی کے نیچے ٹوپی رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔
- ۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک بہت ہی بابرکت، بلاؤں اور ترشوں کو دور کرنے والا ہے۔
- ۳۔ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے ساتھ جو چیز بھی لگی، وہ بہت ہی بابرکت اور قابل تعظیم ہوگئی، لہذا دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرہ ذرہ نہایت ہی بابرکت اور قابل تعظیم ہے کہ اس کو حضور علیہ السلام سے نسبت ہے۔
- ۴۔ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ملبوسات و دیگر مستعمل اشیاء کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔
- ۵۔ یہ کہ حضور ہادی سبیل، دانائے کل، محبوب کل، مطلوب کل، مشہود کل، ختم رسل، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا ادب و احترام کرنا اور بوسہ لیکر آنکھوں سے لگانا موجب نجات اور باعث فلاح دارين ہے۔

## دعائے خیر

یا ارحم الراحمین جن اکابرین کرام کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اگر وہ بحیات ہوں تو ان کے علم و فضل میں مزید برکت فرما اور ان کا سایہ عاطفت تادیر اہلسنت و جماعت پر قائم و دائم رکھ۔ آمین۔

۲۔ اگر وہ انتقال فرما گئے ہوں تو اپنی خصوصی رحمت سے انکی قبور کو وقفہ نور بنائے۔ آمین۔

۳۔ مجھے اور میرے متعلقین و معاونین کو فلاح دارين عطا فرما اور اس کتاب کو قبول جان عام فرما کہ مجھ بے نوا کے لئے کفارہ سیاحت و زیارت بن جائے۔ آمین۔

عام فرما کہ مجھ بے نوا کے لئے کفارہ سیاحت و زیارت بن جائے۔ آمین۔

آمین



بحرمت سید المرسلین شفیع المذنبین صل اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

رسول اللہ دی الفت نے ستایا  
بجہ اللہ ایہہ حلیہ ہو گیا ختم  
کتاباں تھیں حوالے کیے تحریر  
رکھے جو یاد ایہہ حلیہ مبارک  
نبی دی شکل نوں جوئاں و سارے  
ربا بخش میرے ماں باپ تائیں  
نزع دے وقت کلمہ ہووے جاری  
میں ایہہ حلیہ معجزات اندر بنایا  
بنایا میں روایتاں ڈھونڈ محکم  
جھڑا پڑھی لگن دے اسنوں دلگیر  
کرے اس تے کرم اللہ تبارک  
ملن اس تائیں جنت دے چبارے  
بھائی بہناں بیوی اولاد تائیں  
تے باایمان ہووے جھب تیاری

ابوالطاہر محمد بشیر احمد نام میرا  
تے وچہ رسولپور تارڑاں گزران میرا

☆☆☆☆☆



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



## ماخذ و مراجع

قرآن پاک

### مستند مفسرین کی کتب تفاسیر

- ۱- تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
- ۲- تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد الخازن علیہ الرحمۃ
- ۳- تفسیر در مشکوٰۃ از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
- ۴- تفسیر جلالین از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
- ۵- تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حق علیہ الرحمۃ
- ۶- تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ
- ۷- تفسیر صادی از امام احمد الصادق علیہ الرحمۃ
- ۸- تفسیر مظہری از قاضی شامی علیہ الرحمۃ
- ۹- تفسیر جمل از علامہ سید سلیمان بن الجمل علیہ الرحمۃ
- ۱۰- تفسیر حسینی از علامہ محسن الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ
- ۱۱- تفسیرات احمدیہ از علامہ ملا جیون علیہ الرحمۃ
- ۱۲- تفسیر نیشاپوری از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ
- ۱۳- تفسیر سراج حیدر از امام محمد بن شریج علیہ الرحمۃ
- ۱۴- تفسیر معالم التنزیل از امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ علیہ الرحمۃ
- ۱۵- تفسیر ابن جریر از امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ
- ۱۶- تفسیر فتح الباری از شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۷- تفسیر عزیزی از شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ
- ۱۸- تفسیر ابن کثیر از علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ
- ۱۹- تفسیر خانی از مولانا علامہ عبدالحق خانی علیہ الرحمۃ
- ۲۰- اشرف التفاسیر المعروفہ تفسیر فیسی از مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ

۲۱- تنویر المعباس من تفسیر ابن عباس سلامی طاہر محمد یعقوب فرید آبادی

۲۲- تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی

### مستند محدثین کی کتب احادیث

- ۱- صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
- ۲- صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ
- ۳- جامع ترمذی از امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی علیہ الرحمۃ
- ۴- ابوداؤد از امام سلیمان بن الاشعث علیہ الرحمۃ
- ۵- ابن ماجہ از امام ابو عبد اللہ محمد علیہ الرحمۃ
- ۶- سنن النسائی از امام احمد بن شعیب النسائی علیہ الرحمۃ
- ۷- سنن داری از امام عبد اللہ بن عبد الرحمن داری علیہ الرحمۃ
- ۸- سنن البیہقی از امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ
- ۹- طبرانی شریف از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ
- ۱۰- مشکوٰۃ المصابیح از امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ علیہ الرحمۃ
- ۱۱- اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۲- مرقات از علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
- ۱۳- منتخب الصحیحین از امام یوسف نجہانی علیہ الرحمۃ
- ۱۴- المستدرک از امام ابو یوسف محمد بن حسین علیہ الرحمۃ
- ۱۵- فتح الباری از امام شہاب الدین احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ
- ۱۶- ارشاد الساری از امام شہاب الدین احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ
- ۱۷- عمدۃ القاری از امام بدیع الدین عینی علیہ الرحمۃ

### اکابر محدثین و اہل سیر محققین کی مستند کتب

- ۱- معایب اللہ نبیہ از امام احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ



- ۶۷- نسیم ارباب از علامہ شمس الدین عظیمی علیہ الرحمۃ
- ۶۸- شمس الخلیل از علامہ عبدالغنی بن علی بن علی علیہ الرحمۃ
- ۶۹- کنز العمال از علامہ طبرانی علیہ الرحمۃ
- ۷۰- شکل زندگی از علامہ محمد بن علی بن علی علیہ الرحمۃ
- ۷۱- شکل حمیہ از علامہ محمد بن علی بن علی علیہ الرحمۃ
- ۷۲- الامامیز شریف از علامہ احمد بن مبارک علیہ الرحمۃ
- ۷۳- مطالعہ المعبرات از علامہ محمد الہدیٰ بن احمد علیہ الرحمۃ
- ۷۴- اعلام النبوت از علامہ قاضی ابوالحسن علیہ الرحمۃ
- ۷۵- معارج النبوت از علامہ عین الدین واعظ کاشانی
- ۷۶- دلائل النبوت از علامہ ابوبکر احمد بن حسین علیہ الرحمۃ
- ۷۷- دلائل النبوت از امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ صمدی
- ۷۸- حلیۃ الاولیاء از " " " "
- ۷۹- وقایع الاولیاء از امام سید شریف قوام الدین علی اسعدی
- ۸۰- استیعاب از امام عبداللہ بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
- ۸۱- شواہد نبویہ از مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- ۸۲- عجائب الاسرار
- ۸۳- توارخ حبیب اللہ از مفتی سعید احمد علیہ الرحمۃ
- ۸۴- الکلام الحسنی از " " " "
- ۸۵- تاریخ مصیبت از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
- ۸۶- الادب المفرد از " " " "
- ۸۷- الواریح الطبریہ از علامہ محمد کریم علیہ الرحمۃ
- ۸۸- الہدایۃ والنجاة من الامام عبدالوہاب شمس الدین علیہ الرحمۃ
- ۸۹- سیرت ابن ہشام از محمد بن عبد اللہ بن ہشام علیہ الرحمۃ
- ۹۰- سیرت النبویہ از علامہ سید احمد بن زبیری و طائفہ
- ۹۱- سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برہان الدین علیہ الرحمۃ

- ۹۲- زرقانی شریف از امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ
- ۹۳- زرقانی علی السحاب از امام عسقلانی امام ہرقانی
- ۹۴- محاسن الکبریٰ از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
- ۹۵- تاریخ الخلفاء از " " " "
- ۹۶- جامع صغیر از " " " "
- ۹۷- الحادی للفتاویٰ از " " " "
- ۹۸- افضل القریٰ از علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
- ۹۹- مجمع الزوائد از " " " "
- ۱۰۰- المعجم الکبریٰ از علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۱- جواهر البیان از " " " "
- ۱۰۲- فتاویٰ حدیثیہ از " " " "
- ۱۰۳- جامع الحجرات از علامہ محمد ہادی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۴- جواهر البحار از علامہ محمد یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۵- شواہد الحق از " " " "
- ۱۰۶- حجة اللہ علی العالمین از " " " "
- ۱۰۷- انوار محمدیہ از " " " "
- ۱۰۸- شفا شریف از علامہ قاضی میاض علیہ الرحمۃ
- ۱۰۹- شرح شفا از علامہ طاعی قاری علیہ الرحمۃ
- ۱۱۰- جمع الوسائل از " " " "
- ۱۱۱- حل الہدۃ شرح مبداء از " " " "
- ۱۱۲- مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۱۳- جذب القلوب از " " " "
- ۱۱۴- زبدۃ الاسرار از " " " "
- ۱۱۵- سیرت النبویہ از علامہ سید احمد بن زبیری و طائفہ
- ۱۱۶- سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برہان الدین علیہ الرحمۃ



- |   |   |
|---|---|
| ۹۲- کتب از حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ                       | ۱۱۷- مشکوٰۃ شریف از مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ            |
| ۹۳- کتاب الوقایہ از علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ               | ۱۱۸- حیوۃ النبیؐ ان از علامہ کمال الدین دیمیری علیہ الرحمۃ        |
| ۹۴- بیان میلاد النبی ﷺ  | ۱۱۹- خالص الاعتقاد از علی حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ             |
| ۹۵- القول البدیع از امام محمد بن عبدالرحمن سقوی                   | ۱۲۰- حدائق بخشش از " " "  |
| ۹۶- طبقات ابن سعد از " " "  | ۱۲۱- مقاصد الاسلام از مولانا انوار اللہ خاں صاحب                  |
| ۹۷- البدایہ والنہایہ از علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ           | ۱۲۲- انھاس العارفين از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ        |
| ۹۸- عصیدۃ الشہداء از علامہ عمر بن احمد خرپوئی علیہ الرحمۃ         | ۱۲۳- در شمعین از " " "  |
| ۹۹- اسد الغابہ از علامہ ابن اثیر علیہ الرحمۃ                      | ۱۲۴- کوب دردی از علامہ سید محمد صالح الکشتی الترمذی               |
| ۱۰۰- خطبہ میرزا ابد از علامہ عبدالحی کسروی علیہ الرحمۃ            | ۱۲۵- شان حبیب الرحمن از مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ             |
| ۱۰۱- دلائل الخیرات از ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی         | ۱۲۶- الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل از مفتی محمد شفیع اوکاڑوی |
| ۱۰۲- مرآت از علامہ امام یافعی علیہ الرحمۃ                         | ۱۲۷- حلیہ شریف از مولانا غلام احمد کولوی علیہ الرحمۃ              |
| ۱۰۳- نشر الحاسن الخالیہ از یافعی علیہ الرحمۃ                      | ۱۲۸- حلیہ شریف از مولانا غلام رسول آف قلعہ میان سنگھ              |
| ۱۰۴- الانسان فی القرآن از پیر سید نور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ       | ۱۲۹- بہار عقیدت از سید مرغوب احمد اختر الحامدی علیہ الرحمۃ        |
| ۱۰۵- بحرہ الاسرار از علامہ امام طحطاوی علیہ الرحمۃ                | ۱۳۰- رہنمائے سفر حجاز از ڈاکٹر محمد نواز قادری چشتی               |
| ۱۰۶- قصیدہ العثمان از امام عظیم نعمان بن ثابت علیہ الرحمۃ         | ۱۳۱- انجیل مقدس از باز تاباس                                      |
| ۱۰۷- رحمت الرحمن شرح قصیدہ العثمان از علامہ محمد عظیم علیہ الرحمۃ | ۱۳۲- جامع الصفات از علامہ سید محمد احمد صاحب رضوی                 |
| ۱۰۸- احیاء القلوب از مولانا عبدالحلیم علیہ الرحمۃ                 | ۱۳۳- معجزات مصطفیٰ ﷺ از مفتی غلام سرور صاحب قادری                 |
| ۱۰۹- جمع النہایہ از علامہ شتوتکی علیہ الرحمۃ                      | ۱۳۴- انوار محمدیہ از مولانا ضیاء اللہ صاحب قادری                  |
| ۱۱۰- المغازی للواقفی علیہ الرحمۃ                                  | ۱۳۵- مسک اولیاء از مولانا ابوالانوار محمد اقبال صاحب رضوی         |
| ۱۱۱- شرح شمک للحمادی علیہ الرحمۃ                                  | ۱۳۶- کنز العرفان از صوفی لعل دین صاحب گجروی                       |
| ۱۱۲- سراج حمیر للحمادی علیہ الرحمۃ                                | ۱۳۷- عروج الحبوب از مولانا ابوالطاهر عبدالعزیز چشتی               |
| ۱۱۳- الاصابہ از امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ                  | ۱۳۸- قرطاس مقبول فی معجزات رسول از مولوی نصیر احمد صاحب چشتی      |
| ۱۱۴- فتوح الغیب از پیر سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ           | ۱۳۹- ماہنامہ ضائعہ مصطفیٰ (۱۹۸۳ء) گوجرانوالہ                      |
| ۱۱۵- قصیدہ خوشیادہ " " "  | ۱۴۰- ماہنامہ سالک ماہ لپنڈی ۱۹۶۲ء                                 |
| ۱۱۶- قصیدہ نمدہ از علامہ شرف الدین یوسفی علیہ الرحمۃ              | ۱۴۱- ماہنامہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ۱۹۶۱ء                             |



۱۳۲۔ ریاض الناصحین از شیخ ابو بکر واسطی سندھی

۱۳۳۔ اثبات مدعا نقس از محمد جمال الدین کامی مشہور

۱۳۴۔ کشف الغمہ از ابوالحسن علی بن حسین اربلی

۱۳۵۔ فوائد صلیبہ از علامہ حسن بریلوی

۱۳۶۔ قصص الانبیاء قاری از علامہ عبدالواحد علیہ الرحمۃ

۱۳۷۔ تنویر الیقین فی معجزات رسول الامین ﷺ

۱۳۸۔ کوز الحقائق علی جامع الخیر

۱۳۹۔ قرۃ القادر شرح نور الانوار

۱۴۰۔ نای شرح حسامی

۱۴۱۔ مجمع البرکات

۱۴۲۔ شمس التواریخ

۱۴۳۔ فوائد دورہ حدیث شریف

### وہابی اور دیوبندی اکابرین کی کتب

۱۴۴۔ جلاء الافہام از علامہ ابن قیم

۱۴۵۔ زاد المعاد از " "

۱۴۶۔ اعلیٰ العجب از مولوی عبدالحی ککسوی

۱۴۷۔ مجموعۃ الفتاویٰ از " "

۱۴۸۔ فیض الباری از مولوی النور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند

۱۴۹۔ قصائد قاسمی از مولوی محمد قاسم بانی دیوبند

۱۵۰۔ تحذیر الناس از " "

۱۵۱۔ نشر الطیب از مولوی شرف علی قانوی حکیم الامت علامہ دیوبند

۱۵۲۔ محیال الیقین از " "

۱۵۳۔ شکر الصمدہ از " "

۱۵۴۔ تہذیب اعداء الفتاویٰ از " "

۱۴۵۔ کلیۃ شریک

۱۴۶۔ درجۃ الامان از مولوی محمد علی شاہ

۱۴۷۔ درجۃ الامان از مولوی مہدی علی شاہ

۱۴۸۔ تذکرۃ مولوی عبدالغفور از مولوی شاہد علی شاہ

۱۴۹۔ امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۵۰۔ لائف رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۵۱۔ حب النعم از مولوی حبیب الرحمن صاحب

۱۵۲۔ شیم الحیب از مفتی الہی بخش کاندھاری

۱۵۳۔ اشہاب القاب از مولوی حسین احمد خان

۱۵۴۔ الہمد از " "

۱۵۵۔ ترجمہ قرآن پاک از مولوی محمد الحسن

۱۵۶۔ حاشیہ قرآن پاک از مولوی شہید احمد خان

۱۵۷۔ چراغ سنت از مولوی فرید الدین قاسمی

۱۵۸۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند از مولوی مہدی علی شاہ

۱۵۹۔ جام کوثر از مولوی اسماعیل دیوبندی

۱۶۰۔ اقرب اسل یا التوجیل تہذیب الرکب ﷺ از مولوی

۱۶۱۔ الشہادۃ الاحمریہ من مولانا محمد الہیہ از مولوی

### کتب لغت

۱۸۲۔ کریم اللغات از مولوی کریم الدین لاہوری

۱۸۳۔ لسان العرب از ابوالفضل محمد بن کریم الانصاری

۱۸۴۔ معجم اللغات از مولوی ابوالفتح محمد بن

۱۸۵۔ شہر اللغات از مولوی محمد شہر احمد جالپوری

۱۸۶۔ معجم اللغات از مولوی محمد شہر احمد جالپوری



اہلسنت وجماعت کے لئے ایمان افروز خوبصورت تحفہ

## خطباتِ بشیر (جلد اول)

تالیف خطیب اسلام مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد رضوی  
جمع میں عربی خطبات کے علاوہ ہر ماہ کی مناسبت، اخلاقی و معاشرتی  
مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ جہاں مبدی طلبا  
مستفید ہوں گے وہاں مشاق مقررین بھی فائدہ اٹھائیں گے اور عامۃ  
اسلمین بھی اسے مرز جان بنائیں گے۔

اپنے قریبی بک شال سے طلب فرمائیں



دلائل الخیرات  
شیخ آغا

کمال السعادت

از: امام علامہ محمد ہمدانی فاضل دیوبند

کامستند عالم فقہ ازبکستان علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

ترجمہ: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری  
مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری  
مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

عالم دین اسلام کا ہی دستاویز کا ترجمہ  
مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

کالج الشریعہ  
محمد عبدالکیم شافعی

از: حضرت علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

ترجمہ: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا انسائیکلو پیڈیا

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمہ اللہ کی تالیف کی تفسیر

محمد اللہ علی العالمین  
محمد رسول اللہ ﷺ

مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

مترجم: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

فروش الغیب  
نی فارسی شرح

مظہر لا ریب  
کا اردو ترجمہ

از: حضرت علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

ترجمہ: علامہ محمد عبدالکیم شافعی قادری

نور یہ رضویہ

گنج بخش



<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books  
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



قرآنیات کا انسائیکلو پیڈیا

انمول تصنف

# بُرْهَانُ الْقُرْآنِ فِي مِرَادِ الرَّحْمَنِ

مُصَنَّفُ فَقِيرُ الْعِجْزِ اَبِي حَسَنٍ قَالِیْبِیْ

باطنی اسرار و رموز

مطہرانہ تشریحات

قرآن مجید کے موضوعات کا جامع ترین احاطہ

ہر موضوع میں طریقت و تصوف کی گہنی خوشبو

تاریخی تفصیلات و معلومات

اکابرین کے اقوال

اسلاف کے لب و لہجہ کی یاد تازہ کرنے والا شیریں و دلربا اسلوب تحریر

ذہن و عقل میں جذب ہونے والا رہاؤ شلسل

شریعت و طریقت کے انمول جواہر سے مزین

## الْإِسْلَامُ الْمَلِكُ فِي قِيَامِ الْإِسْلَامِ

بُرْهَانُ الْقُرْآنِ فِي مِرَادِ الرَّحْمَنِ

مُصَنَّفُ

فَقِيرُ الْعِجْزِ اَبِي حَسَنٍ قَالِیْبِیْ

شُرُوحُ رَحْمَتِ رَبِّیْ كِشُورِیْ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>